مسلم ہیروز

رہنمائے اساتذہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلم ہیروز

رہنمائے اساتذہ

نام کتاب	....	مسلم ہیروز
تالیف	....	تحقیقی ٹیم (ہمارے بچے)
ناشر	....	الہدیٰ پبلی کیشنز اسلام آباد
ایڈیشن	....	اول
تعداد	....	5000
تاریخ اشاعت	....	ستمبر 2011ء ، شوال 1432ھ
قیمت	....	
ISBN	....	978-969-8665-23-4

برائے رابطہ

اسلام آباد: 7-اے کے بروہی روڈ، H-11/4 اسلام آباد، پاکستان

فون: +92-51-4436140-3, +92-51-4434615

salesoffice.isb@alhudapk.com

www.alhudapk.com, www.farhathashmi.com

کراچی سیلز آفس: 30-A سندھی مسلم کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی، پاکستان۔

فون: +92-21-34528547-8

کینڈا: 5671 McAdamRd, Mississauga Ontario,L4Z IN4 Canada

فون: (905) 624-2030, (647) 896-6679

www.alhudainstitute.ca

امریکہ: PO Box 2256, Keller, TX762 44

فون: (817)-285 -9450 (480)-234-8918

alhudaonlinebooks@ymail.com

فہرست

مقاصد

- بچوں کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کی اہمیت سے آگاہ کرنا۔
- بچوں کو اسلامی تاریخ کے ان مثالی کرداروں سے متعارف کروانا جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوئے۔
- بچوں میں یہ جذبہ پیدا کرنا کہ رسول اللہ ﷺ کو رہنما مانتے ہوئے صحابہ کرامؓ کی خصوصیات کو عملی طور پر اپنی زندگی میں اپنانے کی کوشش کریں۔

کتاب کی خصوصیات

- مسلم ہیروز نصاب کے لیے مستند کتب کا انتخاب کیا گیا۔
- ایک مباحثے اور باہمی تبادلۂ خیال کے بعد کلاس کے لیے مقاصد طے کیے گئے۔
- ممکن حد تک ہر سبق کی بہترین منصوبہ بندی کی گئی اور کتابی شکل دینے سے پہلے ان اسباق کی عملی طور پر جانچ پڑتال بھی کی گئی۔

اساتذہ کے لیے تیاری کے اہم نکات

- کتاب میں دیے گئے اسباق بغور پڑھیں۔
- دیے گئے مسلم ہیروز کے بارے میں تفصیلاً پڑھیں اور مختلف مستند کُتب کا مطالعہ بھی کریں۔
- کتاب میں دی گئی ہدایات کے مطابق اور خاص طور پر سبق کے اصل مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے سبق کی تیاری کریں۔

مددگار کُتب اور آڈیو

- یاسمین خاکوانی کے آڈیو کیسٹ ''مسلم ہیروز'' سنیں۔
- دارالسلام سے بچوں کی مسلم ہیروز کی کتابیں پڑھیں۔
- کتاب ''حیاتِ صحابہ کے درخشاں پہلو'' کا مطالعہ کریں۔
- کتاب ''عشرہ مبشرہ'' اور ''سیر الصحابہ'' کا مطالعہ کریں۔

زائد مواد پڑھنے اور اس کے استعمال کا طریقہ

جو مواد بھی آپ نے پڑھنے کے لیے منتخب کیا ہے اس کو پورا پڑھیں جو چیز آپ کے دل پر گہرا اثر کرے اس پر پنسل سے نشان لگائیں، نشان زدہ لائنوں کو دوبارہ پڑھیں لیکن اس بار اس کو بچوں کے نقطۂ نظر سے دیکھیں۔ اپنے آپ سے پوچھیں کہ کیا یہ بات میرے طالب علموں

کے دل پر بھی اثر کرے گی؟ مشکل مواد کو اپنے سبق کا حصہ نہ بنائیں، سبق میں تھوڑا مواد شامل کریں۔منتخب مواد پر غور کر کے وہ پیغامات نکالیں جو آپ بچوں کو دینا چاہتے ہیں۔

مسلم ہیروز پڑھانے میں مددگار پوائنٹ

کسی بھی صحابیؓ کے بارے میں پڑھاتے وقت استاد مندرجہ ذیل نکات کو اپنے سبق میں ضرور شامل کریں:

- صحابیؓ کا پس منظر: آزاد، غلام، کس علاقے سے تھے۔
- صحابیؓ کا اسلام سے تعارف اور اسلام میں شمولیت۔
- صحابیؓ کے ذاتی اوصاف: مثلاً بہادر، سچے، سنجیدہ۔
- صحابی کی دین کے لئے خدمات۔
- رسول اللہ ﷺ سے تعلق: محبت، اطاعت۔
- باقی صحابہؓ سے ان صحابیؓ کا تعلق۔

واقعات سنانے کے لیے مددگار نکات

❖ تعارف

- تیار شدہ خاکہ موجود ہو۔
- جذبات کا مناسب اظہار ہو یعنی خوشی میں جوشیلا، اداسی میں سنجیدہ۔
- تمام کردار واضح ہوں۔
- فلیش کارڈ کا استعمال۔

❖ واقعات کہاں سے تلاش کیے جائیں؟

• گھر سے • لائبریری سے، • نیٹ سے • صدقہ کے طور پر بازار سے کُتب خرید لیں

❖ واقعات کیسے ہوں؟

- پیغام اور مقصد واضح ہو مثلاً مسلم ہیرو کی کوئی کہانی ہو، تو اس سے کم از کم کوئی ایک مقصد حاصل ہو مثلاً بچوں کو سلام کی عادت پڑے۔

- قرآنی اور سیرت کی کہانیاں جن میں اخلاقی سبق ہو۔
- عمر کے مطابق ہوں۔ مثلاً الفاظ کا چناؤ، واقعہ کی تفصیلات اور سنانے کا انداز بہترین ہو۔

❖ واقعہ کی تیاری:

- واقعہ کا انتخاب کر لیں۔
- اس کو بار بار پڑھیں تا کہ ربط برقرار رہے۔
- پہلی بار واقعہ کو اپنے لیے پڑھیں۔
- دوسری بار پڑھانے کے نقطۂ نظر سے پڑھیں۔
- دیگر کُتب کا مطالعہ کریں، مثلاً تفسیر سے، تا کہ دلیل سے بات بتائی جا سکے۔
- خود کو واقعہ کا حصہ محسوس کریں، مثلاً خود کو غار میں بند اندھیرے میں بے بس محسوس کرنا وغیرہ۔ بچوں سے بھی آنکھیں بند کروالیں۔
- باتوں سے واقعہ میں رنگ بھریں، مثلاً میٹھا مزا ہو تو ویسا انداز اور بات، رنگوں کی مدد سے آسمان کی خوب صورتی بیان کرنا، جو خود محسوس کریں سننے والوں کو بھی وہ محسوس کرائیں۔
- جو الفاظ بچوں کے لیے نئے ہوں ان کو بار بار دہرایئے لیکن کہانی کا ربط ٹوٹنے نہ پائے۔
- واقعات لفظ بہ لفظ یاد نہ کریں بلکہ سمجھ کر اپنے الفاظ میں بیان کریں۔
- واقعہ اس طرح تیار کریں کہ ایک نشست میں سنایا جا سکے۔
- کردار کے اپنے الفاظ ضرور یاد کریں، مثلاً رسول اللہ ﷺ کے اپنے الفاظ پڑھ کر سنائے جا سکتے ہیں۔
- احادیث کو ہمیشہ ویسے ہی سنائیں، پھر ساتھ سمجھا دیں۔
- شیشے کے سامنے پڑھیں۔
- اپنی آواز ریکارڈ کر کے سنیں۔
- کسی ساتھی کو سنائیں۔
- کہانی کا ماحول بنا کر آغاز کریں پھر چند لمحوں کے لیے رُک جائیں۔ تا کہ سننے والے بھی خود کو وہاں محسوس کریں۔
- بچوں سے کہیں ”کہ اپنا منہ بند اور کان کھول لیں میں آخر میں کچھ سوال کروں گی“۔ اس طرح بچے واقعہ کو توجہ سے سنیں گے۔

- سننے والوں کی توجہ بہت ضروری ہے۔اس لیے واقعات کو دلچسپ بنانے کے لیے ان باتوں کا خیال رکھیں:

1۔ آواز میں اتار چڑھاؤ

2۔ لب ولہجہ

3۔ جملوں کا تسلسل

4۔ مختلف آوازیں نکالیں، مثلاً رونے کی، بکری کی وغیرہ

- ہلچل کی صورت میں تھوڑی دیر کے لیے خاموشی اختیار کریں یا پھر اس بچے کو کلاس میں شامل کریں۔
- بچے شرارت بھی کریں، بے چین بھی ہوں لیکن اپنے مزاج کو ٹھنڈا اور میٹھا رکھیں۔
- بچوں کے الفاظ کو دہرائیں۔
- صرف واقعات نہیں سنانے بلکہ سبق بھی سکھانا ہے۔
- کوئی بھی دنیاوی کہانی سناتے ہوئے آخر میں پیغام یا سبق ضرور دیں مثلاً:

1۔ خود کو صاف رکھنا۔

2۔ باقاعدگی سے نماز پڑھنا۔

3۔ یہ کردار ہمیشہ سچ بولتا ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ کا، نبی کریم ﷺ کا اور امی ابو کا کہنا ماننے سے ہی ان شاء اللہ جنت میں جائیں گے۔

5۔ سلام کرنا۔

6۔ دعا کرنا۔

❖ نوٹ:

- فطری طور پر کام کرتے ہوئے خود کو پرسکون (Relax) رکھیں۔
- جتنی کوشش کریں گے اتنے ماہر ہو جائیں گے۔
- غلطیوں سے سبق سیکھنا ہے، کام کو چھوڑنا نہیں۔
- اپنے کام سے لطف اندوز ہوں۔

سبق نمبر 1 حضرت محمد ﷺ

- **مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ :**
  - یہ جان لے کہ ہمارے لیے وہ کون سی رہنما ہستی ہے جس کی ہمیں اطاعت کرنی ہے ۔
  - رسول اللہ ﷺ کی شخصیت و کردار کو اپنے لیے مثال بناتے ہوئے آپؐ کی اطاعت کی اہمیت کو جانے۔
  - جان لے کہ صرف رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و پیروی کرنے والے سے ہی اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوں گے۔

- **وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:**
  - رہنما
  - اطاعت
  - صحابہؓ
  - صلی اللہ علیہ وسلم

- **سبق کا دورانیہ:** 45 منٹ

- **درکار اشیاء:** فلیش کارڈز، سٹار سٹکر ، چارٹ پیپر، مارکر، چادر ۔

- **آرٹ ورک:**
  - **مقصد:** بچوں کو اطاعت کے تصور سے آشنا کرانا۔
  - **درکار اشیاء:** فوٹو کاپی شدہ کاغذ، رنگ دار پنسلیں ۔

- **رہنمائی برائے اساتذہ**
  - اس سبق میں بہت سے واقعات ہیں، جن کی وجہ سے سبق لمبا ہو سکتا ہے۔ استاد واقعات سنانے کے عمل کو مختصر اور دلچسپ بنائے۔
  - پہلی کلاس ہونے کی وجہ سے بچوں کو کلاس میں کرنے اور نہ کرنے والے چند کام بھی بتا دیں۔
  - ہمیں قرآن اور حدیث سے واضح رہنمائی ملتی ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کے راستے پر چلے گا، وہ ہدایت پائے گا۔ تو اس سبق کے ذریعے بچوں کو رسول اللہ ﷺ کے کردار سے روشناس کرایا جائے اور صحابہ کرامؓ کا رسول اللہ ﷺ سے تعلق بتایا جائے۔

سبق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ سب لوگوں کا کیا حال ہے؟ آج ہماری پہلی کلاس ہے۔اس لیے پہلے ہم ایک دوسرے کا تعارف حاصل کریں۔سب سے پہلے میں اپنے بارے میں بتاتی ہوں، میرا نام۔۔۔۔۔۔۔ہے۔میں منارالاسلام کی کلاسز میں بچوں کو پڑھاتی ہوں۔مجھے پڑھانا بہت اچھا لگتا ہے۔پتہ ہے کیوں بچو؟ کیونکہ یہ کام اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے، کہ ہمیں اپنے دین کے بارے میں جتنا بھی علم ہے، وہ ہم دوسروں تک پہنچائیں۔پڑھانے کے لیے انسان کو خود بھی پڑھنا ہوتا ہے۔اس طرح استاد کی معلومات بھی بڑھتی ہے۔اور بچوں کو پڑھانے کا تو مجھے بہت مزہ آتا ہے کیونکہ مجھے بچے بہت اچھے لگتے ہیں۔

اب آپ لوگ اپنا نام، اپنی کلاس اور اپنے سکول کا نام بتائیں۔چلیں دائیں ہاتھ سے شروع کرتے ہیں۔

> اس طرح ہر بچے کا تعارف حاصل کریں۔جب بچے اپنا تعارف کرا رہے ہوں تو استاد پوری توجہ سے سنے اور بچے کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھے۔اس سے بچے جلد مانوس ہو جائیں گے۔

اب ہم سب مل کر دعا پڑھتے ہیں:

- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيْمِ
- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
- رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ

> اس وقت معاشرے میں بچوں کو جو ہیرو نظر آرہے ہیں، ان میں سے اکثر کی زندگی قرآن وحدیث کے مطابق نہیں تو اس کورس کے ذریعے بچوں کو ان حقیقی ہیروز سے متعارف کرائیں، جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوئے۔

اپنی کلاس میں ہم صحابہ کرامؓ کی طرح بیٹھنے کی کوشش کریں گے (بچوں کو دائرہ میں بٹھائیں)۔آپ لوگ تیار ہیں ہم اپنی کلاس شروع کریں؟ لیکن ہم نے پڑھنا کیا ہے، کیا کسی کو پتہ ہے؟ (بچوں کو شامل کریں، اگر بچے بتائیں تو ٹھیک، ورنہ استاد اپنے فلیش کارڈ دکھاتے ہوئے بتائے)۔(**مسلم ہیروز**) ان کلاسوں میں ہم مسلم ہیروز کے بارے میں پڑھیں گے، روز ایک ہیرو کے بارے میں جانیں گے کہ وہ ہیرو کیوں ہیں؟ اور کیسے بنے؟

اچھا یہ بتائیں کہ ہیرو کون ہوتا ہے؟ جو بہت اچھا لگتا ہے جس کی طرح سب کام کرنا چاہتے ہیں۔یہ بتائیں کہ آپ لوگوں کا کوئی ہیرو ہے؟

- یہ بتائیں کہ ہیرو میں کون کون سی خوبیاں ہونی چاہیں؟

> بچے بتائیں تو مارکر کی مدد سے (چارٹ پیپر کے ایک سائڈ پر جو کہ پہلے سے ہی بورڈ پر لگا ہو) لکھتے جائیں، چار/پانچ کافی ہیں۔

- چند خوبیاں جو لکھی جائیں:

- بہادر
- مددگار
- ایمان دار
- طاقتور
- سخی
- سچا (ہمیشہ سچ بولنے والا)
- ذہین
- عادل

اب ایک اور چارٹ پیپر پر کتاب کی طرح سے چارٹ بنالیں۔

خوبیاں:

آدمی A	آدمی B

1) بہادری/سچائی:

دو آدمی ہیں A اور B۔ دونوں بہت بہادر ہیں۔ ان کے اندر بہت طاقت ہے۔ A جب لوگوں کو غلط کام کرتے ہوئے دیکھتا ہے مثلاً:

1) کوئی جھوٹ بول رہا ہے۔

2) کسی نے ساتھ والے کو دھکا دے دیا۔

3) یا کوئی نقل کر رہا ہے تو دل چاہتا ہے کہ بس میں تو اس کو ماردوں، ختم کر دوں۔

اچھا بھئی یہ جو دوسرا ہے یہ جب کسی کو غلط کام کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس کا کیا دل چاہتا ہے؟ اسے بہت افسوس ہوتا ہے کہ لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ اچھے کام کیسے کرتے ہیں؟ میں ان کو بتاؤں کہ اچھے کام کیسے کرتے ہیں۔ یہ اپنی طاقت دوسروں کو اچھی بات بتانے میں لگاتا ہے۔ کیونکہ بہادر وہ نہیں جو لوگوں کو ختم کر دے، بلکہ بہادر وہ ہوتا ہے جو تکلیف پہنچے تو معاف کر دے، جو پیار اور ہمدردی سے دوسروں کو اچھی بات بتائے، ان کو اچھی چیز سکھائے۔ اب آپ بتائیں کہ سٹار کس کو ملے گا؟

2) عدل وانصاف:

یہ A ہے اس کو ایک کام کرنے کو دیا گیا کہ اس ٹائم میں یہ کام ختم کر کے دینا ہے۔ اب کیا ہوا۔ اس نے اس کام کو کرانے میں کسی کو ڈانٹ دیا، کسی کو چوٹ لگا دی۔ جس نے کام کر کے دیا اس کو شاباش بھی نہیں دی، شکریہ بھی نہیں کہا۔ کام تو ہو گیا مگر کیا ہوا کہ لوگ اس

سے ناراض ہو گئے۔

اچھا اب B کو دیکھتے ہیں، اس کو بھی کام کرنے کو دیا گیا، اب وہ کیا کرتا ہے؟ وہ پہلے سوچتا ہے کہ میں اس کام کو کیسے کروں؟ وہ سب سے مشورہ کرتا ہے کہ ہم سب مل کر یہ کام کریں گے۔ کام بہت اچھا ہوا، وقت پر ہوا، لوگ بھی بہت خوش تھے۔

اب آپ بتائیں سٹار کس کو دوں؟

> عدل وانصاف کے لیے بچوں کے درمیان کوئی چیز تقسیم کر کے بھی وضاحت کی جا سکتی ہے۔

3) سخاوت:

A کے پاس بہت ساری چیزیں ہیں، بہت زیادہ پیسے ہیں۔ اس کا دل چاہتا ہے کہ میرے پاس اس سے بھی زیادہ ہو اور جو میرے پاس ہو وہ کسی اور کے پاس نہ ہو، اپنی چیزیں وہ کسی کو دینا بھی نہیں چاہتا۔ B کے پاس بھی بہت ساری چیزیں ہیں، بہت زیادہ پیسے ہیں۔ اس کا دل کیا چاہتا ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے، میں اپنے رشتے داروں کو دوں، اپنے دوستوں کو بھی دوں۔ اپنی ساری چیزیں لوگوں میں بانٹ دوں اور اس طرح اس کو خوشی بھی ملتی ہے۔ اب بتائیں کہ سٹار کس کو ملنا چاہیے؟

4) ذہین:

کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک اہم معاملے کا فیصلہ کرنا ہے۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ میں کروں۔ انہیں پتہ چلتا ہے کہ ایک شخص بڑا ذہین ہے۔ سب لوگ اس کے پاس جاتے ہیں۔ وہ مسکراتا ہے اور کہتا ہے کہ ہر کوئی اپنا نام ایک پرچی پر لکھے، پھر ایک پرچی نکال لیں، جس کا نام نکلے وہی یہ کام کرے گا۔ سب لوگوں نے کہا ٹھیک ہے۔ لیکن لوگ خوش نہیں ہوئے اور جن کا نام نہ نکلا وہ اداس ہو گئے۔

اچھا بچو! یہ جو B ہے، یہ بھی اسی صورت حال سے دوچار ہے۔ وہ کہتا ہے کہ سب مل کر کام کریں گے، ہر ایک نے مل کر کام کیا ہے، کام بہت اچھا ہوا ہے، لوگ بہت خوش ہوئے ہیں۔ اب بتائیں کہ کس کو سٹار ملنا چاہیے؟ ذہین کون ہے؟

5) مزاج:

A سب لوگوں کے کام کرتا ہے، مدد کرتا ہے۔ لوگ اس کو کہتے ہیں یہ تو ہمارا ہیرو ہے۔ ہیرو مغرور ہو جاتا ہے، اکڑ کر چلتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ میں تو بہت اچھا ہوں اور اسی لیے سب میری تعریف بھی کر رہے ہیں۔ اور اب جب وہ چلتا ہے تو کسی کو دھکا دے دیا، کسی کو گرا دیا کہ میں تو ہیرو بن گیا ہوں۔

اب بھئی B ہے، اس میں بھی بہت جذبہ ہے۔ لوگوں کے کام کر کے خوش ہوتا ہے۔ مدد کرتا ہے، بالکل نارمل رہتا ہے، اکڑتا نہیں ہے

کہ میں بڑا کام کرتا ہوں ، بلکہ سب سے مسکرا کر ملتا ہے ۔ اس کو کتنے سٹار ملنے چاہیں؟

اب ذرا سوچ کہ بتائیں کہ آپ کس کو زیادہ سٹار دیں گے؟ آپ کس جیسا بننا چاہتے ہیں؟ A یا B جیسا؟ (بچے جواب دیں گے، ان کو شامل کرتے ہوئے) اچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں کس کو زیادہ سٹار دینے چاہیں؟ ہمیں کس جیسا بننا چاہیئے؟ کس جیسی خوبیاں ہمارے اندر ہونی چاہیں (بچوں کو جواب دینے کا موقع دیں) اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اس کام کو الحمدللہ بہت آسان بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ایسی رہنما ہستی کو بھیجا جس میں وہ تمام خوبیاں جو پسندیدہ ہیں اور ہمیں بھی ان کو اپنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام انسانوں کا یہ کام ہے کہ اس ہستی کی اطاعت کریں یعنی انہوں نے جو کام جیسے کہا اور کیا ویسے ہی کریں۔ ایسا کرنے سے ہم اللہ تعالیٰ کو اپنا بہترین دوست بنالیں گے۔

بچو! ذرا سوچیں کہ آپ نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے، جس میں یہ ساری خوبیاں ہوں؟ یہ ساری خوبیاں صرف ایک ہی ہستی میں تھیں۔ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔ سوچیں کہ وہ کون ہیں؟ وہ ہیں ہمارے آخری نبی رحمت اللعالمین حضرت محمد ﷺ۔

جی ہمیں کس کی پیروی کرنی ہے؟ حضرت محمد ﷺ کی۔ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی، ان کی پیروی کی، ان کو اپنا role model بنایا ان کی طرح کام کیے، وہ کہاں جائیں گے؟ جنت میں جائیں گے۔ ان شاءاللہ!

سبق کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ کا نام ''محمد'' استعمال کریں، اور بعد کے اسباق میں ''ہمارے رسول، ہمارے نبی، پیارے رسول، اللہ کے رسول ﷺ'' بدل بدل کر استعمال کریں۔

اچھا، اب میں آپ کو اپنے پیارے رسول ﷺ کے پیارے پیارے واقعات سناتی ہوں۔

یہ کہانیاں سناتے وقت، جو پہلے لسٹ بنائی گئی تھی، اس کی طرف اشارہ کرتے رہیں۔ ہر کہانی کو ان خصوصیات سے ملائیں، جو ایک رہنما میں ہونی چاہیں جس کی سب اطاعت اور پیروی کریں۔

1) طائف جانے کا واقعہ (طاقت) (FC:1.1)

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بات بتانا شروع کی، تو کافروں کو غصہ آیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی کھلے عام مخالفت شروع کر دی۔ جب ان کا ظلم حد سے زیادہ بڑھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے باہر نکل کر تبلیغ کرنے کا ارادہ کیا اور سوچا کہ وہ ایسی جگہ تلاش کریں، جو اسلام کے پھلنے پھولنے کی بنیاد بنے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے مکہ چھوڑ کر طائف جانے کا فیصلہ کیا، وہاں جا کر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ایک اللہ تعالیٰ کو ماننے کی دعوت دی اور قیامت کے دن کا خوف دلایا لیکن طائف کے لوگ مکہ والوں

سے بھی زیادہ ظالم نکلے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑایا۔ جوان لڑکوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا۔ کچھ نے آپؐ پر پتھر برسائے، جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ زخمی ہو گئے اور آپؐ کے جوتے خون سے بھر گئے۔ اسی حالت میں آپؐ طائف شہر سے باہر نکلے اور ایک باغ میں پناہ لی۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ زخموں سے چور تھے پھر بھی آپؐ نے ان کے لیے بددعا نہیں کی۔ اسی وقت جبرئیلؑ آئے اور کہنے لگے کہ ''اگر آپؐ چاہیں تو میں اس بستی کو دونوں پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دوں۔'' آپؐ نے فرمایا ''نہیں مجھے یقین ہے ان کی نسلیں مسلمان ہوں گی۔'' اور بچو! محمد بن قاسم اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ کچھ سال بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول کر لی اور طائف کے وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے شہر سے نکالا تھا انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

تو بچو! یہ ہوتا ہے طاقت کا صحیح استعمال۔

2) بدو کے چہرے پر چھڑی لگ جانے کا واقعہ (عدل و انصاف) (FC:1.2)

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کچھ چیزیں بانٹ رہے تھے۔ بہت سے لوگ اپنی اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے کہ ان میں سے ایک ضرورت مند بدو نے لوگوں کو دھکا دیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے وہ لوگوں کی قطار بنوا رہے تھے جب وہ بدو سامنے آیا تو اس کے چہرے پر چھڑی لگ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے معافی مانگی۔ مگر وہ بدو کہنے لگا کہ: 'آپؐ نے مجھے تکلیف دی ہے اس کا مجھے بدلہ دیں۔' رسول اللہ ﷺ نے اس بدو کو وہ چھڑی دے دی اور کہا ''تم میرے چہرے پر مار سکتے ہو''۔ رسول اللہ ﷺ کے اس انصاف پر وہ بدو کہنے لگا ''اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت دی کہ میں آپؐ سے بدلہ لوں یا معاف کر دوں۔ میں آپؐ کو معاف کرتا ہوں''۔

دیکھا بچو! ہمارے پیارے نبی ﷺ کتنے انصاف پسند تھے۔

3) چادر کی کہانی (سخاوت)

ایک مرتبہ ایک صحابیہ نے آپؐ کی خدمت میں چادر پیش کی۔ آپؐ کے پاس اوڑھنے کی چادر نہیں تھی۔ آپؐ کو چادر کی ضرورت تھی۔ آپؐ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور خوش ہو کر چادر اوڑھ لی۔ نئی چادر اوڑھی ہوئی، منور چہرہ اور گھنے بال، دیکھنے والوں کو بہت دل کش اور حسین لگا اس منظر کو دیکھ کر ایک صحابی کو وہ چادر بہت اچھی لگی اور وہ کہنے لگا: 'یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس چادر نہیں ہے کیا میں لے لوں'۔ اچھا بچو! اگر آپ کا کوئی دوست یا کوئی اور شخص آپ سے کوئی ایسی چیز مانگے جو آپ کو بہت پسند ہو اور آپ کو اس کی ضرورت بھی ہو تو آپ کیا کریں گے؟ (بچوں کو جواب دینے کا موقع دیں)۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ کو بھی وہ چادر بہت پسند آئی اور آپؐ کو ضرورت بھی تھی لیکن جیسے ہی صحابی نے وہ چادر مانگی آپؐ نے فوراً اتار کر دے دی۔ رسول اللہ نے وہ چادر ابھی پہلی دفعہ ہی پہنی تھی

لیکن دل کے اتنے سخی تھے کہ خوش ہو کر اپنے ساتھی کی ضرورت پوری کی۔ دیکھا آپ نے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کتنے اچھے انسان تھے. مزاج میں عاجزی اور دوسروں کے لیے کتنا ایثار تھا۔

چادر اوڑھ کر کہانی سنائیں

دیکھا بچو! ہمارے نبی کتنے سخی تھے۔

4) حجرِ اسود کی کہانی (ذہانت)

رسول اللہ ﷺ اپنی ایمانداری اور سچائی کی وجہ سے پورے مکہ میں مشہور تھے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کو 'صادق اور امین' کے نام سے یاد کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کچھ کہتے تو لوگ آپ کی باتوں کا یقین کرتے تھے۔ مکہ والے آپؐ پر بہت بھروسہ کرتے تھے اسی لیے اپنے روپے پیسے اور قیمتی چیزیں رسول اللہ ﷺ کے پاس رکھواتے تھے۔ مکہ والے جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بہت ذہین ہیں اور وہ اپنی ذہانت سے مسئلے حل کر لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جب جوان تھے تب مکہ میں سیلاب آیا جس کی وجہ سے کعبہ کی عمارت کو بھی بہت نقصان پہنچا اور تمام قریش نے مل کر اس کو دوبارہ بنانے کے بارے میں سوچا۔ تمام قریشِ مکہ نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا اور جلد ہی کعبہ کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ اب ''حجرِ اسود'' کو نصب کرنے کا وقت آ گیا اور ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ وہ اس کو لگانے کی سعادت حاصل کرے۔ اس بات پر تمام قریش مکہ کے لوگوں میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ چار دن تک وہ اس بات پر لڑتے رہے تب ان میں سے ایک شخص نے مشورہ دیا کہ 'ہم صبح کے ہونے کا انتظار کرتے ہیں اور جو شخص سب سے پہلے کعبہ میں داخل ہو گا وہ اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ کون 'حجرِ اسود'' کو لگائے؟' تمام قریش مکہ اس بات پر راضی ہو گئے۔ اگلی صبح رسول اللہ ﷺ کعبہ میں سب سے پہلے تشریف فرما ہوئے۔ لوگ آپؐ کو دیکھ کر خوش ہو گئے اور کہنے لگے: ''سب سے پہلے صادق آیا ہے، امین آیا ہے''۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں گے۔ قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو تمام مسئلہ سنایا، آپؐ نے تمام باتیں بہت غور سے سنیں پھر رسول اللہ ﷺ نے ہر خاندان کا سردار چنا اور ایک چادر پھیلا کر اس میں 'حجرِ اسود' کو رکھا اور کہا کہ تمام لوگ اس کو پکڑیں اور نصب کرنے کی جگہ تک اوپر اٹھائیں۔ جب 'حجرِ اسود' اس کی جگہ تک پہنچ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر نصب کیا۔ ہر شخص رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلے سے خوش اور مطمئن تھا کہ انہوں نے 'حجرِ اسود' کو نصب کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

(کعبہ کی تصویر دکھائیں جس میں حجرِ اسود واضح ہو)۔ بچو! اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ ذہانت دی تھی کہ آپؐ سب کو بھلائی کے کاموں میں شامل کرتے تھے۔

5) اچھی مسواک صحابہ کو دینے والی کہانی (شیئر کرنا) (FC:1.3)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ صحرا میں سفر کر رہے تھے۔ انہوں نے ایک درخت دیکھا۔ اس درخت کی ٹہنی عرب میں مسواک کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے اس سے دو مسواک بنائی ایک بہت سیدھی، نرم اور لمبی اور دوسری ٹیڑھی، خشک اور چھوٹی۔ اور خود ٹیڑھی والی رکھی اور زیادہ اچھی مسواک اپنے ساتھی کو دی۔

بچو! رسول اللہ اپنے ساتھیوں سے اچھی چیز شیئر کرتے تھے۔

6) اونٹ کی کہانی (مزاح) (FC:1.4)

ایک مرتبہ ایک صحابیہ (حضرت امّ ایمنؓ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں: '' اللہ کے رسولؐ مجھے ایک اونٹ کی ضرورت ہے۔'' آپؐ نے پوچھا کہ اونٹ کا کیا کرو گی۔ کہنے لگیں: '' آج کل ہمارے پاس سواری کے لیے کوئی جانور نہیں ہے سفر دور دراز کا ہو تو بڑی مشکل ہوتی ہے۔'' رسول اللہ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا '' اچھا تو میں اونٹ کا بچہ پیش کر دیتا ہوں۔ کہنے لگیں لو بھلا میں اونٹ کے بچے کو کیا کروں گی سواری کے لیے تو اونٹ کی ضرورت ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے پھر مسکرا کر کہا '' آپ کو اونٹ کا بچہ ہی ملے گا اور میں اسی پر آپ کو سوار کروں گا'' اس کے بعد نبی ﷺ نے ایک خادم کو کہا اور وہ ایک اونٹ سواری کے قابل لے آیا۔ آپؐ نے مہار (رسی) صحابیہؓ کو پکڑاتے ہوئے فرمایا '' دیکھیے یہ اونٹ ہی کا بچہ ہے نا یا کسی اور کا۔'' وہ صحابیہؓ آپؐ کے مزاح کو سمجھ گئیں اور ہنسنے لگیں بچو! ہمیں یاد رکھنا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولتے تھے اور نہ ہی کسی کا دل دکھاتے تھے۔

جتنا وقت ہو اس حساب سے واقعات سنا دیں۔ یہ واقعات سیرت کی کتابوں میں آسانی سے مل جائیں گے۔

- بچوں جب ہم کسی سے محبت کرتے ہیں تو اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اسی لیے جب ہم رسول اللہ ﷺ کا نام سنیں تو ﷺ کہنا چاہیے۔ یہ سب سے مختصر درود اور سلام ہے۔ ہر بار درود و سلام پڑھنا چاہیے۔
- اسی طرح جن سے ہم محبت کرتے ہیں، انہی کی طرح کے کام کرتے ہیں۔ دنیا میں ہمیں سب سے زیادہ محبت کس سے کرنی ہے؟ جی رسول اللہ ﷺ ہمیں آپؐ سے محبت کرنی ہے اور آپؐ کی اطاعت کرنی ہے۔
- رسول اللہ ﷺ کے بہت سے دوست بھی تھے جن کو رسول اللہ ﷺ سے بہت محبت تھی۔ وہ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے، آپؐ کی طرح کے کام کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے سب ساتھیوں کو '' صحابہؓ '' کہتے ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے، کہ 'اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا، اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے'۔ (المائدہ:119، المجادلہ:22) اللہ تعالیٰ کیوں راضی ہوئے؟ (بچوں کو بولنے دیں) اس لیے کہ ان سب کو رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ محبت تھی اور ہمارے پیارے نبی ﷺ جو کام کرتے یا جو بھی بات کہتے صحابہؓ فوراً اس پر عمل کرتے۔ اور جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا۔
- جو صحابہ کرامؓ کی طرح رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے گا، تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو جائیں گے اور وہ جنت میں جائے گا ان شاءاللہ۔ (FC:1.5)
- اچھا بچو اب آج سے ہی ہم ان صحابہؓ کے بارے میں پڑھیں گے اور ان جیسے کام کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

سبق نمبر 2 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ :

- یہ جان لے اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکرؓ سے کیوں راضی ہوئے۔
- حضرت ابو بکرؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت اور ان کے ساتھ تعلق کو سمجھ پائے۔
- اللہ تعالیٰ کی خاطر دوستی کا مفہوم جان لے اور اپنے آپ کو سچے اور بہترین دوست کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے :

- صدیق
- غار
- بہترین دوست

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید۔

آرٹ ورک: مقصد: حضرت ابو بکرؓ کی خصوصیات کو اجاگر کرنا۔

- **درکار اشیاء:** فوٹو کاپی شدہ کاغذ، رنگ دار پنسلیں۔

رہنمائی برائے اساتذہ :

- سبق کے دوران اس بات پر دھیان دیں کہ بچے اپنے آپ کو بحیثیت اچھا دوست پرکھنے کے قابل ہو جائیں۔
- اس سبق کے واقعات عموماً بچوں نے سکولوں میں پڑھے ہوتے ہیں۔ اس لیے بچوں کی توجہ سبق پر رکھنے کے لیے واقعہ سناتے ہوئے لفظوں کے اتار چڑھاؤ اور جسمانی حرکات وسکنات کا استعمال کریں اور بچوں کو بھی شامل کریں۔
- کوشش کریں کہ بچے صرف واقعات میں گم نہ رہیں بلکہ حضرت ابو بکرؓ کے کردار کو اچھی طرح سمجھ بھی جائیں۔
- بچوں کو ایک بار یاد دہانی کرا لیں کہ ہمیں اطاعت رسول اللہ ﷺ ہی کی کرنی ہے جس طرح حضرت ابو بکرؓ نے کی اور اللہ ان سے راضی ہو گیا۔
- استاد اس سبق کی تیاری کے لیے ''عشرہ مبشرہ'' اور ''خلافت راشدہ'' جیسی کتب سے مدد لے۔

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ آپ سب کیسے ہیں؟ الحمد للہ میں بھی ٹھیک ہوں۔
- اچھا کون بتائے گا کہ کل ہم نے کیا پڑھا تھا؟ جی اس سے پوچھوں گی جو ہاتھ کھڑا کرے گا۔ جی! رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پڑھا تھا کہ ہمیں آپؐ سے محبت کرنی ہے، جو آپؐ نے کیا اور کہا اس کو ماننا ہے، آپؐ کی اطاعت کرنی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے
- اور جب ہم آپؐ کے لیے دعا کرنا چاہیں تو کیا کہنا چاہیئے؟ جی! **اللّٰھم صلی علی محمد۔۔۔۔**
- بچو! جب محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا تو اب آپؐ کا کام تھا کہ سب لوگوں کو اسلام کے بارے میں بتائیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے بتانا شروع کیا تو مکہ کے لوگ آپؐ سے بہت ناراض ہوئے۔ وہ کہتے تھے کہ یہ کیا بات ہوئی۔ ہم بتوں کی پوجا چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت کریں۔ وہ اتنے ناراض ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کو طرح طرح سے تکلیفیں دینا شروع کر دیں، آپؐ کو بہت پریشان کرتے تھے۔
- بچو! ہم نے کل پڑھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو بہترین دوست بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ تو رسول اللہ ﷺ کے بہترین دوست تھے ہی لیکن انسانوں میں بھی آپؐ کے کئی بہترین ساتھی تھے۔ اور آپؐ کے ایک ساتھی تو بہت زیادہ آپؐ کا خیال رکھنے والے تھے۔

شروع میں بچوں کو حضرت ابو بکرؓ کا نام نہ بتائیں، اس سے بچوں میں سبق کے دوران دلچسپی برقرار رہے گی اور وہ اپنے ذہن سے بھی سوچیں گے۔

- وہ ساتھی ہر مشکل میں آپؐ کی مدد کرتے، آپؐ کا ساتھ دیتے، رسول اللہ ﷺ کا بہت خیال رکھتے اور ہر کام رسول اللہ ﷺ کی طرح کرتے تھے۔ ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا کہ جس کا مفہوم ہے کہ ''قیامت کے دن ان کا نام جنت کے ہر دروازے سے پکارا جائے گا اور وہ میرے جاننے والوں میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے''۔ پھر وہ پہلے خلیفہ بھی بنے۔ ان کو تعلق بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح قریش سے تھا۔ **(FC:2.1)**
- آپ لوگ شاید سمجھ گئے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے بہترین دوست تھے۔ شاباش! حضرت ابو بکرؓ۔ **(FC:2.2)**
- اچھا یہ بتائیں کہ بہترین دوست کون ہوتا ہے؟ بہترین دوست وہ ہوتا ہے جو ہم سے اچھی اچھی باتیں کرتا ہے۔ اپنی ہر چیز شئیر کرتا ہے۔ اپنے دوست کا بہت خیال رکھتا ہے۔ دیتا بہت زیادہ ہے اور لیتا بہت کم ہے۔ اگر کچھ قربان کرنا پڑے تو خوشی خوشی کرتا ہے۔ اگر بہترین دوست کوئی کام کرنے کا کہے تو اس کام کو کرنے کی ہر طرح سے کوشش کرتا ہے لیکن صرف وہ کام جو اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے والے ہوتے ہیں۔

اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت ابوبکرؓ بہت امیر بزنس مین تھے۔اسلام سے پہلے بھی وہ ہمیشہ سچ بولتے اور کبھی کسی کو دھوکہ نہ دیتے۔اس وجہ سے وہ قریش کے سب سرداروں سے آگے بڑھ گئے۔وہ جتنے امیر تھے اتنے ہی لوگوں پر پیسے خرچ کرنے والے،نرم دل اور ہمدرد تھے۔بھوکوں کو کھانا کھلاتے۔یتیموں پر خرچ کرتے۔کسی کو مصیبت میں دیکھتے تو فوراً اس کی مدد کو پہنچتے۔اس لیے مکہ کے سب لوگ ان کی عزت کرتے اور ان سے مشورے لیتے۔

- ابوبکرؓ کو صدیق کیوں کہتے تھے؟(بچوں کو بولنے کا موقع دیں)
- حضرت ابوبکرؓ کو جب نبی ﷺ نے وحی کے بارے میں بتایا تو مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اس بات کو سچ مانا۔ **(FC:2.3)** رسول اللہ ﷺ نے ان کو صدیق کا لقب دیا کیونکہ وہ ہمیشہ سچ بولتے تھے۔چھوٹے تھے تب بھی ہمیشہ سچ بولتے تھے اور جب بڑے ہوئے بزنس مین بنے تب بھی سچ ہی بولتے تھے.

استاد اس بات کو زور دے کر بتائے کہ حضرت ابوبکرؓ کو اتنا بڑا لقب ملا اور آج تک ہم سب ان کو صدیق کہتے ہیں اس لیے کہ وہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتے تھے حتیٰ کہ مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔

- جب حضرت ابوبکرؓ نے اسلام قبول کیا تو ان پر بھی بہت مشکلات آئیں۔لوگوں نے ان کو ڈانٹا، برا بھلا کہا۔یہاں تک کہ بہت مارا بھی۔لیکن وہ مسلسل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔اور اسلام کی خدمت کرتے رہے۔اور آپ کو پتہ ہے جب حضرت ابوبکرؓ نے اسلام قبول کیا تھا تو اس وقت ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔(بچوں کو درہم کے متعلق بتائیں کہ یہ ایک کرنسی ہے جیسے ہمارے ہاں روپے ہوتے ہیں)۔اتنے ڈھیر سارے مال میں سے حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پاس صرف پانچ یا چھ ہزار درہم رکھے اور باقی پتہ ہے کہاں خرچ کیے؟ جی! جو غلام مسلمان ہوئے تھے اور وہ کافروں کے قبضے میں تھے تو ان کافروں کو درہم دے کر غلام مسلمانوں کو چھڑا لیا۔

اکثر بچے ابوبکرؓ کی زندگی کے واقعات سے واقف ہونگے۔اور کلاس کے دوران ممکن ہے کہ سبق پر کم توجہ دیں۔ استاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر کہانی میں روح ڈالے تاکہ بچے ان واقعات کو دل سے محسوس کر سکیں۔

- ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے۔اور ہمیشہ نبی ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ان کو اپنی کوئی فکر نہیں ہوتی تھی۔ان کو یہ بھی فکر نہیں تھی کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔وہ تو ہر کام اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کرتے تھے۔
- آپ کو یاد ہوگا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو وہ رسول اللہ ﷺ کا بہت مذاق اڑاتے اور ان کو شاعر اور مجنون کہتے تھے۔اور پھر جب معراج کا واقعہ پیش آیا اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی سیر کرائی تو رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کو اس کے بارے میں بتایا تو جو کافر تھے وہ تو خوب ہنسے۔پھر وہ ہنستے ہنستے ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور مذاق اڑاتے

ہوئے کہنے لگے: ''سنتے ہو محمد ﷺ کیا کہہ رہے ہیں۔'' ابو بکرؓ نے پوچھا: کیا؟ سردار بولے: ''وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک ہی رات میں مکہ سے بیت المقدس اور پھر آسمانوں کی سیر کی۔'' حضرت ابو بکرؓ نے کہا: ''قریش کے سردارو! میری بات غور سے سنو۔ اگر یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے تو بالکل سچ ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ اور مجھے تو ان کی بات میں تھوڑا سا بھی شک نہیں ہے۔'' یہ سن کر تو سردار بہت حیران ہوئے۔

اپنے لہجے سے حضرت ابو بکرؓ کا اعتماد اور رسول اللہ ﷺ پر کامل یقین ظاہر کریں۔

بچو اب میں آپ کو ایک اور واقعہ سناتی ہوں۔ یہ ہجرت کا واقعہ ہے۔ مکہ کے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی باتیں بتائیں لیکن وہ لوگ تو مانتے ہی نہ تھے بلکہ مذاق اڑاتے تھے۔ لیکن مدینہ سے، ملک شام اور دوسری جگہوں سے لوگ آ کر رسول اللہ ﷺ کی باتیں سنتے تھے اور مسلمان ہو جاتے تھے۔ اور اپنے اپنے علاقے میں جا کر اپنے خاندان اور دوسرے لوگوں کو بھی بتاتے تھے اس طرح مدینہ میں بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ کچھ لوگ تو ایسے تھے کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ پھر بھی مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کا دل چاہتا تھا کہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھیں، رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آ کر رہیں، وہ بھی ان سے اچھی اچھی باتیں سیکھیں۔ اور جب مکہ کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ اور ان کے دوستوں کو بہت تنگ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو مدینہ ہجرت کرنے کا کہا۔ مکہ کے لوگ بالکل بھی نہیں چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ جائیں اور مسلمان زیادہ ہو جائیں اور ہماری طاقت کم ہو جائے۔ اب کیا ہوا کہ مکہ کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ انہوں نے سوچا کہ اس طرح مسلمانوں کی طاقت ختم ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ اسلام کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو ان کے منصوبے کے بارے میں بتایا، اور رسول اللہ ﷺ اور ان کے دوستوں کو مدینہ ہجرت کرنے کا کہا کہ آپ لوگ مدینے کے مسلمانوں کے پاس چلے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیارے دوست ابو بکرؓ سے مشورہ کیا۔ بچو! ہم مشورہ کس سے کرتے ہیں؟ جی! اس شخص سے جس کا پتہ ہوتا ہے کہ وہ اچھی اور صحیح بات بتائے گا اور ہماری بات کسی اور کو نہیں بتائے گا۔ حضرت ابو بکرؓ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے کو خوشی خوشی تیار ہو گئے۔

یہ کہانی بچوں کو آتی ہو گی اس لیے بچوں کو اس میں شامل کریں۔ ان سے سوالات کریں اور ان کے ساتھ کہانی سے مختلف اسباق نکالیں۔ اس طرح بچوں کی توجہ کہانی پر رہے گی۔ حضرت علیؓ کا اس موقع پر آپ ﷺ کے بستر پر سونا اور لوگوں کی امانتیں اپنے پاس رکھنا ضعیف اور کسی جگہ موضوع ہے۔ تاریخی واقعہ کے طور پر سنایا جا سکتا ہے۔

ابو بکرؓ نے پہلے سے ہی تیاری کی ہوئی تھی۔ ظہر کے بعد رسول اللہ ﷺ اور ان کے دوست حضرت ابو بکرؓ مدینہ کے لیے روانہ ہو گئے وہ دونوں ایک غار کے پاس پہنچے۔ جس کا نام تھا 'غار ثور'۔ (بچوں سے غار کے متعلق سوال کریں)۔ رسول ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا چلو غار کے اندر چلتے ہیں۔ بچو! پتہ ہے حضرت ابو بکرؓ نے کیا کیا؟ انہوں نے سوچا پہلے میں غار میں جا کر دیکھ لوں کہ کوئی سانپ

یا کیڑا وغیرہ تو اندر نہیں ہے۔ کتنے اچھے دوست تھے اپنی بالکل بھی فکر نہیں کہ کہیں خود کو کوئی چیز نہ کاٹ لے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ان کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے تھے۔ یہ ہوتا ہے دلی دوست۔

اب حضرت ابوبکرؓ غار میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ اس میں دو آدمی آرام سے چھپ سکتے تھے۔ لیکن ایک دم ابوبکرؓ کی نظر ایک چیز پر پڑی اور وہ پریشان ہو گئے۔ آپ کو پتہ ہے بچو وہ کیا تھا؟ حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ اس غار میں بہت سارے سوراخ نظر آرہے ہیں، جہاں سے سانپ اور دوسرے کیڑے مکوڑے آسکتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کو تو اپنے دوست کا بہت خیال تھا انہوں نے کیا کیا کہ ان سب سوراخوں کو اپنی چادر کے ٹکڑوں سے بند کیا اور دونوں دوست غار میں چھپ گئے۔ پھر کیا ہوا کہ ایک سوراخ رہ گیا۔ اچانک حضرت ابوبکرؓ کی نظر اس پر پڑی تو حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ کپڑے تو سارے ختم ہو گئے ہیں تو پھر آپؓ نے اپنے پاؤں کو اس سوراخ پر رکھ دیا، تاکہ کہیں رات کو کوئی کیڑا نکل کر رسول اللہ ﷺ کو نہ کاٹ لے۔ دونوں پوری رات سفر کرنے کی وجہ سے بہت تھکے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیارے دوست ابوبکرؓ کی گود پر سر رکھا اور سو گئے۔

پھر پتہ ہے بچو کیا ہوا۔ ابوبکرؓ نے جس سوراخ پر پاؤں رکھا ہوا تھا، وہاں سے کسی کیڑے نے ان کو کاٹ لیا۔ حضرت ابوبکرؓ کو بالکل اچھا نہیں لگا کہ ان کے دوست اٹھ جائیں اس لیے انہوں نے اف بھی نہیں کیا اور اپنے پاؤں کو وہیں پر رکھے رکھا۔ کیونکہ اگر وہ ہلتے تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھل جاتی اور حضرت ابوبکر آپ ﷺ کو بے آرام نہیں کرنا چاہتے تھے۔ درد کی وجہ سے ان کے آنسو نکل پڑے اور وہ آنسو رسول ﷺ کے چہرے پر گرے۔ اس طرح آپ ﷺ آنکھ کھل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ابوبکرؓ کیا ہوا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ان کو کیڑے نے ڈس لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کے زخم پر لگایا تو ان کو فوراً آرام آ گیا۔

اس کہانی کو بہت جذبات سے سنائیں۔

اور ادھر کیا ہوا قریش کے لوگ دونوں کو ڈھونڈ رہے تھے کہ کسی طرح یہ دونوں مل جائیں اور ہم ان کو ختم کر دیں اس کام کے لیے انہوں نے انعام بھی رکھا کہ جو کوئی ان دونوں کو ڈھونڈ کر لائے گا اسے 100 اونٹ انعام میں دیے جائیں گے۔

اب قریش کے لوگ پیچھا کرتے کرتے اس غار کے قریب پہنچ گئے۔ ان لوگوں کے آنے کی آوازیں آرہی تھیں اور ان لوگوں کی پیر بھی نظر آرہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ اب یہ لوگ اندر آکر رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ کو پکڑ لیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ کی نظر جب ان پر پڑی تو ان کو بہت ڈر لگا اور وہ رو پڑے۔ پتہ ہے بچو وہ کیوں روئے؟ وہ رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے کہ میں اپنے لیے نہیں رو رہا ہوں بلکہ میں تو اس لیے رو رہا ہوں کہ کہیں میری آنکھوں کے سامنے آپ کو وہ لوگ تکلیف نہ دیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' پھر حضرت ابوبکرؓ کا سارا ڈر ختم ہو گیا۔ دشمنوں نے اِدھر اُدھر دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ ادھر کوئی آیا ہی نہیں اور وہ واپس چلے گئے۔

استاد یہ واقعہ سناتے ہوئے اپنے آپ کو اس جگہ رکھ کر سوچے۔ اسی طرح پیغام صحیح طرح سے بچوں تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ بچوں کو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی آنکھیں بند کر کے اس سارے ماحول کی تصویر اپنے ذہن میں لائیں۔ غار پر مکڑی کا جالہ اور پرندوں کا انڈے دینا ایک موضوع روایت ہے۔ اس کو بتانے سے اجتناب کیا جائے۔ (غارِ ثور کی اصل تصویر بچوں کو دکھائیں)

پیارے نبی ﷺ اور ان کے پیارے دوست ابوبکرؓ تین دن اور تین رات غار میں چھپے رہے۔ آپ لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ لوگ کھاتے پیتے کیسے ہوں گے؟ تو بھئی ابوبکرؓ ایسے دوست تھے جن کو ہر بات کی فکر ہوتی تھی ان کا غلام عامر بن فہیرہ رات کو بکریاں چراتے چراتے غار کے پاس آ جاتا تھا۔ پھر یہ دونوں بکری کا دودھ پی لیتے تھے پھر غلام بکریوں کو واپس لے کر چلا جاتا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے سب سے قریبی دوست تھے نا اس لیے ان سے اپنی باتیں شئیر کرتے تھے۔ اور ان کی باتوں کو راز رکھتے تھے۔ کبھی کسی کو نہیں بتاتے تھے۔

یہ بات کہ اپنے دوستوں کے راز اپنے تک رکھنا بچوں کے دماغ میں بٹھانا بہت اہم ہے کیونکہ بچوں کی لڑائیوں کی بڑی وجہ ایک کی باتیں دوسروں تک پہنچانا ہے۔ اور جب یہ عادت پختہ ہو جاتی ہے تو بڑے ہو کر بچے اخلاقی برائیوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ بچوں کو یہ بھی بتائیں کہ وہ کسی بھی راز کو رکھتے ہوئے مشکل محسوس کریں تو اپنے والدین سے مشورہ لیں۔

مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے کیا کام کیا؟ کسی کو پتہ ہے؟ انہوں نے مسجد بنائی تھی اور اس کے لیے زمین کی قیمت ابوبکرؓ نے دی تھی۔ محمد ﷺ اور سارے صحابہ نے مل کر اپنے ہاتھوں سے یہ مسجد بنائی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ نیکی کے ہر کام میں آگے آگے رہتے تھے۔ جب بھی وہ دیکھتے کہ کوئی غلام مشکل میں ہے یا ان کا مالک ان کو تنگ کر رہا ہے تو وہ اس کو خرید کر آزاد کر دیتے۔ وہ جنت میں لے جانے والے کام خوشی خوشی کرتے۔ **(FC:2.4)**

ایک دن کیا ہوا کہ صبح کی نماز کے بعد صحابہ بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''آج تم میں سے روزہ کس نے رکھا ہے؟'' حضرت ابوبکرؓ نے کہا: ''میں نے رکھا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''اچھا یہ بتاؤ کہ آج تم میں سے کسی جنازے میں کس نے شرکت کی ہے؟'' سب خاموش رہے اور حضرت ابوبکرؓ نے کہا: 'میں نے۔' پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''تم میں سے آج کس نے کسی غریب کو کھانا کھلایا ہے؟'' اس پر بھی سب خاموش رہے اور صرف حضرت ابوبکرؓ نے کہا: 'میں نے۔' پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ''کہ مجھے یہ بتاؤ کہ تم میں سے آج کسی بیمار کا حال پوچھنے کون گیا؟'' اب بھی بچو سب خاموش رہے اور صرف حضرت ابوبکرؓ نے کہا: 'میں نے۔' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ جو شخص یہ سارے کام کرتا ہے یعنی روزہ رکھتا ہے، جنازے میں شامل

ہوتا ہے، غریب لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے، بیمار کا حال پوچھتا اور اس کی مدد کرتا ہے تو وہ جنتی ہے۔ اور حضرت ابو بکرؓ تو یہ سارے کام فجر کی نماز کے بعد ہی کر چکے تھے۔ دیکھا آپ نے حضرت ابو بکرؓ کیسے نیکیوں میں آگے آگے رہتے۔

ابو بکرؓ بہت ہی نرم دل انسان تھے۔ وہ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ بنے اور وہ سب لوگوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ انہوں نے بہت اچھے اچھے کام کیے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو مدد کی ضرورت پڑتی تو آگے بڑھ کر آپؐ کی مدد کرتے۔ ایک بار کیا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک کافر نے رسول اللہ ﷺ کا گلا گھوٹنے کی کوشش کی۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے فوراً آگے بڑھ کر اس کافر کو پیچھے ہٹایا اور کہا کہ تم انہیں صرف اس لیے مارنا چاہتے ہو کہ یہ کہتے ہیں کہ میں صرف ایک اللہ کو مانتا ہوں۔ پھر کیا تھا بچو، ڈھیر سارے کافر اکٹھے ہو گئے اور ان کو حضرت ابو بکرؓ پر اتنا غصہ آیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر حضرت ابو بکرؓ کو مارنا شروع کر دیا۔ حضرت ابو بکرؓ اتنے زخمی ہو گئے کہ بے ہوش ہو گئے۔ کچھ لوگ انہیں اٹھا کر گھر لے گئے۔ اور جیسے ہی ان کو ہوش آیا انہوں نے فوراً پوچھا: رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ پھر ان کو بتایا گیا کہ وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ سچا دوست ایسا ہوتا ہے۔

اچھا! بچو حضرت ابو بکرؓ اتنے اچھے اچھے کام کیوں کرتے تھے؟ کیا ان کو کوئی دنیا کا فائدہ چاہیئے تھا؟ وہ اتنے اچھے اچھے کام اس لیے کرتے تھے کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے۔ اور سب سے بڑھ کر ان کو اللہ تعالیٰ سے بہت محبت تھی۔ ان کو جنت میں جانے کا بہت شوق تھا اسی لیے وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے۔ آپ کو یاد ہے نا کہ حضرت ابو بکرؓ نے جنگ تبوک کے موقع پر کیا کیا تھا؟ جی! اپنے گھر کا سارا سامان لا کر دے دیا۔ اس طرح اچھے اچھے کام کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گئے اس لیے ان کے نام کے آگے ''رضی اللہ عنہ'' لکھا جاتا ہے۔ اور وہ ہم سب کے ہیرو ہیں۔ (FC:2.5)

اچھا اب ہم نے کیا کرنا ہے؟ جی ہاں! ہمیں بھی ایسا دوست بننے کی کوشش کرنی ہے اور ایسا ہی دوست ڈھونڈنا بھی ہے، جس کے ساتھ مل کر ہم اچھے اچھے کام کر سکیں۔ جس کے ساتھ ہم پڑھیں بھی اور جس کے ساتھ ہم کھیلیں بھی اور جو ہم سے اللہ تعالیٰ کی باتیں شیئر کرے اور پھر جیسے ہی نماز کا وقت آئے، کھیل چھوڑ کر اچھی سی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو جائیں۔

سبق نمبر 3 حضرت عمر رضی اللہ عنہ

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:

- یہ جان لے اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ سے کیوں راضی ہوئے۔
- حضرت عمرؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت اور ان کے اتباع کو سمجھ پائے۔
- اپنے روزمرہ کے معاملات میں انصاف کی اہمیت کو جان جائے۔
- حضرت عمرؓ کی شخصیت کا مکمل احاطہ کر سکے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:

- قحط
- گشت
- انصاف

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید، ہنڈیا، چمچ، پتھر

آرٹ ورک: **مقصد:** حضرت عمرؓ کے اوصاف کے بارے میں بچوں کو آگاہی دینا۔

درکار اشیاء: فوٹو کاپی شدہ کاغذ، رنگ دار پنسلیں، قینچی، سٹار پن۔

رہنمائی برائے اساتذہ :

- عموماً بچے جب آپس میں لڑتے ہیں تو گروپ بازی کر لیتے ہیں۔ اور پھر محض اسی بنا پر ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں خواہ غلطی پر ہی ہوں۔ اس سبق کے ذریعے بچوں کو ذہن نشین کرائیں کہ ہم نے ہر حال میں حق کا ساتھ دینا ہے۔
- بچوں میں حضرت عمرؓ کی شخصیت کے ذریعے لوگوں کی مدد اور ان کی خیر خواہی کا جذبہ پیدا کریں۔
- بچوں کو ایک بار یاددہانی کرادیں کہ ہمیں اطاعت رسول اللہ ﷺ کی ہی کرنی ہے۔
- اس سبق میں بہت سے واقعات آئیں گے۔ جن کا مقصد بچوں کو واقعات میں الجھانا نہیں ہے بلکہ ہر بار کوئی نہ کوئی پیغام بچوں تک پہنچانا ہے۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ نے اپنے باقی ساتھیوں کو بتایا ہے کہ آپ منارالاسلام میں آج کل کیا سیکھ رہے ہیں؟

بچوں سے حضرت ابوبکرؓ کے متعلق چند سوالات پوچھ لیں۔ ان بچوں سے پوچھیں جنہوں نے ہاتھ کھڑا کیا ہے۔

بچو آج ہم جس مسلم ہیرو کے بارے میں پڑھیں گے ان کے بارے میں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بہت ہی خاص دعا مانگی تھی۔ وہ بہت بہادر بھی تھے اور ان کو تلوار چلانا تو بہت ہی اچھا آتا تھا۔ اور وہ تقریر بھی بہت اچھی کیا کرتے تھے۔ وہ بہت پڑھے لکھے بھی تھے۔ یہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ تھے۔ اب تو آپ کو ان کا نام پتہ چل گیا ہوگا؟ جی یہ عمر فاروق ابن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

جب پیارے نبی ﷺ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی تو مکہ کے لوگ ان کے خلاف ہو گئے تھے۔ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمانوں کو بہت تنگ کرتے تھے۔ جب حضرت عمرؓ مسلمان نہیں ہوئے تھے تو وہ بھی ان لوگوں میں شامل تھے۔

ایک رات کیا ہوا کہ پیارے نبی ﷺ کعبہ میں کھڑے کچھ سوچ رہے تھے کہ اچانک ان کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھے: ''اے اللہ اسلام کو قوت عطا فرما اور ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے کسی کو مسلمان کر دے۔'' رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے عمر بن خطاب کو اسلام کی خدمت کے لئے چن لیا۔ **(FC:3.1)**

دعا کا بتاتے ہوئے اپنے ہاتھ بھی دعا مانگنے کی شکل میں اٹھائیں اور بچوں کو دعا سنائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں یہ بھی کہا، ''اگر میرے بعد کوئی نبی آتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

اب میں آپ لوگوں کو حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ سناتی ہوں۔

جب تک عمرؓ مسلمان نہیں ہوئے تھے تو وہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ ایک دن انہوں نے اپنی تلوار اٹھائی اور اپنے گھر سے نکلے راستے میں انہیں پتہ چلا کہ ان کی بہن فاطمہ اور ان کے بہنوئی زیدؓ مسلمان ہو گئے ہیں۔ ان کو تو بہت غصہ آیا۔ انہوں نے کہا اچھا مجھے فاطمہ اور زید کی تو خبر لینے دوں پھر میں محمد ﷺ کو دیکھوں گا۔ عمرؓ غصہ میں اپنی بہن کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ ان کی بہن بہنوئی ایک اور صحابی کے ساتھ بیٹھے قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ عمرؓ کے دروازہ کھٹکھٹانے پر وہ صحابی اندر چھپ گئے تھے۔ عمرؓ نے اپنے بہن بہنوئی سے پوچھا کیا واقعی تم لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے؟ تم لوگ مسلمان ہو گئے ہو؟ تم لوگوں نے بتوں کی پرستش چھوڑ دی ہے؟ وہ دونوں بالکل بھی نہیں ڈرے بہت ہی آرام سے جواب دیا ہاں عمر یہ سچ ہے ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ عمرؓ کو ان کی بات سن کر بہت زیادہ غصہ آیا۔ انہوں نے ان دونوں کو اس طرح اعتماد کے ساتھ بولتے

کبھی نہیں سنا تھا۔اب تو ان کو اتنا غصہ آیا کہ انہوں نے دونوں کو مارنا شروع کر دیا۔فاطمہ اور زید دونوں کا خون بہہ رہا تھا لیکن وہ دونوں یہی کہتے رہے کہ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں" یہاں تک کہ عمرؓ مارتے مارتے تھک گئے اور انہوں نے ان کو مارنا بند کر دیا۔ پھر انہوں نے سوچا کہ آخر وہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ اسلام کو نہیں چھوڑ رہے ہیں عمرؓ نے کہا کہ اچھا مجھے بھی دکھاؤ تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟ ان کی بہن نے کہا اس کے لیے صاف ہونا ضروری ہے کیونکہ قرآن وہی پڑھ سکتا ہے جو صاف ستھرا ہو۔ عمرؓ نے غسل کیا واپس آئے تو ان دونوں نے ان کو "سورۃ طٰہٰ" کی کچھ آیتیں پڑھ کر سنائیں یہ سن کر عمرؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔انہوں نے کہا یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔ یہ تو واقعی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہیں۔ چلو مجھے محمد ﷺ کے پاس لے چلو، میں بھی اسلام قبول کرتا ہوں۔ جیسے ہی عمرؓ نے یہ کہا وہ صحابیؓ جو چھپے ہوئے تھے باہر نکل آئے اور کہا عمرؓ مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کی دعا سن لی۔انہوں نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کی روشنی عطا فرمائے۔ عمرؓ محمد ﷺ کے پاس پہنچے اور اسلام قبول کر لیا۔ اب تو سارے مسلمان بہت خوش تھے۔انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ صحابہ کرامؓ نے اس خوشی کے موقع پر اتنے جوش سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ مکّہ کی وادی اور پہاڑ گونج اٹھے۔ حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے سے مسلمانوں کو بہت قوت ملی۔ (FC:3.2)

تاریخی واقعہ کے طور پر سنائیں۔

- اچھا بچو! آپ کو پتہ ہے حضرت عمرؓ کے قبول اسلام سے پہلے سارے مسلمان چھپ چھپ کر نماز پڑھتے تھے اب سب نے مل کر فیصلہ کیا کہ سب لوگ مل کر خانہ کعبہ میں نماز پڑھیں گے۔ حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے پر سب نے پہلی دفعہ خانہ کعبہ میں علی الاعلان نماز پڑھی۔ اسی لیے انھیں "فاروق" کا لقب دیا گیا یعنی فرق کرنے والا، اسلام اور کفر میں فرق کرنے والا۔ (FC:3.3)
- مسلمانوں کے اندر اتنی ہمت کیوں آئی؟ کیونکہ ان کے ہیرو بہت بہادر تھے۔ ہیرو کو تو بہادر ہونا چاہیے نا۔ حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے سے اسلام کو بہت فائدہ ہوا۔ حضرت عمرؓ چونکہ تلوار چلانا خوب جانتے تھے وہ ہر جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ ہوتے تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ سے بہت محبت تھی نا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا بہادر بنایا تھا۔
- حضرت عمرؓ کو اس وقت بہت غصّہ آتا جب لوگ رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں سنتے تھے یا ان کی بات نہیں مانتے تھے۔ کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بہت پیار کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ جو کام جیسے کرتے تھے حضرت عمرؓ بھی اس کو اسی طرح کرنے کی کوشش کرتے۔ نبی ﷺ کے ساتھ ساتھ رہتے۔ اور جب آپؐ فوت ہو گئے تو حضرت عمرؓ بہت روئے۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد ان کے خاندان والوں کا بہت خیال رکھتے۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد مسلمانوں نے آپؓ کو اپنا خلیفہ چن لیا۔
- حضرت عمرؓ عام لوگوں کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو لیڈر بنایا تھا نا۔ ان کو پتہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کی ذمہ داری دیتے ہیں تو پھر وہ اس کام کے بارے میں پوچھیں گے بھی۔ حضرت عمرؓ کو اس بات سے بہت ڈر لگتا تھا۔ اس لیے وہ

انصاف سے کام لیتے تھے۔ اگر کوئی کسی کو تنگ کرتا تو اس کو سزا دیتے۔ جو اچھا کام کرتا اس کو انعام دیتے۔ اس لیے لوگ حضرت عمرؓ سے بہت خوش تھے۔ کیونکہ اس طرح لوگ کسی کو تنگ ہی نہیں کرتے تھے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ اگر غلط کام کیا تو سزا ملے گی۔ اچھا اب میں آپ کو ان کا ایک اور واقعہ سناتی ہوں۔

ایک بار کیا ہوا کہ مدینہ میں قحط پڑا۔ (بچوں کو قحط کا مطلب سمجھائیں)۔ یعنی لوگوں کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہ تھا۔ حضرت عمرؓ تو پریشان ہو گئے کیونکہ ان کو لوگوں کا بہت خیال تھا نا۔ ایک دن وہ گھر گئے تو گھر میں حلوہ بنا دیکھا۔ پوچھا کہ آٹا کہاں سے آیا اس کے لیے؟ بیوی نے بتایا کہ روزانہ کے راشن سے ایک مٹھی بچا کر جمع کیا تھا۔ آپؓ نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ ایک مٹھی آٹا کم ملنا چاہیے۔

بچو آپ نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ پورے ملک کے بادشاہ تھے۔ لیکن انہوں نے تب تک اچھا کھانا نہیں کھایا جب تک قحط ختم نہیں ہوا۔ تو ہیرو کون ہوتا ہے؟ جی! وہ جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتا ہے۔ جو سب کا خیال رکھتا ہے۔

اب میں ایک اور واقعہ سناتی ہوں۔

مدینہ کی عورتیں رسول اللہ ﷺ سے اپنے مسئلے حل کرانے جاتی تھیں۔ اور ساتھ ساتھ اسلام کی باتیں بھی سیکھتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ بہت نرم دل تھے۔ اس لیے عورتیں ان سے کچھ پوچھنے میں پریشان نہیں ہوتی تھیں بہت آرام سے پوچھ لیتی تھیں۔ ایک دفعہ کیا ہوا کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کو اپنے مسئلے بتا رہی تھے کہ حضرت عمرؓ وہاں پر آ گئے۔ ساری عورتیں جلدی جلدی وہاں سے اٹھ کر ہٹ گئیں اور آپؐ مسکرانے لگے۔ حضرت عمرؓ نے جب رسول اللہ ﷺ کو مسکراتے دیکھا تو انہوں نے کہا، ''اللہ آپؐ کو ہمیشہ مسکراتا ہوا رکھے۔ مجھے بتائیں جب میں اندر آیا تو آپؐ کیوں مسکرائے؟'' رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا، ''یہاں پر کچھ عورتیں بیٹھیں اپنے مسائل بتا رہی تھیں کہ تم اندر آئے اور وہ عورتیں تمہیں دیکھ کر فوراً اندر چلی گئیں۔ لگتا ہے کہ وہ تم سے بہت ڈرتی ہیں۔'' یہ سن کر حضرت عمرؓ زور سے بولے ''اپنی جان کی دشمنو! مجھ سے کیوں ڈرتی ہو؟ جب کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتی ہو۔'' رسول اللہ ﷺ نے کہا، ''عمرؓ جب شیطان بھی تمہیں دیکھتا ہے تو ڈر کے مارے اپنا راستہ بدل لیتا ہے۔'' **(FC:3.4)**

حضرت عمرؓ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ تھے۔ اپنے خلافت کے زمانے میں وہ ایک بار مدینہ کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے۔ یہ ان کی عادت تھی تا کہ ان کو معلوم ہو سکے کہ لوگوں کے مسائل کیا کیا ہیں؟

بچو! ان سب واقعات میں ہم نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ اچھے کام کرتے کیوں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا سب سے بہترین دوست بنایا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمران بنایا تھا۔ اس لیے وہ کہتے کہ اگر ایک کتا بھی فرات کے کنارے پیاسا مر گیا تو اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا۔ وہ صرف نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ نبی ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے نبی ﷺ سے کہا: ''کہ مجھے سب سے زیادہ محبت اپنی جان سے ہے اور اس کے بعد آپؐ سے۔'' نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عمر! مجھ سے محبت تو اپنی جان سے بھی زیادہ ہونی چاہئے۔ تو آپ کو پتہ

ہے، حضرت عمرؓ نے کیا جواب دیا۔ انہوں نے کہا: ''اچھا اب مجھے حضور ﷺ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔'' اور بچو! حضرت عمرؓ نے یہ بات ایسے ہی بس زبان سے نہیں کر دی بلکہ اللہ اور نبی ﷺ کی خاطر انہوں نے اپنی جان، مال، اولاد سب لگا دیا۔ اور ثابت کر دیا کہ انہیں واقعی نبی ﷺ سے سب سے زیادہ محبت تھی، اپنی جان سے بھی زیادہ۔ (FC:3.5)

حضرت عمرؓ کے ذاتی اوصاف کے ساتھ ساتھ ان کے رسول اللہ ﷺ سے تعلق پر بھی زور دیں۔

- حضرت عمرؓ کی ہمیشہ کوشش ہوتی کہ رسول اللہ ﷺ جو کام جیسے کرتے، وہ بھی اس کو ویسے ہی کریں۔ ایک بار نبی ﷺ نے ذوالحلیفہ (جگہ کا نام) میں دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ جب بھی اس طرف سے گزرتے، اسی طرح دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا: ''یہ نماز کیسی ہے؟'' یعنی یہ آپ کون سی نماز پڑھ رہے ہیں تو جواب دیا کہ ''میں نے یہاں نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اس لیے میں بھی یہاں نماز پڑھ رہا ہوں۔'' وہ نبی ﷺ کی ہر معاملے میں پیروی کرنے کی کوشش کرتے۔
- حضرت عمرؓ چونکہ مسلمانوں کے خلیفہ تھے۔ اس لیے وہ مسلمانوں کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کی ضرورتیں پوری کرتے۔ فوجیوں کے گھر جاتے اور ان کو کھانے کا سامان دیتے۔ بیوہ عورتوں کے لیے پانی بھرتے۔ راتوں کو گشت کرتے تاکہ اگر کسی کو کوئی ضرورت ہو تو اس کو پورا کریں۔
- ایک رات حضرت عمرؓ اسی طرح گشت کر رہے تھے کہ انہیں بچوں کے رونے کی آواز آئی۔ وہ جب اس جگہ پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت نے چولھے پر ہنڈیا رکھی ہے اور اس کے اردگرد چھوٹے چھوٹے بچے بیٹھے رو رہے ہیں۔ وہ عورت انہیں چپ کرانے کی کوشش کرتی ہے لیکن بچے تو روئے جا رہے ہیں، روئے جا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: ''تم کیسی ماں ہو جو بچوں کو رلا رہی ہو۔'' اس عورت نے اداسی سے کہا کہ ''میرے بچوں کو بھوک لگی ہے اور گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اس لیے بچے بھوک سے تڑپ رہے ہیں۔'' حضرت عمرؓ بولے: ''یہ ہنڈیا میں کیا پکا رہی ہو، جلدی سے پکا کر کھلا دو۔'' وہ عورت بولی: ''ہنڈیا میں تو صرف پانی ہے۔ میں نے ان کو بہلانے کے لیے ہانڈی چڑھا رکھی ہے۔ جب بچے رو دھو کر سو جائیں گے تو اتار دوں گی۔'' حضرت عمرؓ نے جب یہ سنا تو وہ بہت پریشان ہوئے۔ اسی وقت مدینہ آئے اور آٹا، گھی، گوشت اور کھجوریں لے کر اس عورت کے گھر جانے لگے۔ حضرت عمرؓ کے غلام نے جب دیکھا تو بولا، ''آپ چھوڑ دیں، میں لے چلتا ہوں۔'' تو پتہ ہے حضرت عمرؓ نے کیا جواب دیا۔ انہوں نے کہا ''کہ قیامت کے دن تم میرا بوجھ نہیں اٹھاؤ گے'' پھر خود ہی سامان لے کر عورت کے پاس گئے۔ اس نے کھانا پکایا۔ جب کھانا تیار ہوا تو بچوں نے مزے سے کھایا۔ پھر جب ان کا پیٹ بھر گیا تو خوشی خوشی کھیلنے لگے۔ حضرت عمرؓ دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔

ہنڈیا رکھ کر عملی طور پر کہانی سنائیں۔

یہ واقعات بہت سے بچوں کو آتے ہوں گے اور یہ کئی بچوں کے سکول کورس کا بھی حصہ ہوں گے۔ اس کلاس میں ان واقعات کو سنانے کا مقصد ان کی روح کو سمجھنا ہے۔ ان میں موجود سبق تک پہنچنا ہے۔ محض واقعہ سنا دینا کافی نہیں ہے۔ اس ضمن میں استاد کا اپنا ذہن بالکل واضح ہونا چاہئے۔

حضرت عمرؓ جب خلیفہ تھے تو انہوں نے اپنی فوجیں (آرمی) بہت سے علاقوں میں بھیجیں تاکہ اسلام ہر جگہ پھیلے۔ مسلمانوں کی فوج جہاں جاتی، وہاں پر وہ جیت جاتی۔ مسلمانوں سے پہلے جو لوگ کسی علاقے میں جنگ کرنے جاتے، اگر وہ جیت جاتے تو بہت غلط کام کرتے۔ لوگوں کو مارتے، لوگوں کی چیزیں توڑ دیتے، ان کے گھر خراب کر دیتے تھے۔ لیکن مسلمان ایسے نہیں کرتے تھے۔ ان کو جب فتح ملتی تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے، وہاں کے لوگوں سے اتنا اچھا سلوک کرتے کہ کئی لوگ مسلمان ہو جاتے کیوں کہ مسلمانوں کی جنگ کا مقصد یہ نہیں تھا کہ وہ لیڈر بن جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کو پھیلانا تھا۔

اسی لیے جب حضرت عمرؓ نے اتنے علاقے فتح بھی کر لیے، تب بھی آپ بہت سادہ زندگی گزارتے۔ جب دوسرے ملک سے لوگ آتے تو وہ حضرت عمرؓ کو عام سے کپڑوں میں دیکھتے۔ کبھی مسجد کے فرش پر اور کبھی کسی درخت کے نیچے۔ جب مسلمانوں نے شام اور فلسطین فتح کر لیے تو ایک دن ایک رومی افسر مدینہ آیا۔ اس نے پہلے حضرت عمرؓ کو نہیں دیکھا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اتنا بڑا لیڈر ایک عالیشان، بڑے محل میں رہتا ہوگا۔ اس کا بہت زبردست دربار ہوگا۔ اور ڈھیر سارے ملازم اس کے آگے پیچھے پھر رہے ہوں گے۔ لیکن وہ تو اتنا حیران ہوا جب اس نے دیکھا کہ خلیفہ تو مدینہ کے باہر ایک درخت کے نیچے، زمین پر، عام سے کپڑوں میں سو رہا ہے۔ اور پھر اس کو یاد آیا کہ ہمارے بادشاہ تو اتنے بڑے بڑے محل میں سوتے ہیں اور ڈھیر سارے فوجی باہر کھڑے رہتے ہیں کہ کوئی ہمارے بادشاہ کو نقصان نہ پہنچا دے۔ پھر وہ بولا: ''عمر! تم اپنے لوگوں کے ساتھ بھلائی کرتے ہو، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہو، عدل کرتے ہو۔ اس لیے تمھارے لوگ تم سے محبت کرتے ہیں۔ اور تمھیں کوئی ڈر نہیں کہ تمھیں کوئی قتل نہ کر دے۔''

ایک دن کیا ہوا کہ جب وہ خلیفہ تھے تو وہ اپنے گھر سے باہر نکلے۔ ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ تھک گئے۔ انہیں ایک غلام گدھے پر سوار نظر آیا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کہ 'کیا آپ مجھے اپنے پیچھے بٹھا لو گے؟' وہ غلام تو بہت خوش ہوا کہ اس کو خلیفہ نے مدد کے لیے کہا۔ وہ تو فوراً اپنی سواری سے اترا اور کہا کہ آپ اس پر بیٹھ جائیں۔ حضرت عمرؓ جو اس وقت حکمران تھے، بولے: 'میں اپنی وجہ سے تمھیں تکلیف نہیں دے سکتا۔ تم بیٹھے رہو، میں تمھارے پیچھے بیٹھوں گا'۔ جب لوگوں نے آپ کو اس طرح غلام کے پیچھے بیٹھا دیکھا تو بہت حیران ہوئے۔ (FC:3.6) بچو! حضرت عمرؓ ہر معاملے میں عدل و انصاف سے کام لیتے تھے۔

- آپ کو پتہ ہے بچو کہ جو سربراہ ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہوئی ہوتی ہے۔ کچھ لوگ اس کا صحیح استعمال کرتے ہیں اور کچھ لوگ اس سے غلط کام کر کے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیتے ہیں۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ کو اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ بس پھر وہ اچھے اچھے کام کرتا ہے۔ جیسے ہم نے صحابہ کرامؓ کے واقعات میں دیکھا۔

> بچوں کو بتائیے کہ اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق کی وجہ سے حضرت عمرؓ اچھے اچھے کام کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے جو ان کو اختیارات دیے تھے ان سے مسلمانوں کی مدد کرتے رہے۔

- اچھے اچھے کام کرنے سے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گئے۔ اسی لیے ''رضی اللہ عنہ'' کہلائے۔ رسول اللہ ﷺ بھی اپنے ان صحابی سے بہت پیار کرتے تھے اور آپ کو پتہ ہے حضرت عمرؓ زندگی میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ تھے اور ان کی قبر بھی حضرت ابوبکرؓ کی طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے۔

- بھئی میرا بھی دل چاہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قوت عطا فرمائے کہ ہم اپنے ہیروز کی طرح بہادری، دلیری اور عدل و انصاف کے سارے کام کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو پا کر جنت میں جا سکیں۔ آمین ثم آمین۔

سبق نمبر 4 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:

- یہ جان لے اللہ تعالیٰ حضرت عثمان غنیؓ سے کیوں راضی ہوئے۔
- حضرت عثمان غنیؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت اور تعلق کو سمجھ پائے۔
- جنت میں جانے کے شوق کی خاطر حضرت عثمان غنیؓ نے کیا کیا قربانیاں دیں۔
- غنی اور حیا کا مفہوم جان لے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:

- غنی
- حیادار
- ذوالنورین

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید

آرٹ ورک:

- **مقصد:** حضرت عثمانؓ کی جنت کے شوق میں مال کی قربانی۔
- **درکار اشیاء:** فوٹو کاپی شدہ کاغذ، رنگ دار پنسلیں، پین۔

رہنمائی برائے اساتذہ:

- استاد کو حیا کا مفہوم خود بھی واضح ہونا چاہیے تاکہ وہ بچوں کو ان کی عملی زندگی سے مثالیں دے سکے۔
- بچوں میں حضرت عثمان غنیؓ کی شخصیت کے ذریعے دوسروں کی مدد کا جذبہ ابھاریں۔
- بچوں کو مختلف صحابہؓ کے بارے میں پڑھاتے ہوئے ان کا حلیہ بھی بتائیں۔
- بچوں کو ایک بار یاد دہانی کرا دیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ ہی کی اطاعت کرنی ہے۔

سبق

📄 سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! میں بالکل ٹھیک ہوں۔

پچھلے سبق میں حضرت عمرؓ کے بارے میں جو پڑھا تھا، بچوں سے اس کے متعلق چند سوالات پوچھ لیں۔ درست جواب پر شاباش دیں۔

بچو آج ہم جن صحابی کے بارے میں پڑھیں گے وہ ہمارے تیسرے خلیفہ تھے۔ آپؓ کا نام حضرت عثمان غنیؓ تھا۔ اور آپ کے دو لقب بھی تھے، غنی اور ذوالنورین یعنی دو نوروں والا۔

📄 بچو، آپ کو یاد ہے نا کہ ہمیں اطاعت رسول اللہ ﷺ کی ہی کرنی ہے وہی ہمارے رہنما ہیں۔ اور صحابہ اکرامؓ سارے کام رسول اللہ ﷺ کی طرح کرتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گئے، اور ان کو جنت دی۔

📄 اب ہمیں بھی یہی کرنا ہے، کہ دیکھیں کہ ہر صحابی نے کیا کیا کام کیے، تاکہ ہم بھی ویسے ہی کام کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کریں۔

حضرت عثمان کے سبق کو مؤثر بنانے کے لیے استاد آرٹ ورک کی ایکٹیوٹی لگا کر، اس کے ذریعے تمام واقعات سنا سکتی ہے۔

📄 حضرت عثمانؓ بہت ہی خوبصورت تھے۔ آپ کا قد درمیانہ تھا۔ آپؓ کے بال ہلکے براؤن اور داڑھی گھنی تھی۔ کندھے چوڑے اور ہڈیاں بھاری تھی۔ اور وہ صرف دیکھنے میں ہی خوبصورت نہ تھے بلکہ دل کے بھی بہت خوبصورت تھے۔ آپؓ ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ نرم دل تھے۔ کبھی اونچی آواز میں نہیں بولتے تھے۔

📄 اور سب سے بڑھ کے ان کی خوبی یہ تھی کہ وہ بہت زیادہ حیا کرنے والے تھے۔ اور آپ کو پتہ ہے بچو! رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''فرشتے بھی عثمانؓ سے حیا کرتے ہیں''۔ حضرت عثمانؓ کی حیا کا تو یہ حال تھا کہ اکیلے میں بھی کبھی کپڑے اتار کے نہیں بیٹھے تھے کہ بھئی میں تو گھر میں ہی ہوں۔ بلکہ جب وہ نہاتے تو تب بھی جسم پر کوئی کپڑا ضرور ہوتا کہ فرشتے اور اللہ تعالیٰ تو مجھے دیکھ رہے ہیں۔ تو بچو جب ہمارے ہیرو حضرت عثمان غنیؓ اتنے حیا کرنے والے تھے تو ہمیں کیسا ہونا ہے؟ ہمیں بھی اپنے کپڑوں کا خیال رکھنا ہے۔ اپنے آپ کو ڈھانپ کر رکھنا ہے۔ کسی کے بھی سامنے ایسے نہیں جانا کہ ہمارا جسم کھلا ہو۔ جب کپڑے بدلنے ہوں یا نہانا ہو تو جلدی جلدی کرنا ہے کیونکہ اس وقت اگر کوئی انسان ہمیں نہیں دیکھ رہا تو اللہ تعالیٰ اور فرشتے تو ہمیں دیکھ رہے ہیں نا۔ اس لیے کبھی بھی اپنے جسم کو کسی کے سامنے نہ کھولیں۔ اور اگر بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اور کوئی کمرے میں آ جائے تو فوراً اٹھ کر کپڑے سیدھے کر کے بیٹھ جائیں۔

واقعے کا یہ حصہ سناتے ہوئے اپنے کپڑوں کو مزید ٹھیک کر کے دکھائیں تاکہ یہ بات بچوں کے دماغ میں اچھی طرح بیٹھ جائے۔

اچھا اب میں آپ کو حضرت عثمانؓ کا ایک اور واقعہ سناتی ہوں۔

ایک دفعہ صحابہ کرامؓ کا مجمع تھا رسول اللہ ﷺ بے تکلفی کے ساتھ تشریف فرما تھے زانو مبارک کا کچھ حصہ کھلا ہوا تھا اسی حالت میں حضرت عثمانؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو سنبھل کر بیٹھ گئے اور زانو مبارک پر کپڑا برابر کر لیا۔ لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے لیے اس اہتمام کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ عثمانؓ کی حیا سے فرشتے بھی شرماتے ہیں۔ (سیر الصحابہ: الحاج مولانا شاہ معین الدین ندوی مرحوم)

واقعہ سناتے ہوئے آپ جتنا اپنے لہجے کے اتار چڑھاؤ کا خیال رکھیں گی بچوں کا دھیان اتنا ہی واقعہ کی طرف رہے گا۔
بچوں کو یہاں بتائیں کہ ہمارے لیے بھی ضروری ہے کہ کپڑے تبدیل کرتے وقت احتیاط برتیں۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا اس وقت حضرت عثمانؓ بھی مکہ میں تھے۔ آپؓ کی ایک خالہ تھیں انھوں نے جب اسلام قبول کیا تو عثمانؓ کو بھی بتایا۔ حضرت عثمانؓ نے جا کر حضرت ابو بکرؓ کو بتایا کہ ان کی خالہ نے کیا بتایا ہے تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ وہ بالکل سچ کہہ رہی ہیں۔ پھر اسلام کی چند اچھی باتیں بتائیں تو حضرت عثمان غنیؓ کا دل چاہا کہ وہ مسلمان ہو جائیں تو وہ فوراً رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔

☆ آپ کو پتہ ہے بچو کہ حضرت عثمانؓ کی ایک اور خوبی تھی جس کی وجہ سے ان کو لوگ غنی کہتے تھے اور وہ خوبی یہ تھی کہ وہ اپنے مال سے مسلمانوں کی خوب خوب مدد کرتے تھے۔ (FC:4.1)

پہلے غنی کا مطلب بچوں کو سمجھائیں پھر درج ذیل مثالوں سے واضح کریں۔

مکہ والے جب مسلمانوں کو بہت تنگ کرنے لگے تو رسول ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ ہجرت کرنے کا کہا۔ اس پہلی ہجرت میں جو خاندان سب سے پہلے حبشہ گیا وہ حضرت عثمانؓ کا خاندان تھا۔ مسلمانوں نے دو دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور دونوں دفعہ حضرت عثمانؓ ان میں شامل تھے۔ جب مکہ کے حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے تیسری دفعہ ہجرت کا حکم دیا تب یہ سب مسلمان یثرب (مدینہ) ہجرت کر گئے۔ (نقشہ کی مدد سے سمجھائیں)

مدینہ آنے کے بعد مہاجرین کو پانی کی سخت تکلیف تھی تمام شہر میں صرف بیر رومہ ایک کنواں تھا جس کا پانی پینے کے لائق تھا لیکن اس کا مالک ایک یہودی تھا اور اس نے اس کو ذریعہ معاش بنا رکھا تھا، حضرت عثمانؓ نے اس عام مصیبت کو رفع کرنے کے لیے اس کنویں کو خرید کر وقف کر دینا چاہا۔ کافی کوشش کے بعد یہودی صرف نصف حق فروخت کرنے پر راضی ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے بارہ ہزار درہم میں نصف کنواں خرید لیا اور شرط یہ قرار پائی کہ ایک دن حضرت عثمانؓ کی باری ہوگی اور دوسرے دن اس یہودی کے لیے

یہ کنواں مخصوص رہے گا۔ (FC:4.2)

جس روز حضرت عثمانؓ کی باری ہوتی تھی اس روز مسلمان اس قدر پانی بھر کر رکھ لیتے تھے کہ دو دن تک کے لیے کافی ہوتا تھا۔ یہودی نے دیکھا کہ اب اس سے کچھ نفع نہیں ہو سکتا تو وہ بقیہ نصف بھی فروخت کرنے پر راضی ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ نے آٹھ ہزار درہم میں اس کو خرید کر عام مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا (سیر الصحابہ: الحاج مولانا شاہ معین الدین ندوی مرحوم)

استاد اس موقع پر اپنے تأثرات کے ذریعے بچوں پر یہ واضح کرے کہ اگرچہ کنواں بہت ہی مہنگا تھا لیکن حضرت عثمانؓ کو چونکہ جنت کا بہت شوق تھا اس لیے انہوں نے فوراً اپنا کنواں اللہ کے راستے میں دے دیا۔ یعنی اپنی ضرورت پر لوگوں کی ضرورت کو ترجیح دی۔

- حضرت عثمان بہت ہی اچھے، نیک اور پاکیزہ انسان تھے۔ آپؓ کا بچپن بہت اچھا گزرا۔ مکہ میں طرح طرح کی برائیاں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں لیکن حضرت عثمانؓ ان برائیوں سے بچے رہے۔
- بچو آپ کو پتہ ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ اور رسول اللہ ﷺ آپس میں رشتے دار بھی تھے۔ حضور ﷺ ان کو بہت پسند کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت عثمانؓ سے کر دی۔
- مسلمانوں کو ہجرت کیے ابھی 2 سال نہیں ہوئے تھے کہ جنگ بدر پیش آئی۔ اس وقت حضرت عثمانؓ کی بیوی رقیہؓ کی طبیعت ٹھیک نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان سے فرمایا کہ تم یہیں رہو تمہیں اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو لڑائی میں جائے گا۔ ادھر مسلمانوں کو جنگ بدر میں کامیابی ہوئی وہ جنگ جیت گئے اور ادھر حضرت عثمانؓ کی بیوی، رسول اللہ ﷺ کی بیٹی رقیہؓ فوت ہو گئی۔ اس پر حضرت عثمانؓ بہت زیادہ دکھی تھے اور غم کی حالت میں ان کی زبان سے نکلا کہ ''افسوس! رسول اللہ ﷺ سے میرا رشتہ ٹوٹ گیا۔'' رسول اللہ ﷺ کو آپ سے دلی لگاؤ تھا یعنی عثمانؓ سے محبت کرتے تھے۔ آپؐ سے عثمان کی یہ حالت دیکھی نہ گئی۔ چنانچہ آپ نے اپنی دوسری بیٹی ام کلثومؓ کی شادی عثمانؓ سے کر دی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کو ذوالنورین یعنی دو نوروں والا کہا گیا۔
- حضرت عثمانؓ نے جنگ احد میں بھی حصہ لیا۔ جنگ خندق میں بھی جن صحابہ کو خندق کی حفاظت کے لیے کہا اس میں آپؓ بھی تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کی خاطر کفار سے لڑنے کا عہد بھی بہت اہم تھا۔ فتح مکہ کے وقت بھی آپ رسول ﷺ کے ہمراہ تھے۔ حنین، تبوک کی جنگوں میں بھی آپؓ شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کا حجۃ الوداع کے موقع پر جو آخری خطبہ تھا۔ اس میں بھی حضرت عثمانؓ موجود تھے۔
- اب میں آپ کو حضرت عثمانؓ کا ایک دلچسپ قصہ سناتی ہوں۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے دور میں شدید قحط پڑا (یعنی کھانے پینے کو کچھ نہ رہا)۔ اس وقت ایک امیر آدمی ایک ہزار اونٹ جس پر کھانے پینے کا سامان لدا ہوا تھا لے کر مدینہ آیا۔ حضرت عثمانؓ نے اس

سے سارا مال خرید لیا۔ مدینہ کے بڑے بڑے لوگ آپؓ سے وہ سامان خریدنے آئے تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ ”میں تو غلہ اس کے ہاتھوں فروخت کروں گا جو مجھے دس گنا زیادہ پیسے دے گا یعنی اتنا منافع دے گا“۔ اتنے پیسے تو کسی کے پاس بھی نہیں تھے اس لیے وہ سب بڑے لوگ واپس چلے گئے۔ حضرت عثمانؓ نے پورے مدینہ میں اعلان کرایا کہ جس شخص کو جتنی کھانے پینے کی چیزوں کی ضرورت ہے وہ آکر مفت لے جائے۔ آپؓ نے وہ خریدا ہوا سارا سامان مفت غریبوں اور ضرورت مندوں میں بانٹ دیا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ آپؓ تو کہتے تھے کہ میں دس گنا منافع لوں گا لیکن آپ نے مفت میں سب کو دے دیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب دے گا“۔ اس لیے میں نے یہ مال اللہ کی راہ میں دے دیا۔

> کہانی کا یہ حصہ ٹھہر ٹھہر کر اور مسکرا کر سنائیں تاکہ بچوں کو حضرت عثمانؓ کی سخاوت کا بھی اندازہ ہو اور انہیں غنی کا مفہوم بھی سمجھ میں آئے۔

- چونکہ آپؓ بہت زیادہ غنی تھے اور مال کو نیکی کے کاموں میں لگاتے تھے۔ اس لیے جب غزوہ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ نے مسلمانوں سے مدد مانگی تو اس وقت بھی حضرت عثمانؓ نے اپنا ایک قافلہ تیار کیا جس میں 200 اونٹ 30 کلو چاندی سب اللہ کی راہ میں دے دی۔ پھر بھی دل نہ مانا تو مزید 100 اونٹ صدقہ کیے اس کے علاوہ ہزار دینار جو ساڑھے پانچ کلو سونے کے برابر تھے وہ سب لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”آج کے بعد عثمان جو بھی کریں انھیں نقصان نہ ہوگا“۔ اس کے بعد عثمانؓ نے اور بھی صدقہ کیا تو تعداد 900 اونٹ اور 100 گھوڑوں تک جا پہنچی۔ **(FC:4.3)**
- بچو آپ کو پتہ ہے مسجد نبوی شروع میں چھوٹی تھی۔ جب مسلمانوں کی تعداد بڑھنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کو وسیع کرنے کا ارادہ کیا اور فرمایا کہ ساتھ والی زمین مسجد کے لیے خرید لی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”کوئی ہے جو اس زمین کو خرید کر مسجد میں شامل کر دے اور بدلے میں جنت لے لے؟“ تو حضرت عثمان یہ سنتے ہی فوراً آگے بڑھے اور زمین خرید کر مسجد کے لیے پیش کر دی۔ کیونکہ ان کو جنت میں جانے کا بہت شوق تھا۔

> بچوں کو یہ پیغام مسلسل دیتے رہیں کہ کس طرح حضرت عثمانؓ ہر مشکل موقع پر مسلمانوں کی فوراً مدد کرتے تھے اور اس طرح ہمیں بھی اپنے ہیروز کے کرداروں کو سامنے رکھتے ہوئے ساتھیوں کی مدد کرتے رہنا ہے۔

- ایک مرتبہ کیا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں چار دن سے کھانا نہیں پکا تھا۔ حضرت عثمانؓ کو خبر ہوئی تو فوراً بہت سا آٹا، کھجوریں، ایک بکرا اور 300 درہم (پیسے) آپ ﷺ کے گھر لے کر آئے۔ آپ ﷺ گھر پر نہ تھے حضرت عائشہؓ کے حوالے چیزیں کیں اور عائشہؓ سے کہا کہ کبھی بھی کوئی چیز چاہیے ہو تو آپ نے مجھے بتانا ہے۔ تھوڑی دیر بعد کچھ روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت بھی دے گئے۔ رسول اللہ ﷺ گھر

تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ عثمانؓ یہ سامان دے گئے ہیں۔آپؐ یہ سن کر گھر نہیں ٹھہرے۔فوراً مسجد میں تشریف لے گئے ہاتھ اٹھا کہ دعا مانگی ''اے اللہ! میں عثمانؓ سے راضی ہو گیا، تو بھی عثمانؓ سے راضی ہو جا'' آپؐ نے تین دفعہ یہ دعا کی۔

بچوں پر حضرت عثمانؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت واضح کریں۔

- ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نے غصہ میں اپنے نوکر کا کان کھینچ دیا لیکن انھیں فوراً ہی احساس ہو گیا کہ یہ انہوں نے اچھا نہیں کیا۔انھوں نے کیا کیا فوراً اپنے نوکر کو بلایا اور اس سے معافی مانگی کہ مجھ سے غلطی ہوگئی اور ساتھ ہی اپنا کان اپنے نوکر کے آگے کر دیا کہ تم مجھ سے آج بدلہ لے لو۔نوکر نے کہا کہ آپ میرے خلیفہ ہیں۔لیڈر ہیں میں کیسے آپ کا کان کھینچ لوں۔آپ نے کہا آج بدلہ لینا زیادہ اچھا ہے۔ورنہ بعد (آخرت) میں پتہ نہیں اس کی کیا سزا ملے۔تب نوکر نے بات مانی اور آپؓ کا کان کھینچ لیا۔یہ تھا حضرت عثمانؓ کا عدل۔وہ ہر کام میں انصاف کرتے تھے۔

استاد حضرت عثمانؓ کی آخرت کی فکر کے متعلق بتاتے ہوئے اس بات کی شدت خود بھی محسوس کرے۔

- آپؓ کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ آپؓ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے تھے۔اگر غلام نہ ملے تو مال صدقہ کر دیتے تھے۔ **(FC:4.4)**
- آپؓ نے اپنے دور خلافت میں بھی بہت زیادہ کام کیے جن میں ایک اہم کام یہ کہ آپ نے قرآن کو اکٹھا کرایا۔قرآن مجید جیسے آج کتاب کی شکل میں ہے نا پہلے ایسے نہیں تھا۔اس کے مختلف حصے مختلف چیزوں پر لکھے گئے تھے۔ان سب کو حضرت عثمانؓ نے اکٹھا کیا۔انھوں نے تمام مسلمانوں کو قرآن مجید کی ایک قرأت پر جمع کیا۔ **(FC:4.5)**
- حرم پاک کی جگہ کم محسوس ہوئی تو اردگرد کے مکانات خرید کر اس کو بڑا کر دیا۔مدینے کی طرف آنے والے تمام راستوں کو آسان اور عمدہ بنوایا۔

حضرت عثمانؓ کے ان کارناموں کو بہت جوش اور جذبے سے سنائیں تاکہ بچوں کی توجہ سبق میں برقرار رہے۔

- رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنے اور ان کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ اور جب حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی تو حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنایا گیا تو آپؓ نے اپنی نیکیوں کے ذریعے دین کی بہت زیادہ خدمت کی۔رسول اللہ ﷺ سے آپؓ کے قریبی رشتے کی وجہ سے آپؓ کی بہت زیادہ عزت کی جاتی تھی۔نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے۔مصیبت میں مسلمانوں کے کام آتے۔
- حضرت عثمانؓ نے تجارت میں دیانت داری سے بہت نام اور پیسہ کمایا۔لیکن اپنی دولت ہمیشہ اللہ کی راہ میں خرچ کی۔فرض نمازوں اور روزوں کی سختی سے پابندی کرتے۔کوئی دن تلاوت کے بغیر نہیں گزرتا تھا۔ہر سال حج کے لیے جاتے۔قرآن مجید کے بہت بڑے عالم اور حافظ تھے۔

- حضرت عثمانؓ جہاں اتنے اچھے کام کر رہے تھے وہاں ان کے مخالف (دشمن) بھی پیدا ہو رہے تھے۔ جن کو ان کے یہ سارے کام اچھے نہیں لگ رہے تھے اس لیے ان دشمنوں اور منافقین نے حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا۔ مسلمانوں نے حضرت عثمانؓ سے کہا ''کہ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم ان کو سبق سکھا دیں۔'' لیکن حضرت عثمانؓ خون خرابے کے حق میں ہی نہ تھے انھیں رسول اللہ ﷺ کی بات یاد تھی۔ انھوں نے فرمایا: ''میں تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ کوئی شخص میرے لیے اپنا خون نہ بہائے۔'' آپؓ کو لڑائی اور خون خرابہ بالکل پسند نہ تھا۔
- وہ حج کے دن تھے جب منافق آئے حضرت عثمانؓ اس وقت قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ روزے سے بھی تھے لیکن پتھر دل ظالموں نے اس بات کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ کی اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ **(FC:4.6)**

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے قصے کو بہت دکھ سے بیان کریں۔ حضرت ابوبکر کی وفاتؓ اور عمرؓ کی شہادت کا ذکر بھی ان اسباق میں کیا جا سکتا ہے۔

چھوٹے بچوں کے لیے سبق کو مؤثر بنانے کے لیے استاد آرٹ ورک کی ایکٹیوٹی لگا کر، اس کے ذریعے تمام واقعات سنا سکتی ہے۔

- ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم سب کو بھی حضرت عثمانؓ جیسی عادات دے۔ جس طرح وہ دین کا کام کرتے رہے، مال لگاتے رہے۔ اور جیسے وہ حیا کرتے تھے ہم سب کو بھی اسی طرح کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

سبق نمبر 5 حضرت علی رضی اللہ عنہ

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ :

- یہ جان لے اللہ تعالیٰ حضرت علیؓ سے کیوں راضی ہوئے۔
- حضرت علیؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت اور ان کے سنت پر عمل کو سمجھ پائے۔
- حضرت علیؓ کی بہادری، طاقت اور انصاف پر قائم رہنے کو جان لے۔
- حضرت علیؓ کی طرح اپنی صلاحیتوں کے صحیح استعمال کے بارے میں سوچے۔

وہ خاص الفاظ(key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:

- اللہ کی رضا۔
- ابوتراب
- اسداللہ۔
- بہادر

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، کھجور اور گٹھلیاں ۔

آرٹ ورک:

- **مقصد:** حضرت علیؓ کی بہادری کو اجاگر کرنا۔
- **درکار اشیاء:** فوٹو کاپی شدہ کاغذ، چارٹ پیپر، گلیز پیپر، رنگ دار پنسلیں، گوند، قینچی، الاسٹک ۔

رہنمائی برائے اساتذہ:

- حضرت علیؓ اور رسول اللہ ﷺ کی ایک دوسرے سے محبت کے بارے میں بچوں کو آگاہ کریں۔
- بچوں کو یاد دہانی کروائیں کہ صحابہؓ سے اللہ تعالیٰ اس لیے راضی ہوئے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور پیروی کی۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ سب بچے خوب مزے میں ہیں؟ مسلم ہیروز کے واقعات کیسے لگ رہے ہیں؟ گھر جا کر امّی ابو کو سناتے ہیں؟ کون کون گھر جا کر یہ واقعات کسی اور کو بھی سناتا ہے؟

بچوں سے پچھلے سبق میں پڑھائے گئے صحابیؓ کے متعلق چند سوالات پوچھ لیں۔

بچو، آپ کو یاد ہے کہ صحابہ کرامؓ سارے کام بالکل رسول اللہ ﷺ کی طرح کرتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گئے، اور قیامت کے بعد انہیں کہاں داخل کریں گے؟ ''جنت''۔

اب ہمیں بھی یہی کرنا ہے، کہ دیکھیں کہ ہر صحابی نے کیا کیا کام کیے، تاکہ ہم بھی ویسے کام کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکیں۔

اچھا جی! آج ہم جس ہیرو کا واقعہ پڑھیں گے وہ ہمارے چوتھے خلیفہ تھے۔ ان کی بہادری اتنی مشہور تھی کہ ان کو ''اسد اللہ'' کا لقب ملا تھا۔ اسد اللہ کا مطلب ہوتا ہے ''اللہ کا شیر''۔ پتا ہے بچو! ان کا نام کیا تھا؟ کون بتائے گا ان کا نام؟ جی! ان کا نام ہے حضرت علیؓ۔ (FC:5.1)

حضرت علیؓ بہت ہی بہادر تھے۔ آپ کا قد درمیانہ سے ذرا کم تھا۔ جسم مضبوط تھا۔ بچپن میں بہت ہی کمزور تھے لیکن جب جوان ہوئے تو بہت مضبوط اور طاقتور ہو گئے۔ ہتھیلی بھی بہت ہی مضبوط، چہرہ بہت ہی خوبصورت بارعب اور رونق والا۔

بچوں کو حضرت علیؓ کے متعلق یہ بتاتے ہوئے کسی کارٹون وغیرہ سے موازنہ نہ کریں کہ بچے پھر ان کرداروں میں ہی کھو جاتے ہیں اور شیر کی مضبوطی اور بہادری کا ذکر کریں۔

حضرت علیؓ رسول ﷺ کے چچا ابو طالب کے بیٹے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپؓ کا ایک ہی خاندان تھا۔ جو قریش کا سب سے عزت والا خاندان تھا۔ بچو آپ کو پتہ ہے نا کہ رسول اللہ ﷺ کی پرورش اور دیکھ بھال، آپؐ کے چچا ابو طالب نے کی تھی۔ وہ اپنے بچوں سے بھی زیادہ آپؐ کو پیار کرتے تھے۔

حضرت علیؓ جب 5 سال کے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کی مدد کرنا چاہی اور ان سے ان کے بیٹے علیؓ کو مانگ لیا تاکہ ان کے چچا پر سے کچھ ذمہ داری کم ہو جائے۔ اس طرح حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے لگے۔ اس موقع پر حضرت خدیجہؓ نے بھی علیؓ کو بڑے پیار اور محبت کے ساتھ اپنے گھر میں رکھا اور ان کی تربیت اور دیکھ بھال میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا۔ حضرت علیؓ کی پرورش وہ ہاتھ کر رہے تھے جو سب سے زیادہ بابرکت تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت دی علیؓ ابھی بچے تھے۔ آپؐ کے گھر رہتے تھے، فوراً اسلام قبول کر لیا۔

آپ ؐ نے دوستوں اور رشتہ داروں میں جب نبوت کا اعلان کیا۔ انہیں ایک اللہ کے بارے میں بتایا، اور اپنے نبی ہونے کا بتایا۔ اس وقت حضرت علیؓ کی عمر ے سال تھی (تقریباً)۔ رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر بچوں میں سے سب سے پہلے جس نے لبیک کہا، حضرت علیؓ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ دین کے کاموں میں میری مدد کون کرے گا تو اس وقت حضرت علیؓ فوراً آگے بڑھے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ؐ کی مدد کروں گا۔ 'میری آنکھوں میں درد ہے اور میری ٹانگیں پتلی ہیں لیکن میں آپ ؐ کی مدد کروں گا یا رسول اللہ ﷺ'۔ حالانکہ وہ اس وقت عمر میں چھوٹے تھے۔ بہت ہی زیادہ کمزور تھے پتلے تھے، لیکن آگے بڑھ کر یہی کہا کہ میں آپ ؐ کا ساتھ دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے تین دفعہ پوچھا اور تینوں دفعہ حضرت علیؓ نے ہی جواب دیا کہ میں آپ ؐ کا ساتھ دوں گا۔ وہ اسلام لانے والے سب سے کم عمر ساتھی تھے۔ (FC:5.2)

رسول اللہ ﷺ نے تین دفعہ پوچھا اور تینوں دفعہ حضرت علیؓ نے ہی جواب دیا کہ میں آپ ؐ کا ساتھ دوں گا۔

یہاں پر حضرت علیؓ کا نیکی کے کاموں میں سبقت کا جذبہ بچوں میں ابھاریں۔ اور نیکی کا موقع ملنے پر ہاتھ کھڑا کرنے اور پہل کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔

حضرت علیؓ ہر پل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے۔ ان سے سیکھتے تھے۔ اور بچپن میں ہی ان کے اندر حق گوئی اور سچائی پیدا ہو گئی تھی۔ لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے۔ چھوٹی سی عمر میں ہی انہوں نے اچھے اور برے کے درمیان فرق سیکھ لیا تھا۔ آپؓ بہت انصاف پسند تھے۔ مضبوط اور بہادر تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ کر انہوں نے بہت سا علم سیکھ لیا تھا۔ وہ لوگوں کے درمیان بہت اچھے فیصلے کرتے تھے اس لیے آپؓ کو بہت بڑا قاضی بھی کہا جاتا ہے۔ (FC:5.3)

علم کے ساتھ ساتھ انہوں نے تلوار چلانا بھی سیکھا۔ صرف سیکھا ہی نہیں بلکہ تلوار چلانے میں ماہر بھی تھے۔ نیزہ بازی کے فن میں بھی کمال حاصل تھا۔ میدان جنگ میں آپؓ کی بہادری بہت ہی نمایاں تھی۔ آپؓ چلتے ہوئے گھوڑے سے آدمی کو اتار لیتے تھے۔ جنگ میں بہت زیادہ بہادری سے لڑتے تھے۔ اس لیے تو آپؓ کو اسد اللہ کا لقب ملا۔ (FC:5.4)

اسد اللہ کا لفظ چونکہ اہم بھی ہے اور مشکل بھی اس لیے بچوں کے ساتھ اس کو تین بار دہرائیں۔ شیر کی تصویر دکھا کر بتائیں کہ شیر کو عربی میں اسد کہتے ہیں۔ حضرت علیؓ کو اسد اللہ اس لیے کہا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی طاقت کو استعمال کرتے تھے۔

حضرت علیؓ نے بہت ہی سادہ زندگی گزاری۔ تمام زندگی بہت ہی معمولی گھر میں رہے۔ آپؓ بہت ہی زیادہ انصاف پسند تھے۔ کہیں سے مال آتا تو سارے کا سارا بانٹ دیتے، لوگوں کو دے دیتے اپنے لیے کوئی خاص چیز نہ لیتے۔ اپنا سودا خود لاتے، اپنے کام بھی خود کرتے۔ آپ کا دروازہ ہر وقت دوسروں کی مدد کے لیے کھلا رہتا۔ آپ کے پاس کہیں سے کوئی پیسے آتے آپ فوراً اس کو غریبوں،

اور مسکینوں میں بانٹ دیتے۔

> حضرت علیؓ کی ان خصوصیات کے متعلق بتاتے ہوئے اپنے تأثرات کا بھرپور استعمال کریں تاکہ بچوں کے اندر دوسروں کی مدد کرنے کا احساس پیدا ہو۔

- رسول اللہ ﷺ پر جو بھی وحی آتی حضرت علیؓ اس کو فوراً یاد کر لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو آپؓ بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ ایک دن ان کے والد ابو طالب نے انھیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو پوچھ لیا۔ ''بیٹا یہ کیا دین ہے جس پر تم چل رہے ہو۔'' حضرت علیؓ نے چھپانا مناسب نہ سمجھا اور کہا، ''میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا ہوں۔'' ابو طالب بولے، ''محمد ﷺ تمہیں بھلائی کے سوا کسی چیز کی طرف نہ بلائیں گے۔ تم ان کے ساتھ لگے رہو۔''

> بچوں پر واضح کریں کہ مسلمان ہیروز کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتے۔
> ہجرت کے موقع پر حضرت علیؓ کا رسول اللہ ﷺ کے بستر پر سونے کا واقعہ ضعیف ہے۔ لیکن تاریخی کتابوں میں کئی جگہ وارد ہوا ہے سو بطور تاریخی واقعہ سنایا جا سکتا ہے۔

- بچو! مدینہ میں نبی ﷺ نے سب سے پہلا کیا کام کیا تھا؟ مسجد نبویؐ کی تعمیر۔ اس کو بنانے میں حضرت علیؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ اور دوسرے صحابہ کے ساتھ مل کر دل و جان سے مسجد نبویؐ کی تعمیر میں حصّہ لیا۔
- مدینہ آنے کے بعد (ہجرت کے دوسرے سال) رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی (فاطمہؓ) کی شادی ان سے کر دی۔ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ دونوں ایک دوسرے سے بے حد پیار کرتے تھے ایک دوسرے کا خیال رکھتے تھے۔ حضرت علیؓ ان کی بہت عزت کرتے۔ ایک مرتبہ شادی کے بعد علیؓ اور فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ایک برتن میں پانی منگوایا۔ اپنے دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر ان پر چھڑکا اور فرمایا۔ ''اے فاطمہ! میں نے تمہاری شادی اپنے خاندان کے بہترین شخص سے کی ہے۔''
- اچھا بھئی اب میں آپ کو حضرت علیؓ کا ایک زبردست واقعہ سناتی ہوں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ کے گھر تشریف لائے اس وقت حضرت علیؓ گھر پر نہ تھے۔ آپؐ نے ان کے متعلق فاطمہؓ سے پوچھا، تو انھوں نے کہا ''میرا ان سے کچھ جھگڑا ہو گیا ہے، وہ غصہ میں گھر سے باہر چلے گئے ہیں'' ۔ آپؐ باہر تشریف لائے۔ پتا چلا کہ حضرت علیؓ مسجد میں سو رہے ہیں۔ آپؐ مسجد میں تشریف لے گئے۔ حضرت علیؓ بڑے مزے سے وہاں سو رہے تھے۔ ان کی چادر ان کے جسم سے اتری اور ان کے جسم کو مٹی لگ گئی۔ آپؐ نے مٹی کو صاف کیا۔ بہت پیار سے تھپکی دی اور فرمایا۔ 'ابو تراب، اٹھو! ابو تراب، اٹھو!' ۔ اس دن سے ان کا لقب ابو تراب مشہور ہو گیا۔ تراب کا مطلب ہے مٹی۔ ابو تراب کا مطلب ہوا، مٹی والا۔ جب کوئی آپؓ کو ابو تراب کہہ کر پکارتا تو آپؓ بہت خوش ہوتے۔ آپؐ نے ان دونوں کی صلح کرا دی۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے ان دو لوگوں میں صلح کرائی ہے جن سے مجھے بہت محبت ہے۔
- حضرت علیؓ محنت مزدوری کر کے روزی کماتے تھے۔ انہوں نے زندگی بہت سادہ انداز میں گزاری۔ انھیں مال سے کوئی محبت اور

لگاؤ نہ تھا۔ روکھی سوکھی کھا کر بھی اپنے رب کا شکر ادا کرتے تھے۔

- حضرت علیؓ کو اللہ تعالیٰ نے بہت خوبصورت اولاد دی: حسنؓ، حسینؓ، زینبؓ اور ام کلثومؓ۔ (FC:5.5)

- رسول اللہ ﷺ آپؓ کے بیٹوں حسنؓ، حسینؓ کو بہت پیار کرتے تھے۔ ایک دن ان سے ملنے گھر آئے تو وہ گھر میں نہ تھے۔ فاطمہؓ سے پوچھا کہ بچے کہاں ہیں۔ تو فاطمہؓ نے بتایا کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ حسنؓ، حسینؓ مجھے تنگ کر رہے تھے کہ بھوک لگی ہے۔ اس لیے علیؓ ان کو اپنے ساتھ باہر لے گئے ہیں۔

- اور آپ کو پتہ ہے حضرت علیؓ تو بہت بہادر تھے نا اور جنگِ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ "ہمارے ساتھ جنگ کے لیے صرف وہ چلے گا جسے جہاد کی خواہش ہے۔ جو صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر جنگ کرنا چاہتا ہے۔ رہا مالِ غنیمت تو اس میں سے کچھ نہ کچھ ملے گا۔" ایسے میں 1400 افراد آپؐ کے ساتھ چلے جن میں حضرت علیؓ بھی تھے۔ خیبر میں یہودیوں کے بہت سارے قلعے تھے جب مسلمانوں نے حملہ کیا تو ایک کے بعد ایک قلعہ کو فتح کرتے چلے گئے۔ لڑائی بہت سخت تھی۔ یہودیوں کا ایک قلعہ تھا جس کا نام قموص تھا۔ وہ کافی مضبوط قلعہ تھا۔ اور وہ کسی سے فتح ہی نہیں ہو رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فتح کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا۔ "کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ بھی محبت کرتے ہیں۔"

یہ سن کر سب انصار اور مہاجرین نے اسی آرزو کے ساتھ رات گزاری کہ جھنڈا اسے دیا جائے۔ صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا علی کہاں ہے؟ صحابہ نے کہا کہ "ان کی آنکھ میں درد ہے"۔ آپؐ نے انہیں بلوایا، وہ آئے۔ آپؐ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا (بچوں کو لعاب دہن کا بتائیں) اور دعا فرمائی۔ وہ بالکل ٹھیک ہو گئے۔ جیسے کوئی تکلیف کبھی تھی ہی نہیں۔ پھر ان کو جھنڈا دیا۔

قموص کا دروازہ جو دس لوگوں سے نہیں کھلتا تھا حضرت علیؓ نے اس کو توڑ دیا۔ (FC:5.6)

بچوں کو ہاتھ کے اشارے سے دس کا نشان بنا کر متاثر کن انداز میں ان کی بہادری کے متعلق بتائیں۔

- آپ کو پتہ ہے بچو حضرت علیؓ بہت ذہین بھی تھے۔ اب میں آپ کو ان کا ایک دلچسپ واقعہ سناتی ہوں۔

ایک بار کیا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ اکٹھے بیٹھ کر کھجوریں کھا رہے تھے۔ حضرت علیؓ بھی ان کے ساتھ بیٹھے تھے جو سب سے کم عمر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے کھجوریں کھا کر گٹھلیاں مسکراتے ہوئے حضرت علیؓ کے آگے رکھنا شروع کر دیں۔ اب تو سب صحابہؓ بھی گٹھلیاں حضرت علیؓ کے آگے رکھنے لگے۔ جب سب کھجوریں کھا چکے تو نبی ﷺ نے پوچھا: "کہ یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ کھجوریں کس نے کھائی ہیں؟" صحابہؓ نے جواب دیا: "یا رسول اللہ ﷺ جس کے سامنے زیادہ گٹھلیاں ہیں"۔ بچو، حضرت علیؓ تو بہت ذہین تھے وہ ساری بات سمجھ گئے اور فوراً بولے، "نہیں بلکہ جنہوں نے گٹھلیوں تک کو نہیں چھوڑا وہ سب سے زیادہ کھا گئے ہیں"۔ حضرت علیؓ کے اس جواب پر سب

ہنس پڑے اور رسول اللہ ﷺ بھی مسکرائے۔

واقعہ سناتے ہوئے استاد بھی ساتھ ساتھ مسکرائے اور ہاتھوں کے مدد سے گٹھلیاں ایک جگہ اکٹھی کرنے کی ایکٹنگ کرے۔
چھوٹے بچوں کو کہانی کا آخری حصہ مزید واضح کر کے سنائیں۔

جب حضرت علیؓ کی خلافت کا دور آیا تو انھوں نے ہمیشہ انصاف سے کام لیا۔ خلافت کا زمانہ بہت ہی مشکل تھا۔ آپؓ مسلسل مشکلات میں ہی گھرے رہے۔ حضرت علیؓ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو کب کا حوصلہ ہار چکا ہوتا۔ لیکن آپؓ نے بڑے صبر اور حوصلے کے ساتھ اپنی ذمہ داری پوری کی۔

آپؓ کو اپنے غصہ پر بھی بڑا قابو تھا۔ آپؓ بہت ہی زیادہ بہادر تھے۔ اور آپؓ نے جب بھی لڑائی کی صرف اللہ کی خاطر کی اپنے لیے آپ کبھی نہیں لڑے۔

ایک بار کیا ہوا کہ ایک جنگ میں آپؓ نے اپنے دشمن کو زمین پر گرا دیا۔ وہ بالکل آپؓ کے قبضے میں تھا۔ آپؓ اس کو قتل کرنے لگے تو اس نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپؓ فوراً اس کے سینے سے اتر گئے۔ اور اس کو چھوڑ دیا۔ کسی نے پوچھا آپؓ نے اسے کیوں چھوڑ دیا؟؟ آپؓ نے فرمایا میں تو اس سے اللہ کی خاطر لڑ رہا تھا۔ اس نے جو حرکت کی اس پر مجھے بہت غصہ آیا۔ اب میں اس کو قتل کرتا (مارتا) تو اپنے غصّے کی وجہ سے۔ اس کا مطلب ہوتا کہ میں نے اس کو اپنی ذات کے لیے قتل کیا، اللہ کے لیے نہیں۔ اس لیے میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

استاد کو اس موقع پر اپنے تأثرات کا بھرپور استعمال کرے تاکہ بچے اس پیغام کو اچھی طرح سمجھ جائیں۔ جہاں حضرت علیؓ کی جسمانی قوت کی بات ہو، وہاں بچوں کو بتایا جائے کہ ان کی اصل قوت ایمان کی تھی، اور وہ اپنی جسمانی قوت کو اللہ کی رضا کے کاموں میں استعمال کرتے تھے۔

حضرت علیؓ نے اپنی پوری زندگی کسی نہ کسی انداز میں دین کی خدمت کرتے ہوئے ہی گزاری۔ ان کی کوششوں سے بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ یعنی بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔۔ حضرت علیؓ کے پاس علم کا خزانہ تھا۔ آپؓ کی علمی باتوں نے بہت شہرت پائی اور آپؓ کے اقوال بہت مشہور ہوئے۔

سبق نمبر 6 حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

- **مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:**
  - یہ جان لے اللہ تعالی حضرت خدیجہؓ سے کیوں راضی ہوئے۔
  - رسول اللہ ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کی ایک دوسرے سے محبت کو جان لے۔
  - حضرت خدیجہؓ کا بطور وفا شعار بیوی کردار سمجھ پائے۔
  - حضرت خدیجہؓ کی جانی اور مالی قربانیوں سے آگاہ ہو جائے اور ان کو یاد رکھ سکے۔
- **وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:**
  - طاہرہ
  - شعب ابی طالب
  - ام المومنین
- **سبق کا دورانیہ:** 45 منٹ
- **درکار اشیاء:** فلیش کارڈز، موتیوں کے ہار، قرآن مجید۔
- **آرٹ ورک:**
  - **مقصد:** حضرت خدیجہؓ کی فضیلت بیان کرنا۔
  - **درکار اشیاء:** قینچی، گوند، گلٹر۔
- **رہنمائی برائے اساتذہ:**
  - اس سبق کا مقصد حضرت خدیجہؓ اور رسول اللہ ﷺ کے آپس کے تعلقات کو اجاگر کرنا ہے۔
  - بچوں سے حضرت خدیجہؓ کی قربانیوں کا ذکر پرجوش اور متاثر کن انداز میں کریں تا کہ بچوں میں دینی حوالے سے کسی قسم کی منفی سوچ پیدا نہ ہو۔
  - یہ سبق ذرا مختصر ہے۔ اس لیے تمام واقعات آرام سے سنائیں۔
  - رسول اللہ ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کے تعلق کو جاننے کے لیے کتاب ''رسول اللہ ﷺ کے آنسو'' کا ضرور مطالعہ کریں۔

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ چھٹیاں کیسی گزر رہی ہیں؟ خوب مزہ آ رہا ہے۔ الحمدللہ۔
- اچھا چلیں ہم اپنا سبق شروع کرتے ہیں۔ آج ہم اپنا سبق ایک واقعہ سے شروع کریں گے۔

ایک دن حضرت جبرائیلؑ آسمان سے آئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ ''خدیجہؓ برتن میں کچھ لا رہی ہیں، آپؐ انہیں اللہ تعالیٰ کا اور میرا سلام کہیں اور ساتھ ہی ان کو جنت میں ایک ایسا گھر ملنے کی بشارت سنا دیجئے جو موتی کا ہوگا اور جس میں شور وغل اور محنت اور مشقت نہ ہوگی۔'' یعنی ان کا جو دل چاہے وہ کریں گی لیکن کام کرنے کے بعد ذرا بھی تھکن نہ ہوگی۔ یہ وہ عظیم خاتون ہیں جن کو دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری ملی صرف جنت نہیں بلکہ جنت میں موتی کا محل ملے گا۔ اتنا بڑا گھر۔ (FC:6.1)

استاد چند موتیوں کے ہار بچوں کو دکھا سکتی ہیں۔ موتیوں کے بارے میں بچوں کو بتائیں: مثلاً وہ کہاں پایا جاتا ہے؟ کیسے بنتا ہے؟ کس محنت سے سمندر سے نکالا جاتا ہے؟ کتنا مہنگا ہوتا ہے۔ وغیرہ

بچو آپ کو پتہ ہے یہ وہ خاتون ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا؟

- حضرت ابو عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین پر 4 لکیریں کھینچیں کہ اس سے کیا مراد ہے تو صحابہ نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان لکیروں سے مراد افضل ترین خواتین ہیں جن کے نام یہ ہیں:

1 حضرت خدیجہؓ 2۔ حضرت فاطمہؓ 3۔ حضرت مریمؑ 4۔ حضرت آسیہؑ (FC:6.2)

- حضرت خدیجہؓ رسول ﷺ کی پہلی بیوی تھیں۔ آپؓ کو ام المومنین کہا جاتا ہے یعنی ''مومنوں کی ماں۔''
- بچو، آپ کو یاد ہے نا کہ ہمارے رہنما محمد ﷺ ہیں۔ اور صحابہؓ سارے کام بالکل رسول اللہ ﷺ کی طرح کرتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گئے، اور ان کو جنت دی۔
- اب ہمیں بھی یہی کرنا ہے، کہ دیکھیں کہ ہر صحابیؓ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا کیا کام کیے، تا کہ ہم بھی ویسے کام کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کریں۔ تو آج ہم کسی صحابیؓ کے بارے میں نہیں، بلکہ ایک صحابیہ کے بارے میں جانیں گے جو رسول اللہ ﷺ کی بیوی بھی تھیں۔ ہم دیکھیں گے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں موتیوں کا گھر دیا۔
- بچو آپ کو پتہ ہے حضرت خدیجہؓ مکہ کی امیر ترین عورت تھیں۔ ان کے پاس بہت ہی زیادہ مال تھا۔ وہ ہر نیک کام پر خرچ کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو اپنا مال دیتی تھیں۔ آپؓ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ سے بہت ہی پیار کرتی تھیں اسی لیے تو آپؓ نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ (FC:6.3)

اچھا بچو اب میں آپ کو حضرت خدیجہؓ کے بارے میں تفصیل سے بتاتی ہوں۔ حضرت خدیجہؓ مکہ میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد بھی ایک امیر انسان تھے اور تجارت کرتے تھے۔ ان کے والد جب فوت ہو گئے تو وہ خود تجارت کرنے لگی تھیں۔ انھوں نے اپنے کام کی طرف توجہ دی اور بہت ایمانداری سے کام کیا۔ چونکہ وہ بہت ہی نیک تھیں اس لیے ان کا نام "طاہرہ" پڑ گیا۔ طاہرہ کا مطلب ہے پاکیزہ۔

بڑی کامیابی سے تجارت کرتے کرتے ان کی عمر 40 سال ہوگئی۔ ان کا کاروبار کافی دور تک پھیلا ہوا تھا اس لیے اپنے کاروبار کے لیے وہ کسی بہت ہی اچھے شخص کی تلاش میں تھیں۔ اس وقت مکہ میں ایک نوجوان کا خوب چرچا ہونے لگا کہ وہ بہت ہی اچھا تاجر ہے جس کا لقب صادق اور امین ہے۔ وہ ہر کام ایمانداری سے کرتا ہے۔ نہایت حسین وجمیل اور خوبصورت ترین انسان ہے۔ بچو آپ پہچان ہی گئے ہوں گے کہ وہ کون تھے۔ جی وہ ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ تھے۔ حضرت خدیجہؓ بہت ہی ذہین اور عقل مند خاتون تھیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا "کہ آپؐ اگر میرے تجارتی قافلے کو شام کی طرف لے جائیں تو مجھے بہت خوشی ہوگی اور میں آپؐ کو منافع میں سے مناسب حصہ بھی دوں گی۔" رسول اللہ ﷺ نے ان کی پیشکش قبول کر لی اور تجارت کے لیے چلے گئے۔ **(FC:6.4)** خدیجہؓ نے اپنا ایک خاص غلام (ملازم) رسول ﷺ کے ساتھ بھیج دیا تاکہ راستے میں جو کچھ ہو اس کی خبر لا کر دے۔ غلام (میسرہ) پورے سفر کے دوران رسول ﷺ کو دیکھتا رہا اور جب اس نے دیکھا کہ آپؐ بہت ہی اچھے طریقے سے بات کرتے ہیں اور لوگوں کا خیال کرتے ہیں تو وہ آپؐ کے اخلاق سے بہت ہی زیادہ متاثر ہوا۔

> حضرت خدیجہؓ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے الفاظ کے اتار چڑھاؤ اور جسمانی حرکات کا خاص خیال رکھیں تاکہ بچوں کی توجہ برقرار رہے۔ اگر شروع ہی میں بچوں کی توجہ ادھر ادھر ہوگئی تو آخر تک ان کو قابو میں رکھنا مشکل ہو جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا تجارتی قافلہ واپس مدینہ پہنچا، میسرہ نے آ کر آپؐ کے اخلاق کے بارے میں باتیں بتائیں۔ حضرت خدیجہؓ بہت عقل مند خاتون تھی وہ فوراً سمجھ گئیں کہ آپؐ خاص شخصیت کے مالک ہیں۔ انھوں نے رسول ﷺ کو شادی کا پیغام بھیجا۔ اس وقت آپؐ کی عمر 25 سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر 40 سال تھی۔ ان کی شادی ہوگئی اور وہ دونوں بہت خوش تھے۔

حضرت خدیجہؓ نے قدم قدم پر بڑی محبت سے رسول ﷺ کا ساتھ دیا۔ وہ ایک بہترین بیوی اور بہترین ماں تھیں۔ جو دنیا والوں کے لیے ایک بہترین مثال ہے۔ وہ اپنے گھر کا کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتیں۔ جبکہ وہ ایک بہت ہی امیر خاتون تھیں کبھی انہوں نے اپنے گھر میں کام نہیں کیا تھا کیونکہ ان کے گھر کے تمام کام نوکر ہی کرتے تھے۔ لیکن شادی کے بعد وہ اپنے شوہر کا کام خود کرتیں۔ کھانا پکاتیں۔ کپڑے دھوتیں۔ پنکھا جھلتیں۔ اور اسی بات میں خوشی محسوس کرتی تھیں کہ رسول ﷺ خوش رہیں اور آپؐ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

یہ بات بچوں کو مسکرا مسکرا کر اور ٹھہر ٹھہر کر سنائیں۔ تا کہ ان کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کے تعلق کا اندازہ ہو۔ (FC:6.5)

آپؓ نے نبی ﷺ کے ساتھ 25 سال گزارے اور بہت ہی اچھے گزارے۔ آپؓ کے چھ بچے ہوئے۔ 2 بیٹے اور 4 بیٹیاں۔ بیٹے بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔

جب آپؐ 40 سال کے ہوئے تو آپؐ کو نبوت کی جھلکیاں نظر آنا شروع ہوئیں۔ آپؐ کو سچے خواب آتے۔ آپؐ نے غار حرا میں جانا شروع کیا۔ غار حرا مکہ میں ایک پہاڑ جبل نور پر ہے۔ وہ مکہ سے 2 میل کے فاصلے پر ہے۔ آپؐ غار حرا میں دو دو تین تین دن تک بیٹھ کر اللہ کی عبادت اور غور و فکر کرتے۔ کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے جب وہ ختم ہو جاتا تو گھر آ جاتے اور پھر حضرت خدیجہؓ سے اور کھانے کا سامان لے جاتے۔

ایک دن اسی طرح آپؐ غار حرا میں اللہ کی عبادت میں مصروف تھے کہ حضرت جبرائیلؑ آئے اور کہا ''پڑھو'' آپؐ نے فرمایا: میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس نے آپؐ کو پکڑ لیا اور زور سے بھینچا پھر کہا: ''پڑھو''۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا اس نے دوبارہ انہیں پکڑ کر بھینچا پھر چھوڑ کر کہا۔ پڑھ۔۔ ''اقرا باسم ربک الذی خلق'' پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

ان آیات کو لے کر رسول اللہ ﷺ گھر واپس آئے۔ آپؐ کا دل کانپ رہا تھا۔ آپؐ سخت گھبرائے ہوئے تھے۔ حضرت خدیجہؓ سے کہا کہ ''مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ مجھے اپنی جان کا ڈر لگ رہا ہے''۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا، ''کہ آپؐ پریشان نہ ہوں۔'' بہترین بیوی تھیں نا اس لیے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بہت تسلی دی۔ رسول اللہ ﷺ سے کہا، ''کہ آپؐ گھبرائیں مت، اللہ تعالیٰ آپؐ کی حفاظت کرے گا، آپؐ کو کبھی رسوا نہ کرے گا کیونکہ آپؐ صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں، ہمیشہ سچ بولتے ہیں، دوسروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔'' حضرت خدیجہؓ کی ان باتوں سے رسول اللہ ﷺ کو بہت تسلی ہوئی۔ اس کے بعد حضرت خدیجہؓ آپؐ کو اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وہ تورات کے عالم تھے۔ انھیں سارا واقعہ سنایا تو انھوں نے کہا یہ تو وہی فرشتہ ہے جو موسیٰؑ پر نازل ہوا۔

زیادہ تر بچوں یہ واقعہ سنا ہوا ہوگا اس لیے بچوں کی توجہ برقرار رکھنے کے لیے جسمانی زبان کا استعمال کریں۔ یعنی جب رسول اللہ ﷺ کے خوف کی بات کریں تو استاد کے چہرے سے ظاہر ہو۔ حضرت خدیجہؓ کی شخصیت کی اس خوبی کو اجاگر کریں کہ باہر کی مشکلات میں وہ آپؐ کو گھر میں کتنا پُرسکون ماحول مہیا کرتی تھیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہؓ نے سب سے پہلے آپؐ کی دعوت پر لبیک کہا یعنی اسلام قبول کیا اور کہا آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ

بالکل درست ہے اس وقت پورا عرب آپؐ کی مخالفت پر اتر آیا تھا لیکن حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ آپؐ کے حوصلے بلند کیے خدیجہؓ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ہر مرحلے پر تسلی دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ جب بھی نبی ﷺ پریشان ہوتے تو وہ سمجھ جاتی اور وہ فوراً پریشانی دور کرنے میں لگ جاتیں۔ **(FC:6.6)**

- اس زمانے میں جب کفار نے دیکھا کہ لوگ مسلمان ہو رہے ہیں تو انہوں نے ان مسلمانوں کو تکلیفیں دینا شروع کر دی۔

حضرت خدیجہؓ مسلمانوں کا جب یہ حال دیکھتیں تو لرز اٹھتیں۔ انھیں بہت زیادہ تکلیف ہوتی۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے وہ ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعا مانگتیں ''الٰہی ! محمد ﷺ کے دین کی مدد کر اور مسلمانوں کی بھی مدد کر۔ اور ان کو اسلام قبول کرنے اور تکلیفیں سہنے کا بہت بڑا اجر عطا کر۔'' مسلمانوں کی کامیابی اور ان پر رحم کی بھی مسلسل دعا کرتی رہتی تھیں۔

- آپؓ نے اپنے مال سے ان مسلمانوں کی مدد کی جن کو تکلیف دی جاتی تھی۔ مشرک آقا اپنے مسلمان غلاموں کو بہت تکلیف دیتے۔ آپؓ انھیں خرید کر آزاد کرتیں۔ بھوکے مسلمانوں کو روٹی دیتیں۔ یتیموں، مسکینوں کی پرورش کرتی تھیں۔ ان کی ضروریات پوری کرتی تھیں۔ جہاں وہ مسلمانوں پر ظلم کا سن کر بہت روتی تھیں وہاں دوسری طرف وہ سنتی تھیں کہ لوگ اللہ کے دین کو قبول کر رہے ہیں، اسلام قبول کر رہے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے آگے سجدے میں چلی جاتیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتیں۔ نفل پڑھتیں۔

> حضرت خدیجہؓ کی یہ صفات سبق کا انتہائی اہم حصہ ہیں اس لیے استاد ان کو بتاتے ہوئے خود بھی محسوس کرے تا کہ بچوں پر اس کا اثر ہو۔

- اچھا اب میں آپ کو ایک واقعہ سناتی ہوں۔

مکہ میں مسلمان دن بدن بڑھ رہے تھے اور کفار کو یہ بات بالکل پسند نہیں آ رہی تھی ان کے ظلم کرنے کے باوجود مسلمان اپنے اسلام (دین) پر قائم تھے۔ آخر کار مشرکین نے فیصلہ کیا کہ ہم بنو ہاشم، بنو مطلب سے بائیکاٹ کر دیتے ہیں۔ اس طرح کرنے سے شاید مسلمان باز آ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ دین کی دعوت دینا بند کر دیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعوت دینا بند نہ کی۔ اور مشرکین نے بائیکاٹ کر دیا اور کہا کہ مسلمانوں کے ساتھ نہ کوئی شادی بیاہ کرے گا اور نہ خرید و فروخت کرے گا۔ یہاں تک کہ کوئی بات چیت بھی نہ کرے گا۔ نہ کسی قسم کی صلح قبول کی جائے گی جب تک کہ وہ اپنے پرانے دین پر واپس نہیں آ جاتے۔ یہ بائیکاٹ صفحے پر لکھ کر خانہ کعبہ کے اندر لٹکا دیا گیا۔ اس کے بعد سارے بنو ہاشم اور بنو مطلب شعب ابی طالب میں اکٹھے ہو گئے (یہ ایک گھاٹی کا نام ہے جہاں سب اکھٹے ہو گئے)۔ ان کے ساتھ لین دین بھی بند کر دیا گیا۔ اب یہ لوگ بہت ہی مشکل میں پڑ گئے۔ اس وقت بھی حضرت خدیجہؓ نے

رسول اللہ ﷺ کا پورا پورا ساتھ دیا۔صرف ساتھ ہی نہیں دیا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی ہمت بھی بڑھائی حالانکہ خدیجہؓ بہت ہی نازوں میں پلی تھیں۔ان کے پاس بہت سے نوکر چاکر تھے وہ بہت ہی امیر خاتون تھیں لیکن اس وقت انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا پورا ساتھ دیا حالانکہ لوگ اتنی مشکل میں آ گئے تھے کہ درختوں کے پتے اور چمڑے کھاتے ۔بھوکے رہ کر دن گزارتے حتیٰ کہ بچے اور عورتیں بھوک سے رونے لگتے تھے اور ان کی آوازیں باہر تک آتی تھیں ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تھی کہ وہ کھائیں۔حضرت خدیجہؓ کا بھتیجا حکیم بن حزام اپنی پھوپھی کے لئے کبھی کچھ چھپا کر دے جاتا تھا۔

- مسلمانوں نے تین سال ایسے مشکل میں گزارے۔اور ان تین سالوں میں حضرت خدیجہؓ نے بڑی ہمت سے کام لیا۔

> بچوں کے سامنے نقشہ کھینچیں کہ وہ کس قدر مشکل وقت ہوگا لیکن حضرت خدیجہؓ کو تو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی فکر تھی۔اس لیے انہوں نے وہ وقت بھی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں بڑے صبر سے گزارا۔

تین سال بعد جو عہد نامہ خانہ کعبہ میں لگا رکھا تھا اس کو پھاڑ دیا گیا اور اس طرح وہ بائیکاٹ ختم ہوا۔

- آپؐ نے اسلام پھیلانے کا جو کام کیا اس میں حضرت خدیجہؓ بھی آپؐ کے ساتھ ساتھ تھیں۔رسول اللہ ﷺ سے آپؓ نے نماز سیکھی اور علم کی باتیں بھی سیکھیں جو انہوں نے آگے عورتوں کو بھی بتائیں۔ **(FC:6.7)**

> ان واقعات کے ذریعے بچوں کو یہ بتانا مقصود ہے کو کس طرح حضرت خدیجہؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دین کے ہر کام میں شریک رہتیں۔

- حضرت خدیجہؓ جب تک زندہ رہیں رسول اللہ ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی۔آپؓ رسول ﷺ کی سب سے بڑی مددگار تھیں۔
- حضرت عائشہؓ حدیث بیان کرتی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ’’جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا (میری بات نہ مانی) اس وقت خدیجہؓ نے میری تصدیق کی (یعنی بات مانی)۔جب لوگ کافر تھے،خدیجہؓ اسلام لائیں۔جب کوئی میرا مددگار نہ تھا،خدیجہؓ نے میری مدد کی اور میری اولاد انہی سے ہوئی۔‘‘

> یہ حدیث مجموعی طور پر حضرت خدیجہؓ کے کردار کی بہترین عکاسی کرتی ہے اس لیے بچوں کو یہ حدیث بہت جذبے سے سنائیں۔

حضرت خدیجہؓ جب فوت ہوگئیں تو رسول اللہ ﷺ بہت اداس ہو گئے۔رسول اللہ ﷺ کو حضرت خدیجہؓ بہت یاد آتی تھیں۔حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ایک دن خدیجہؓ کی بہن ہالہ آئیں اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔رسول ﷺ نے ان کی آواز سنی تو ان کو خدیجہؓ کا اجازت مانگنا یاد آ گیا (ان کی آواز خدیجہؓ سے ملتی تھی) آپؐ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا یہ تو خدیجہ کی بہن ہالہ ہے۔

- رسول اللہ ﷺ جب بھی کوئی بکری وغیرہ ذبح کرتے تو اس کا گوشت حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو ضرور بھجوایا کرتے تھے۔

آخر میں یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ حضرت خدیجہؓ رسول اللہ ﷺ کو اتنی محبوب کیوں تھیں؟ تمام بچوں کے جوابات مسکراتے ہوئے، سکون کے ساتھ سنیں، درست جواب دینے پر انہیں شاباش دیں اور حضرت عائشہؓ سے روایت کردہ حدیث دہرا لیں۔

- بچو! حضرت خدیجہؓ کا اسلام سے لگاؤ اور ہر مشکل وقت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دینا ہمارے لیے مثال ہے۔ انہوں نے ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کا حکم مان کر اور رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دے کر اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا۔

سبق نمبر 7 حضرت بلال رضی اللہ عنہ

- **مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:**
  - یہ جان لے اللہ تعالیٰ حضرت بلالؓ سے کیوں راضی ہوئے۔
  - حضرت بلالؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کو سمجھ پائے۔
  - ظاہری شکل وصورت کے بجائے کردار کی خوبصورتی کی اہمیت کو جانے۔
  - حضرت بلالؓ کی دین کے راستے میں قربانیوں اور ان کی ثابت قدمی کا اندازہ کر سکے۔
- **وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:**
  - احد
  - بیت المال
  - مؤذن
- **سبق کا دورانیہ:** 45 منٹ
- **درکار اشیاء:** فلیش کارڈز، قرآن مجید
- **آرٹ ورک:**
  - **مقصد:** حضرت بلالؓ کی خوبیوں کے بارے میں بچوں کو آگاہی دینا۔
  - **درکار اشیاء:** فوٹو کاپی شدہ کاغذ، رنگ دار پنسلیں، گوند، قینچی۔
- **رہنمائی برائے اساتذہ:**
  - اس سبق میں چونکہ غلام کی بات آئے گی اس لیے استاد کو خود اس کے بارے میں مکمل آگاہی ہونی چاہئے۔ بچے اس بارے میں سوالات کر سکتے ہیں۔ ان کو درست معلومات دیں۔
  - اس سبق کے ذریعے بچوں کو یہ پیغام دیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھار ہماری طاقت کے مطابق چھوٹی چھوٹی مشکلات کے ذریعے ہمارا امتحان لیتے ہیں۔ جب ہم صبر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں دنیا میں بھی انعام دیتے ہیں اور آخرت میں بھی۔
  - بچوں کو ایک بار یاد دہانی کروائیں کہ ہمیں اطاعت رسول اللہ ﷺ ہی کی کرنی ہے۔
  - استاد اپنی معلومات کے لیے کتاب 'بلالؓ' سے مدد لے سکتی ہے۔

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! میں بالکل ٹھیک ہوں۔

> پچھلے سبق میں ہم نے حضرت خدیجہؓ کے بارے میں پڑھا تھا، بچوں سے ان کے متعلق چند سوالات پوچھ لیں۔ درست جواب پر شاباش دیں۔

- بچو آج ہم جس صحابی کے بارے میں پڑھیں گے۔ آپ کو پتا ہے کہ ان کا دل کیسا تھا؟ ان کا دل صاف، شفاف اور چمکدار تھا۔ اور ان کا نام تھا: حضرت بلالؓ۔

- حضرت بلالؓ شکل وصورت کے خوبصورت نہیں تھے مگر ان کا دل بہت خوبصورت تھا اور آواز بھی بہت خوبصورت تھی۔ آپ کو پتا ہے نا بچو کہ انسان کی عزت اس کے دل سے ہوتی ہے۔ جس کا دل اچھا ہوتا ہے سب لوگ اس کو پسند کرتے ہیں۔ اللہ تعالی بھی انسانوں کے دل دیکھتا ہے شکلوں کو نہیں۔ ہمارا دل اچھا ہو، صاف ہو اور کام دل لگا کر کیے ہوں تو اللہ تعالیٰ ہمیں نمبر زیادہ دیتے ہیں۔

- خوبصورت دل کیسا ہوتا ہے؟ خوبصورت دل اس دل کو کہتے ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہو۔ ایسا دل جو اللہ تعالیٰ کی ہر بات مانتا ہو۔ رسول ﷺ کی پیروی کرتا ہو۔ اچھے اچھے کام کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے لوگوں کی مدد کرتا ہو۔ جس دل میں یہ سب کچھ ہوگا اس کا دل خوبصورت دل ہوگا۔ میں آپ کو حبشی نسل کے لوگ دکھاتی ہوں۔ **(FC:7.1)**

- حضرت بلالؓ کا جسم بہت مضبوط تھا۔ قد لمبا اور آنکھیں روشن تھیں۔ وہ پتلے سے تھے اور بہت ذہین تھے۔ وہ افریقہ کے رہنے والے تھے یعنی حبشی تھے اور ایک غلام تھے۔ ان کے والدین بھی غلام تھے۔

- بچو! غلام کون ہوتا ہے؟ وہ غلام کیسے بنے؟ (بچوں کو جواب دینے کا موقع دیں)۔ بہت پہلے عرب میں جو سردار رہتے تھے وہ اپنے ذاتی کاموں کے لیے اور اپنے کاروبار میں مدد کے لیے دوسرے ملکوں سے لوگوں کو خرید کر لے آتے تھے۔ اور ان کو اپنا غلام (نوکر) بنا کر رکھتے تھے اور ان سے بہت ہی زیادہ کام کراتے تھے۔ غلام آج کل والے نہیں جو ہمارے گھروں میں کام کرتے ہیں (یہ تو صبح آتے ہیں شام کو چلے جاتے ہیں اور ان کو جس کام کے لیے رکھا جائے وہی کرتے ہیں مثلاً کپڑے دھونا، صفائی کرنا۔ وغیرہ وغیرہ) ان کا ہم خیال بھی رکھتے ہیں اور ان کی ہم مدد بھی کرتے ہیں۔ ان کو تنخواہ بھی دیتے ہیں اور وہ ہم سے چھٹی بھی لے لیتے ہیں۔ لیکن بچو! عرب میں جو غلام ہوتے تھے وہ ان سے مختلف تھے۔ ان کو ایک بار خرید لیا جاتا تھا پھر وہ ساری زندگی کے لیے اپنے مالک کا غلام بن کر رہتا تھا اور مالک غلام پر سخت ظلم کرتے، اس سے بہت سارا کام کراتے تھے اور کھانے کو بھی کم دیتے، ان کو تنخواہ بھی نہیں

دیتے تھے اور تو اور ان کی ضرورت کی چیزیں بھی انہیں نہیں دی جاتی تھیں۔ ان کو چھڑی سے مارا بھی جاتا تھا۔ وہ کوئی برا کام کرے یا نہ کرے ہر وقت ڈانٹ پڑتی رہتی تھی۔

یہ بات بچوں کو اچھی طرح باور کرائیں کہ یہ غلام آج کل کے ملازموں کی طرح نہیں ہوتے تھے اور اب اس طرح کے غلاموں کا دور ختم ہو گیا ہے۔

چلیں اب میں آپ کو ایک واقعہ سناتی ہوں۔ حضرت بلالؓ بھی غلام تھے اور ان کے آقا کا نام اُمیّہ بن خلف تھا۔ وہ بہت ظالم تھا۔ حضرت بلالؓ اس کے سارے کام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کی تجارت کا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر جاتے تھے۔ اسی کام کو کرتے کرتے ایک دن حضرت بلالؓ کی ملاقات حضرت ابوبکرؓ سے ہوئی۔ جس طرح حضرت بلالؓ کا دل خوبصورت تھا اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کا دل بھی خوبصورت تھا۔ اس لیے دونوں کی دوستی ہوگئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو رسول ﷺ کے بارے میں بتایا اور حضرت بلالؓ کو کہا کہ وہ آ کر رسول ﷺ سے ملیں اور اسلام قبول کر لیں۔ جب حضرت بلالؓ رسول ﷺ سے ملے اور رسول ﷺ نے انہیں اسلام کا پیغام دیا تو حضرت بلالؓ نے اسلام قبول کر لیا۔ جب حضرت بلالؓ نے اسلام قبول کیا تو ان کے آقا امیہ بن خلف کو بہت غصہ آیا۔ وہ تو مسلمانوں کا دشمن تھا۔ حضرت بلالؓ نے اپنے آقا کو بھی اسلام کی دعوت دی مگر اس نے قبول نہ کی۔ اس نے حضرت بلالؓ پر بہت زیادہ ظلم کرنا شروع کر دیئے تاکہ وہ اسلام کو چھوڑ دے۔ آپؓ کو گرم ریت پر لٹایا گیا۔ گلے میں رسی باندھ کر مکہ میں گھسیٹا جاتا۔ عین اس وقت جب دھوپ بہت تیز ہوتی تو تپتی ریت پر لٹا کر اوپر سے بھاری پتھر ان کے اوپر رکھ دیئے جاتے۔ لیکن آپؓ سب تکلیفیں برداشت کرتے جاتے۔ (FC:7.2)

حضرت بلالؓ پر ہونے والے ظلم کو بہت ڈرامائی انداز سے نہ سنائیں۔ اگر آپ کے گروپ کے بچے چھوٹے ہیں تو وہ گھبرا سکتے ہیں۔ البتہ ان کو یہ پیغام بار بار دیتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت حوصلہ مند بنایا تھا اور انہوں نے ہر مشکل میں صبر کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی ان کو انعام دیا۔

جب امیہ بن خلف ان کو مارتا اور کہتا کہ کہو تم نے اسلام چھوڑا، تو وہ ہر بات کا جواب ''احد احد'' ہی دیتے۔ (FC:7.3)

بچوں کو بتائیں کہ وہ احد احد کیوں کہتے تھے۔ احد کا مطلب ہے ''صرف ایک'' چونکہ مکہ کے لوگ بہت سارے بتوں کو خدا سمجھتے تھے، ان کو پوجتے تھے تو حضرت بلالؓ کہتے تھے: بہت سارے خدا نہیں بلکہ خدا تو صرف ایک ہے۔ اس لیے وہ احد احد کہتے تھے۔

ان کو جتنی زیادہ تکلیف دی جاتی ان کا ایمان اتنا ہی بڑھتا جاتا۔ ایمان کا مطلب ہوتا ہے ''یقین''۔ اس بات کا یقین کہ جو بھی مشکل ہے اس سے اللہ تعالیٰ ہی نکالے گا۔ جب امیہ کے اتنے ظلم کرنے سے بھی بلالؓ نے اسلام نہ چھوڑا تو امیہ ابوجہل کے پاس آیا

اور اس کو بتایا اور پوچھا کہ اب میں کیا کروں۔ ابوجہل حضرت بلالؓ کے پاس آیا تو آ کر اس نے بلالؓ کا خوب مذاق اڑایا اور کہا: ''بلال! جس خدا کو تم پکارتے ہو اور اتنی تکلیف اٹھاتے ہو وہ آ کر تمہیں بچا کیوں نہیں لیتا؟'' حضرت بلالؓ نے پتہ ہے کیا جواب دیا؟ انہوں نے بہت پیاری بات کی۔ کہا: ''تم جو پیالہ 2 ٹکے کا (یعنی تھوڑے سے پیسوں کا) بازار سے لیتے ہو اس کو بھی بجا کر دیکھتے ہو، چیک کر کے لیتے ہو کہ کیا یہ اس قیمت کے قابل ہے جتنی میں نے دی ہے۔ تو کیا میرا رب مجھے نہیں آزمائے گا کہ جس جنت کے بدلے میں نے سودا کیا ہے میں اس کے قابل بھی ہوں یا نہیں۔'' اتنا پختہ ایمان! اتنا یقین!۔ ابوجہل کو بہت سخت غصہ آیا۔ اس نے حضرت بلالؓ کو اور بھی زیادہ سزائیں دیں لیکن ان کی زبان سے صرف ایک لفظ ہی نکلتا تھا۔ ''احد، احد، احد''۔

- حضرت ابوبکرؓ نے جب یہ دیکھا تو ان سے رہا نہ گیا اور انھوں نے امیہ بن خلف سے حضرت بلالؓ کو خرید لیا۔ بچو آپ کو پتہ ہے کہ امیہ بن خلف نے حضرت ابوبکرؓ سے بہت زیادہ پیسے مانگے۔ اتنے زیادہ، اتنے زیادہ کہ تقریباً 10 تولے سونے کے برابر۔ کئی لاکھ روپے لیے۔ سونے کی قیمت سوچیں۔ (FC:7.4)

- حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ حضرت بلالؓ اس آزمائش میں کامیاب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گئے۔ اب حضرت بلالؓ سارا سارا وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے۔ ان کو ہر وقت محبت سے دیکھتے رہتے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے دوڑ دوڑ کر کام کرتے۔ ان کو گھر کا سودا لا کر دیتے، کھانا پکا کر دیتے، جو بھی رسول ﷺ کہتے آپؓ فوراً کرتے۔

- جب مکہ کے حالات زیادہ خراب ہونے لگے تو آپؐ نے بلالؓ کو مدینہ ہجرت کرنے کو کہا۔ انھیں رسول اللہ ﷺ کا حکم ماننا پڑا لیکن مدینہ میں ان کا دل نہ لگتا، ہر وقت رسول اللہ ﷺ کو یاد کرتے رہتے۔ کوئی بھی مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آتا تو اس سے فوراً آپؐ کے بارے میں پوچھتے۔ صبح صبح مکہ سے آنے والے راستوں پر چلے جاتے اور رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں چکر لگاتے۔

یہاں پر حضرت بلالؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کی شدت کو ظاہر کریں کہ وہ کتنی بے چینی سے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے کہ جو بھی مکہ سے آتا اس سے رسول اللہ ﷺ کا حال پوچھتے۔

پھر ایک دن کیا ہوا کہ آپؐ بھی ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تو حضرت بلالؓ بہت ہی خوش ہوئے آپؐ سے گلے ملے اور آپؐ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

- اب میں آپ کو ایک اور واقعہ سناتی ہوں۔ مدینہ پہنچ کر مسجد نبوی بنائی گئی اور مسجد نبوی میں نماز پڑھی جانے لگی لیکن کبھی لوگ جلدی اور کبھی دیر سے نماز کے لیے آتے۔ اس پر سوچا گیا کہ لوگوں کو نماز کے لیے بلانے کے لیے کوئی طریقہ سوچا جائے۔ لوگوں نے مختلف

رائے دیں۔ کسی نے کہا کہ گھنٹی بجائی جائے۔ کسی نے کہا کہ جھنڈا لہرایا جائے تو کسی نے کچھ اور رائے دی۔

ایک صبح حضرت عبداللہؓ بن زید نے آکر رسول اللہ ﷺ کو اپنا خواب سنایا۔ جس میں لوگوں کو نماز کے لیے بلانے کا طریقہ بتایا گیا تھا پھر انہوں نے بلند آواز میں وہ الفاظ بتائے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔۔۔ اشھد ان لا الہ الااللہ۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ سنا تو وہ بہت خوش ہوئے اور حضرت عبداللہؓ بن زید سے فرمایا کہ اللہ نے ہماری رہنمائی کر دی ہے۔ بلالؓ کے پاس جاؤ، اس کو اپنا خواب سناؤ اور اس کو کہو کہ وہ اپنی خوبصورت آواز میں لوگوں کو نماز کے لیے بلائے یعنی اذان دے۔ پھر اس طرح پہلی اذان دی گئی۔

جب حضرت بلالؓ نے پہلی دفعہ اذان دی تو اذان کے الفاظ سن کر حضرت عمرؓ خوشی خوشی مسجد نبوی آئے۔ انھوں نے آکر بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے بھی یہی اذان کے الفاظ حضرت عبداللہؓ کی طرح خواب میں سنے ہیں۔ اس کے بعد حضرت بلال کو ''مؤذن'' بنا دیا گیا۔ (FC:7.5)

بچوں کو بتائیں کہ مؤذن اس کو کہتے ہیں جو مسجد میں باقاعدگی سے اذان دیتا ہے۔

حضرت بلالؓ بہت ہی خوبصورت آواز میں اذان دیتے تھے۔ اور ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ کو حضرت بلالؓ کا اذان دینا بہت ہی اچھا لگتا تھا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ اے بلالؓ، اذان سے مجھے خوشی پہنچاؤ۔ یعنی جاؤ اذان دو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جس کا مفہوم ہے) کہ جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے اور جہاں تک آواز آتی رہے بھاگتا چلا جاتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سنے۔ کیونکہ شیطان کو اذان کی آواز بالکل اچھی نہیں لگتی نا اور بچو آپ کو پتہ ہے جو اذان دیتا ہے اس کو بہت ثواب ملتا ہے۔ اچھا مجھے یہ بتائیں جب آپ کوئی گیم کھیلنے لگتے ہیں اور آپ کے بہت سے ساتھی ہوں تو پہلی باری کے لیے سب کیا کرتے ہیں؟ جی پرچی یا قرعہ ڈالتے اور پہلی باری پھر اس کو ملتی ہے جس کے نام کی پرچی یا قرعہ نکلتا ہے۔ ہم سب کا کتنا دل چاہتا ہے کہ ہمیں پہلی باری ملے تاکہ ہمیں زیادہ مزہ آئے۔ تو بچو رسول اللہ ﷺ نے ایک بار فرمایا کہ اگر لوگوں کو پتہ ہوتا کہ جو اذان دیتا ہے اس کو کتنا ثواب ملتا ہے تو لوگ اذان دینے کے لیے قرعہ ڈالتے یعنی ٹاس کرتے۔ اور پھر جس کا نام نکلتا وہ اذان دیتا۔

بھئی ہمارا بھی دل چاہ رہا ہے کہ ہمیں بھی اتنا زیادہ ثواب ملے۔ پھر اب ہم کیا کریں کیونکہ لڑکیاں تو اذان نہیں دے سکتیں اور چھوٹے بچے بھی نہیں دے سکتے تو پھر کیا کریں۔ جی! ہم سب اذان کا جواب دے کر ڈھیر سارا ثواب کما سکتے ہیں۔

بچوں کو اذان کا جواب دینے پر ابھاریں۔ بچوں کو اذان کا جواب بتائیں۔ اور ان کے ساتھ اس کو دہرا لیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سفر پر جاتے تو بلالؓ کو ساتھ لے کر جاتے۔ حضرت بلالؓ جو ایک غلام تھے اب وہ ایک مؤذن بن گئے اور پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ ہی رہے۔ حضرت بلالؓ جب بھی فجر کی اذان دینے جاتے تو رسول اللہ ﷺ کے گھر کے سامنے سے گزرتے اور انھیں سلام کر کے جاتے۔ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ کیونکہ انھیں رسول اللہ ﷺ سے بے حد محبت تھی۔

- کعبہ میں فتح مکہ کے بعد پہلا قدم نبی ﷺ نے رکھا تو اس وقت بھی حضرت بلالؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔اور اس وقت بھی رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ اذان دو۔آپ اتنی خوبصورت آواز میں اذان دیتے کہ لوگ خوش ہو جاتے۔
- بچوا مسلمان جب مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئے تو کئی مسلمانوں نے وہاں اپنے اپنے کاروبار شروع کیے۔حضرت بلالؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لیے بیت المال کی ذمہ داری قبول کر لی۔جیسے آج کل وزیرِ خزانہ ہوتے ہیں۔اب وہ رسول اللہ ﷺ کے بیت المال کے انچارج تھے۔لہذا جب کوئی مانگنے والا آپؐ کے پاس آتا تو اس کو حضرت بلالؓ کے پاس کھانا کھانے اور کپڑا لینے کے لئے بھیج دیتے۔بیت المال اکثر خالی ہوتا لیکن پھر بھی حضرت بلالؓ کسی کو خالی ہاتھ نہ بھیجتے۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے کبھی کسی کو خالی ہاتھ نہ بھیجتے۔
- رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کی کہ جب بھی کوئی مال آتا اسے فوری طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ حضرت بلالؓ کے حجرے میں گئے اور آپؐ کو وہاں کھجوریں نظر آئیں۔چونکہ حضرت بلالؓ بیت المال کے انچارج تھے اس لیے وہ سامان ان کے پاس پڑا ہوا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے کھجوریں دیکھ کر پوچھا:''بلال! یہ کیا ہے؟''حضرت بلالؓ نے جواب دیا:''میں نے یہ کھجوریں آپؐ کے اور مہمانوں کے لیے بچا کر رکھی ہوئی ہیں۔''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''بلال! دے دو، یہ اللہ کی راہ میں فوراً دے دو۔تنگی سے نہ ڈرو۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری مدد فرمائے گا۔''
- رسول ﷺ کی وفات کے بعد آپؓ غمگین (اداس) رہتے کیونکہ آپؓ نبی ﷺ کو دیکھ دیکھ کر جیتے تھے۔آپؓ ہر وقت روتے رہتے تھے۔رسول ﷺ کی وفات سے پہلے اذان دیتے ہوئے جب ''اشھد ان محمد رسول اللہ''آتا تو رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھتے تھے۔اس لیے آپؐ کی وفات کے بعد اذان دینا چھوڑ دی۔پھر آپؓ وہاں سے شام چلے گئے۔لوگ بلاتے رہے مگر آپؓ واپس نہ آئے۔کیونکہ مدینہ میں رہتے ہوئے انہیں رسول اللہ ﷺ بہت یاد آتے تھے۔
- ایک دن خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا فوراً مدینہ پہنچے۔حسنؓ، حسینؓ کو اٹھا کر پیار کیا۔لوگوں کو معلوم تھا کہ بلالؓ، حسنؓ اور حسینؓ کی خواہش کبھی نہیں ٹالیں گے، لہذا لوگوں نے حسنؓ، حسینؓ کو کہا کہ آپ حضرت بلالؓ سے کہیں کہ وہ اذان دیں۔کہتے ہیں کہ جب انھوں نے اٹھ کر تکبیر بلند کی تو پورا مدینہ ان کی آواز سے گونج اٹھا۔سب مرد نماز کے لیے آئے اور عورتیں بھی بے اختیار اپنے گھروں سے روتی ہوئی نماز کے لیے نکل آئیں۔خود حضرت بلالؓ بھی روتے رہے یہاں تک کہ ہچکی بندھ گئی اور بے ہوش ہو گئے۔سب کو رسول اللہ ﷺ کا وقت یاد آ گیا۔مدینہ میں ایسا منظر پھر دوبارہ کبھی دیکھنے کو نہیں ملا۔یہ ان کی زندگی کی آخری اذان تھی۔اس طرح حضرت بلالؓ کو ہم صرف رسول اللہ ﷺ کا ہی مؤذن کہہ سکتے ہیں۔
- آپؓ کا پیار رسول اللہ ﷺ سے دیکھنے والا تھا۔آپ کو جو کچھ بھی ملتا آپؓ اس میں سے رسول اللہ ﷺ کو بھی پیش کرتے۔آپؓ کی صداقت اور دیانت داری مشہور تھی۔آپؓ تمام صحابہ کی بھی بڑی عزت کرتے تھے۔ **(FC:7.6)**

- ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو بلا کر پوچھا۔ ''بلالؓ اپنا کوئی ایسا عمل بتاؤ۔ جس پر تمہیں سب سے زیادہ ثواب ملنے کی امید ہے۔ کیونکہ میں نے تمہارے قدموں کی آواز اپنے آگے آگے جنت میں سنی ہے۔'' کہنے لگے، ''کوئی خاص عمل تو نہیں، البتہ جب میرا وضوٹوٹتا ہے تو میں فوراً وضو کر لیتا ہوں اور 2 نفل پڑھ لیتا ہوں۔'' (صحیح البخاری، صحیح المسلم) (FC:7.7)
- ایک جگہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن مؤذن کی گردن سب سے لمبی ہو گی۔'' ان شاء اللہ! (یعنی اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے کی وجہ سے نمایاں ہوں گے)
- بچو! حضرت بلالؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا رہنما بنایا، آپؐ کی اطاعت کی اور خوبصورت اذان کے ذریعے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گئے۔

سبق نمبر 8 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:

- یہ جان لے اللہ تعالیٰ حضرت عائشہؓ سے کیوں راضی ہوئے۔
- حضرت عائشہؓ اور رسول اللہ ﷺ کی ایک دوسرے سے محبت کو جان لے۔
- حضرت عائشہؓ کا چھوٹی عمر سے ہی قرآن مجید اور دین کا علم حاصل کرنے کا شوق جان سکے۔
- دین کے سلسلے میں حضرت عائشہؓ کے کردار اور علم کو عام لوگوں تک پہنچانے کے لیے ان کی کوششوں کا احاطہ کر سکے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:

- حجرہ۔
- حمیرا
- درس۔
- ام المومنین

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، شہد، کلونجی، قرآن مجید۔

آرٹ ورک: بچوں کو احادیث کی مستند کتب سے متعارف کروانا۔

- **مقصد:**
- **درکار اشیاء:** فوٹو کاپی شدہ کاغذ، سادہ کاغذ، رنگ دار پنسلیں، قینچی، گوند۔

رہنمائی برائے اساتذہ:

- اس سبق کو آرام سے سنایا جائے کیونکہ یہ سبق مختصر ہے۔
- بچوں کو ذہن نشین کرایا جائے کہ دین کی تبلیغ میں عورتوں کا کردار بھی کتنا اہم ہے۔
- اس سبق کا مقصد حضرت عائشہؓ کے کردار کے ذریعے بچوں کو یہ باور کرانا ہے کہ ہمیں دین اور دنیا دونوں کے علوم میں محنت کرنی چاہیے۔
- استاد حضرت عائشہؓ کے متعلق جاننے کے لیے کسی کتاب سے مدد لیں۔ اس سلسلے میں 'صحابیات مبشرات' اور 'سیرتِ عائشہ' مددگار اور مفید کتابیں ہیں۔

سبق

🗎 سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ بچوں کی روزمرہ زندگی کے بارے میں ایک دو سوال کریں؟ کیا آپ ہوم ورک خوشی خوشی کرتے ہیں؟ آپ کو کون سے صحابی اچھے لگے؟

🗎 بچو! یہ تو ہمیں معلوم ہے نا کہ ہمارے رہنما رسول اللہ ﷺ ہیں اور ہمیں ان کی اطاعت کرنی ہے۔ اور صحابہؓ نے ان جیسے کام کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا، اور ان کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں جگہ دی۔

🗎 اب ہمیں بھی یہی کرنا ہے کہ دیکھیں ہر صحابی نے کون سے اچھے کام کیے تا کہ ہم بھی وہ کام کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کریں۔ تو آج ہم صحابیؓ نہیں بلکہ ایک صحابیہؓ کے بارے میں جانیں گے جو کہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی بھی تھیں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کیا۔

🗎 اچھا جی آج میں آپ کو ایک لڑکی کے بارے میں بتاؤں گی جو بہت ہی ذہین تھیں یعنی ان کا ذہن بہت ہی تیز تھا جب بھی کوئی اچھی بات سنتیں اس کو فوراً یاد کر لیتی تھیں۔ اور انھیں چھوٹی سی عمر سے ہی پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ پتا ہے ان کا نام کیا تھا؟ ان کا نام تھا: حضرت عائشہؓ۔ اور بچو! انھیں قرآن مجید کا علم حاصل کرنے کا بھی بہت شوق تھا۔ وہ قرآن مجید کی کوئی آیت سنتی تھیں تو اس کو فوراً یاد کر لیتی تھیں وہ بے حد ذہین اور عقل مند بھی تھیں اور ان کی یادداشت بھی بہت تیز تھی۔

> اس کے ذریعے بچوں کو یہ پیغام بھی ملنا چاہئے کہ اگر وہ بھی شوق شوق اور خوشی سے پڑھیں گے تو ان کو بھی سبق جلدی یاد ہو جائے گا ان شاء اللہ۔ بچوں میں علم حاصل کرنے کے شوق کو بچپن ہی سے بیدار کریں۔

🗎 حضرت عائشہؓ کی امی کا نام ام رمانؓ تھا اور ابو کا نام ابوبکرؓ، جن کے بارے میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ وہ بھی ہمارے پیارے نبی ﷺ کے سب سے قریبی دوست تھے۔ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ سے بہت پیار کرتے تھے اور ہر نیکی کے کام میں پیش پیش رہتے تھے اور ثواب حاصل کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ حضرت عائشہؓ ایک دین دار گھرانے میں پیدا ہوئیں اور چھوٹی سی عمر میں انہوں نے اپنے ابو سے بہت کچھ سیکھ لیا تھا۔ ان کا لقب حمیرا تھا، جو آپؓ کو نبیؐ نے دیا۔ **(FC:8.1)**

🗎 اچھا بچو پھر کیا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت عائشہؓ کی شادی رسول اللہ ﷺ سے ہو گئی۔ شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر بہت کم تھی۔ حضرت عائشہؓ کو تو علم حاصل کرنے کا پہلے ہی بہت شوق تھا اور شادی کے بعد حضرت عائشہؓ کو رسول اللہ ﷺ جیسے استاد مل گئے۔ حضرت عائشہؓ جانتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ جو کچھ کہتے ہیں سچ کہتے ہیں۔ اس لیے وہ اب رسول اللہ ﷺ سے ہر چیز سیکھنے لگیں۔ ان کا ذہن تو بہت تیز تھا اس لیے جو کچھ رسول اللہ ﷺ بتاتے وہ اس کو فوراً یاد کر لیتیں۔ رسول اللہ ﷺ کا گھر مسجد کے بالکل ساتھ تھا نا اس لیے جب رسول اللہ ﷺ مسجد میں لوگوں کو تعلیم دیا کرتے تھے تو حضرت عائشہؓ اس کو گھر میں بیٹھ کر سن لیتیں اور یاد کر لیتی تھیں۔ جب آپؐ صحابہ کرامؓ کو پڑھا رہے ہوتے تو اس وقت وہ بہت دھیان سے سنتی رہتیں اور اسے یاد کر لیتی تھیں۔ اگر انھیں

کوئی بات سمجھ نہ آتی تو وہ بعد میں وہ بات رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیتی تھیں۔ (FC:8.2)

یہاں پر بچوں سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیا وہ چاہتے ہیں کہ ان کا دماغ بھی بہت تیز ہو جائے اور ان کو ہر بات جلدی جلدی یاد ہو اور پھر بھولیں بھی نہ۔ تو اس کے لیے پھر انہیں بھی حضرت عائشہؓ کی طرح اپنے استاد کی بات بہت دھیان سے سننی چاہیے۔ کلاس میں بہت توجہ سے بیٹھنا چاہیے۔ خوب کتابیں پڑھنی چاہئیں اور اپنے آپ کو غلط باتوں سے دور رکھنا چاہیے۔

- حضرت عائشہؓ نے رسول ﷺ سے قرآن مجید سن سن کر ہی حفظ کر لیا تھا۔ یعنی زبانی یاد کر لیا تھا اور نہ صرف یہ کہ قرآن مجید کو زبانی یاد کر لیا تھا بلکہ ان کو قرآن مجید کے ہر لفظ کا معنی بھی آتا تھا۔ وہ ہر لفظ کا مطلب بھی جانتی تھیں۔ قرآن مجید کو سمجھتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کے پاس قرآن مجید کا بہت سارا علم جمع ہو گیا تھا۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ حضرت عائشہؓ ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ کے گھر آئیں اور اس وقت حالات بہتر تھے۔ حضرت خدیجہؓ کے حالات سے بھی موازنہ کریں کہ انھوں نے کتنا مشکل وقت گزارا۔ لیکن چونکہ مدینہ میں سکون تھا، اس لیے حضرت عائشہؓ نے پوری توجہ علم پر رکھی۔

- اچھا بچو! ان کو تو چھوٹی سی عمر سے ہی قرآن مجید پڑھنے کا، اس کو یاد کرنے کا اتنا شوق تھا تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم قرآن مجید کو دل لگا کر پڑھیں، اور اس کو یاد کرنے کی بھی کوشش کریں۔

- حضرت عائشہؓ رسول اللہ ﷺ کا بہت زیادہ خیال رکھتی تھیں جب کبھی رسول اللہ ﷺ بیمار ہوتے تو حضرت عائشہ ان کی خوب دیکھ بھال کرتیں اور وہ جلد ہی ٹھیک ہو جاتے۔ جب لوگ بیمار ہوتے تو وہ رسول اللہ ﷺ سے بیماری کے علاج کے بارے میں پوچھنے آتے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو ان کی بیماری کا علاج بتاتے، شہد اور کلونجی کھانے کا بتاتے۔ حضرت عائشہؓ چونکہ بہت ذہین تھیں، وہ دھیان سے سنتیں۔ اس طرح حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے بہت سارے علاج بھی سیکھ لیے تھے۔ (شہد اور کلونجی دکھائیں)

یہاں پر بچوں کو بتائیں کہ حضرت عائشہؓ کے پاس قرآن مجید کا علم بھی تھا، وہ طبیب (ڈاکٹر) بھی تھیں، ان کو اچھی شاعری بھی آتی تھی، اور ان کو دین کے دوسرے علوم بھی آتے تھے۔

- حضرت عائشہؓ کی چھوٹی عمر میں شادی ہوئی اس لیے وہ رسول اللہ ﷺ سے کھیلتی بھی تھیں۔ کبھی کبھار وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دوڑ بھی لگاتیں تھیں۔ اور دوڑ (ریس) میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے جیت بھی گئیں۔ (FC:8.4)

- وہ گڑیوں سے بھی کھیلتی تھیں۔ چونکہ حضرت عائشہؓ کی چھوٹی عمر میں شادی ہوئی تھی نا اس لیے ان کو گڑیوں سے کھیلنے کا اور جھولا جھولنے

کا بہت شوق تھا۔حضرت عائشہؓ کے پاس کھلونوں میں ایک گھوڑا بھی تھا۔ایک دن وہ اپنی گڑیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔کھلونوں میں ایک پروں والا گھوڑا بھی تھا۔رسول اللہ ﷺ نے جب ان کا گھوڑا دیکھا تو پوچھا،''عائشہؓ یہ کیا ہے؟''تو عائشہؓ نے جواب دیا،''گھوڑا ہے۔''آپؐ نے فرمایا،''کیا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں؟''تو حضرت عائشہؓ نے فوراً جواب دیا،''حضرت سلیمانؑ کے پاس جو گھوڑا تھا اس کے تو پر تھے۔''رسول اللہ ﷺ اس پر مسکرا دیے۔حضرت عائشہؓ بہت ذہین تھیں اس لیے ان کو سارے انبیاء کی کہانیاں بھی آتی تھیں،سب انبیاء کے بارے میں جانتی بھی تھیں اسی لیے تو انہوں نے فوراً حضرت سلیمانؑ کا ذکر کر دیا۔(FC:8.5)

> اس واقعے کے ذریعے بچوں میں انبیاء کے واقعات جاننے کا شوق پیدا کریں اور انہیں اس بات کا احساس دلائیں کہ انبیاء کے واقعات کتنے دلچسپ ہوتے ہیں۔

- ایک اور واقعہ سناؤں؟ ایک دفعہ عید کا دن تھا۔کچھ حبشی عید کی خوشی میں کرتب دکھا رہے تھے۔حضرت عائشہؓ کا دل چاہا کہ وہ بھی یہ میلہ دیکھیں۔تو رسول اللہ ﷺ انہیں ساتھ لے گئے۔اور آگے ہو کر کھڑے ہو گئے۔حضرت عائشہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سے وہ مقابلہ دیکھنے لگیں۔تھوڑی دیر بعد جب وہ دیکھ دیکھ کر تھک گئیں تو پھر پیچھے ہو گئیں۔
- بچو! حضرت عائشہؓ بہت بہادر بھی تھیں۔غزوہ احد میں جب مسلمان زخمی ہوئے تو حضرت عائشہؓ جنگ کے میدان میں پانی کا مشکیزہ بھر بھر کر لے کر جاتیں اور زخمیوں کو پلاتیں۔
- اچھا جی! ایک اور واقعہ سناتی ہوں؟ حضرت عائشہؓ کا دل بہت نرم تھا۔ایک مرتبہ ایک عورت ان کے پاس آئی۔اس کی گود میں دو ننھے منے بچے تھے۔آپ کو پتہ ہے بچو کہ اس وقت حضرت عائشہؓ کے اپنے پاس کیا تھا۔صرف ایک کھجور۔ عائشہؓ نے وہی کھجور اس عورت کو دے دی۔اس عورت نے اسی کے دو ٹکڑے کر کے اپنے بچوں میں تقسیم کر دیے۔حضرت عائشہؓ نے جب یہ منظر دیکھا کہ ان بچوں کی ماں نے اپنی بھوک کے باوجود اپنے حصے کی کھجور اپنے بچوں کو دے دی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپؐ کو سارا ماجرا سنایا۔

> چونکہ اکثر بچے مانگنے والوں کو بری طرح جھڑک دیتے ہیں یا ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں۔اس لیے اس بات سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر ہم کسی مجبور کی زیادہ مدد نہیں کر سکتے تو اس سے ہمدردی ضرور کریں۔

- جب رسول اللہ ﷺ کا آخری وقت قریب آیا تو وہ حضرت عائشہؓ کے پاس تھے۔اتنے میں حضرت عائشہؓ کے بھائی اندر داخل ہوئے۔ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔آپ کو تو پتہ ہے نا کہ نبی ﷺ کو مسواک کتنی پسند تھی۔اس تکلیف میں بھی آپؐ کا دل مسواک کرنے کو چاہ رہا تھا۔جب حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ نبی ﷺ مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں تو ان کو فوراً پتہ چل گیا کہ نبی ﷺ کیا

چاہتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا، مسواک دوں؟ نبی ﷺ نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ جب حضرت عائشہؓ نبی ﷺ کو مسواک دینے لگیں تو دیکھا کہ مسواک تو بہت سخت ہے۔ پوچھا، اس کو نرم کر دوں؟ تو آپؐ نے پھر اشارہ کیا کہ ہاں۔ حضرت عائشہؓ نے مسواک چبا کر، نرم کر کے دی۔ تو نبی ﷺ نے اچھی طرح مسواک کی تا کہ منہ کی صفائی ہو جائے۔ **(FC:8.6)**

یہاں بچوں میں دانتوں کی صفائی کی اہمیت کا احساس پیدا کریں۔

اور جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو آپؐ کو حضرت عائشہؓ کے حجرے میں دفن کیا گیا۔ **(FC:8.7)**

- جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو حضرت عائشہ نے سوچا کہ میرے پاس بہت سارا علم ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سیکھا ہے تو وہ علم مجھے سب لوگوں تک پہنچانا چاہیئے۔ وہ ساری احادیث، اچھی اچھی باتیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں وہ لوگوں کو بتاتی ہوں۔ قرآن مجید جو میں نے حفظ کیا ہے جس کے معنی مجھے آتے ہیں وہ بھی میں باقاعدہ طور پر لوگوں کو بتاتی ہوں۔ **(FC:8.8)**

- بچو! ان کو تو اللہ تعالیٰ سے بہت محبت تھی۔ ان کا دل چاہتا تھا کہ سب لوگ اچھے اچھے کام کریں۔ قرآن اور حدیث کے مطابق کریں۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ نے درس دینے کا کام شروع کر دیا۔ وہ سب عورتوں اور مردوں کو درس دیتیں اور مردوں کو جب درس دیتیں تو پردے کے پیچھے بیٹھ کر دیتیں۔ کسی کا کوئی مسئلہ ہوتا، سوال ہوتا تو وہ ان کے جواب بھی دیتیں۔

استاد کے انداز سے بھی ظاہر ہو کہ حضرت عائشہؓ کی یہ محنت کتنا بڑا کارنامہ ہے۔

- حضرت عائشہؓ نے خواتین میں سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں۔ پتہ ہے کتنی؟ 2210۔ دو ہزار دو سو دس۔

استاد حضرت عائشہؓ سے روایت کردہ احادیث کی تعداد بچوں کے ساتھ تین بار دہرائے۔ تا کہ بچوں کے ذہن میں پختہ ہو جائے۔

اور جب تک وہ زندہ رہیں، درس کا کام جاری رکھا۔ اور جو باتیں لوگ بھول جاتے وہ لوگوں کو یاد کراتیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسے موقع پر کیا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو اللہ اور سنت رسول ﷺ سے جوڑے رکھا۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد 40 سال تک دین کی خدمت کرتی رہیں، پڑھاتی رہیں۔

یہ بات بچوں کو بہت جوش اور ولولے سے بتائیں تا کہ بچوں کے ذہن میں اس کی اہمیت واضح ہو۔

- اور آپ کو پتہ ہے بچو حضرت عائشہؓ صدقہ بھی بہت کرتی تھیں۔ اچھا اب میں آپ کو اس کے متعلق ایک واقعہ سناتی ہوں۔

ایک دن حضرت عائشہؓ کا روزہ تھا۔ اور افطاری کے لیے ان کے پاس صرف ایک روٹی تھی۔ ابھی شام بھی نہیں ہوئی تھی کہ ایک مانگنے والی آئی۔ اب ہمیں تو پتہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کا دل کتنا نرم تھا۔ انہوں نے اپنی خادمہ (ملازمہ) سے کہا کہ گھر میں جو روٹی ہے اس کو

دے دو۔خادمہ نے کہا کہ شام افطاری کے لیے اس کے سوا گھر میں کچھ نہیں ہے۔یعنی ایک روٹی ہے بس افطاری کے لیے،اگر یہ بھی دے دی تو آپ افطاری میں کیا کھائیں گی۔تو آپ کو پتہ ہے بچو حضرت عائشہؓ نے کیا جواب دیا۔کہا: "یہ تم اسے کھانے کے لئے دے دو،شام آئے گی تو دیکھا جائے گا۔" اور پھر کیا ہوا شام ہونے سے پہلے ہی کسی نے گوشت تحفے میں بھجوا دیا۔تو حضرت عائشہؓ نے اپنی خادمہ سے کہا: 'دیکھا یہ تمھاری روٹی سے بہتر اللہ نے انتظام کر دیا ہے۔' اس کے علاوہ بھی بہت زیادہ صدقہ کرتیں۔اس لیے ہمیں کیا کرنا ہے؟ جی حضرت عائشہؓ کی طرح صدقہ دیتے رہنا ہے۔اچھا اب آپ مجھے بتائیں صدقہ دینے سے کیا ہوگا۔

جن بچوں کے ہاتھ کھڑے ہوں ان سے سوال کریں اور جو پہلے بولنا شروع ہو جائیں تو ان کو یاد دہانی کرائیں کہ میں تو ان سے ہی پوچھوں گی جن کے ہاتھ کھڑے ہیں۔بچوں کے جوابات سنیں اور شاباش دیں۔

آخر میں استاد صدقے کے چند فوائد بتا کر بات کو اس طرح مکمل کرے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔حضرت عائشہؓ کی طرح پہلے سے بھی اچھی چیز ملتی ہے۔تکلیف دور ہوتی ہے۔

سبق چونکہ مختصر ہے۔اس لیے آخر میں اگر وقت بچ جائے تو بچوں سے مختصر سوالات کیے جا سکتے ہیں جیسے ہم نے حضرت عائشہؓ سے کیا کیا سیکھا؟ اور ہم نے اب کون کون سے کام کرنے ہیں؟ بچوں کے جوابات سنتے جائیں اور آخر میں یہ چند نکات دہرالیں۔

تو بچو! ہم نے حضرت عائشہؓ کے کردار سے کیا سیکھا؟ جی! ہمیں سکول کے کام کے ساتھ ساتھ قرآن مجید بھی پڑھنا ہے۔جب پڑھنے کا وقت ہو تو دھیان صرف پڑھائی پر رکھنا ہے،استاد اور اپنی امی کی بات بہت توجہ سے سننی ہے تاکہ یاد رہے۔جو باتیں ہم منار الاسلام میں سیکھتے ہیں وہ اپنے بہن بھائیوں اور دوستوں کو بھی سکھانی ہیں۔صدقہ بھی کرتے رہنا ہے۔لوگوں کی مدد کرنی ہے۔اگر کہیں پر ان کی مدد نہ کر سکیں تو ان سے ہمدردی ضرور کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعا کرنی ہے کہ ان کی مشکل حل ہو۔

سبق نمبر 9 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

- **مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ یہ جاننے کے قابل ہو جائے کہ:**
  - اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہؓ سے کیوں راضی ہوئے۔
  - حضرت ابو ہریرہؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت اور اتباع کو سمجھ پائے۔
  - حضرت ابو ہریرہؓ نے علم کے شوق کی خاطر کیا کیا قربانیاں دیں۔
  - رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو ہم تک پہنچانے کے لیے کتنی محنت ہوئی ہے۔
- **وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:**
  - اصحاب صفہ
  - یادداشت
  - علم کا شوق
- **سبق کا دورانیہ:** 45 منٹ
- **درکار اشیاء:** فلیش کارڈز ، دودھ کا پیالہ، قرآن مجید ۔
- **آرٹ ورک:**
  - **مقصد:** حدیث بُک مارک کے ذریعے بچوں کو احادیث کا شوق دلانا۔
  - **درکار اشیاء:** فوٹو کاپی شدہ کاغذ، رنگ دار پنسلیں، پنچ مشین، رِبن، قینچی۔
- **رہنمائی برائے اساتذہ :**
  - اس سبق کے ذریعے بچوں کو یہ بات بتائی جائے کہ جو لوگ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی باتیں سیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی یادداشت اچھی کر دیتے ہیں۔ اور پھر ان کو سارے کام جلدی جلدی یاد ہوتے ہیں۔
  - بچوں کو ایک بار یاد دہانی کرا لیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ہی اطاعت کرنی ہے۔
  - اس بات کا بہت خیال رکھیں کہ بچے حضرت ابو ہریرہؓ کو بے چارہ نہ سمجھیں۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! میں بالکل ٹھیک ہوں۔

پچھلے سبق کے اہم نکات دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔

بچو! آج ہم ایک اور صحابی کے بارے میں پڑھیں گے جو ابو ہریرہؓ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا نام عبدشمس تھا اور لقب ابو ہریرہؓ تھا جو ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا۔ پتا ہے بچو! ان کا نام ابو ہریرہؓ کیوں رکھا؟ اس لیے کہ آپؓ بلّی سے کھیلتے تھے اور ہر وقت بلّی آپؓ کے ساتھ ہوتی آپؓ نے اس بلّی کو قمیص کی بازو میں رکھا ہوتا تھا۔ **(FC:9.1)**

رسول اللہ ﷺ نے جب آپؓ کو بلّی کے ساتھ اس طرح پیار کرتے دیکھا تو آپؐ نے ان کا نام ابو ہریرہؓ رکھا۔ ابو ہریرہؓ کا مطلب ہے بلّی کے ابو۔ رسول اللہ ﷺ نے پیار سے آپ کا نام ابو ہریرہؓ رکھا اور پھر سب ہی آپ کو ابو ہریرہؓ کہنے لگے۔

اب میں آپ کو بتاتی ہوں کہ وہ دیکھنے میں کیسے تھے؟ ان کا سینہ چوڑا، نرم بال، چمک دار دانت تھے اور اگلے دو دانت کشادہ تھے اور ابو ہریرہؓ کی یادداشت تو بہت زبردست تھی۔ وہ ایک بہت ہی اچھے استاد بھی تھے۔

بچو! آپ کو پتہ ہے حضرت ابو ہریرہؓ کا گھر کون سے علاقہ میں تھا؟ وہ یمن کے رہنے والے تھے۔ تو پھر وہ مدینہ کیسے آئے؟ اس کے پیچھے بھی ایک کہانی ہے۔ چلیں میں آپ کو وہ واقعہ سناتی ہوں۔

یہ بات سمجھانے کے لیے نقشے کا سہارا لیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کے والد بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ آپ اپنی امی کے ساتھ رہتے تھے اور بکریاں چراتے تھے۔ ہوا یہ کہ آپ کے قبیلے کا ایک شخص، طفیل مکہ آیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تو وہ بھی ان کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی باتیں جب طفیل نے سنیں تو اس کو بہت پسند آئیں۔ قرآن مجید کی تلاوت سن کر وہ ایمان لے آئے یعنی مسلمان ہو گئے۔

طفیلؓ جب مکہ سے واپس یمن گئے تو لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ انہیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق بتایا۔ ابو ہریرہؓ نے جب اسلام کے بارے میں اتنی پیاری پیاری باتیں سنیں تو انھوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ بچو! آپ میں سے کون بتائے گا کہ ابو ہریرہؓ نے اسلام کیوں قبول کیا؟ جی! اس لیے کہ ان کا دل بہت اچھا تھا۔ اور جس کا دل اچھا ہوتا ہے وہ اچھی بات فوراً مان لیتا ہے۔

اچھا جی! حضرت ابو ہریرہؓ نے اسلام تو قبول کر لیا اب انہیں یہ شوق ہوا کہ اسلام کے متعلق زیادہ سے زیادہ جانیں اور علم حاصل کریں۔ پھر انہیں رسول اللہ ﷺ سے ملنے کا بھی شوق ہوا۔ لہٰذا اسلام کے بارے میں مزید جاننے کے لیے وہ مدینہ چلے آئے تاکہ رسول اللہ ﷺ سے علم حاصل کریں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس تو علم کے خزانے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے آپؐ کے ساتھ چار سال گزارے۔ ان چار سالوں میں انھوں نے صرف ایک ہی کام کی طرف توجہ دی

اور وہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم سیکھنا۔ وہ سارا سارا دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کرتے ۔ آپؐ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔
(FC:9.2)

حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس کھانے کے لیے بھی کچھ نہیں ہوتا تھا لیکن انھوں نے کبھی کھانے کی کوئی فکر نہ کی۔ وہ کئی دفعہ تو بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتے لیکن تب بھی انہوں نے کھانے کی فکر کبھی نہیں کی۔ ان کی زندگی کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنا تھا۔ آپ نے کبھی اپنا وقت ضائع نہیں کیا تھا۔ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ سیکھنے میں لگے رہتے تھے۔

اس حصے کو اس طرح سنائیں کہ یہ ساری تصویر بچوں کے ذہن میں بن جائے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے علم کی خاطر اپنا گھر بار، اپنے دوست، اپنے آرام اور بھوک کی قربانی دی۔

اب میں آپ کو حضرت ابو ہریرہؓ کا ایک اور واقعہ سناتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ایک اسکول بنایا ہوا تھا جس میں دن رات علم دیا جاتا تھا۔ اس اسکول کے طالب علموں کو اصحاب صفہ کہتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ اسی اسکول میں سارا دن اور ساری رات رہتے اور اپنے علم میں اضافہ کرتے رہتے۔ انھیں کسی چیز کی ضرورت بھی ہوتی تب بھی وہ کسی سے نہیں مانگتے تھے۔ ایک مرتبہ کیا ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کو سخت بھوک لگ رہی تھی۔ معلوم ہے انہوں نے بھوک سے بچنے کے لیے کیا کیا۔ اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا لیکن چونکہ ان کے پاس کچھ کھانے کو نہیں تھا اس لیے بھوک انہیں خوب تنگ کر رہی تھی۔ آخر انہوں نے سوچا کہ ایسا کرتا ہوں کہ باہر نکلتا ہوں، کسی سے جا کر ملتا ہوں اگر کسی دوست نے مجھے کھانے پر بلا لیا تو چلا جاؤں گا پھر آپ نے ایسا ہی کیا۔ راستے میں بیٹھ گئے ادھر سے حضرت ابو بکرؓ کا گزر ہوا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے سوچا، میں ان سے ایک آیت کا مطلب پوچھتا ہوں۔ ہوسکتا ہے ان کو پتہ چل جائے کہ میں نے اتنی دیر سے کچھ نہیں کھایا اور یہ مجھے کھانے کے لیے اپنے ساتھ لے جائیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے ایسا ہی کیا لیکن حضرت ابو بکرؓ کو پتہ ہی نہیں چلا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ کیوں پوچھا۔ خیر وہ آیت بتا کر گزر گئے اور کچھ توجہ نہ دی۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا۔ یعنی وہ راستے سے گزرے تو حضرت ابو ہریرہؓ نے ان سے بھی ایک آیت پوچھی وہ بھی بتا کر گزر گئے اور ان کو بھی سمجھ نہ آئی کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا بھوک کی وجہ سے برا حال ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا۔ آپؐ نے جب حضرت ابو ہریرہؓ کو دیکھا تو سمجھ گئے کہ ان کو بھوک لگ رہی ہے۔ اپنے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ کو گھر لے آئے اور عائشہؓ سے پوچھا، کچھ ہے کھانے کو؟ انھوں نے کہا، "ایک پیالہ دودھ کا ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا کہ جاؤ اصحاب صفہ کو بلا کر لاؤ۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ مجھے اتنی سخت بھوک لگی تھی اور میرا بالکل بھی دل نہیں چاہ رہا تھا کہ میں جا کر کسی اور کو بلاؤں۔ کیونکہ میں سوچ رہا تھا کہ دودھ کا تو بس ایک پیالہ ہے۔ اگر سارے اصحاب صفہ آ گئے تو پھر تو میری بھوک ہی نہیں مٹے گی۔ اور اگر میں نے اکیلے پی لیا تو میرے اندر تھوڑی جان آ جائے گی۔ اس لیے میرا جی چاہ رہا تھا کہ سارا خود پی جاؤں۔

یہاں بچوں سے پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا کبھی انہیں یہ تجربہ ہوا کہ سخت بھوک لگ رہی ہے اور دل چاہ رہا ہے سب کچھ خود ہی کھا جائیں۔ خصوصاً آدھی چھٹی میں ناشتہ اور دعوت پر

لیکن مجھے رسول اللہ ﷺ کی بات تو ماننی تھی۔ ایسا تو نہیں ہوسکتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے کوئی کام کہیں اور میں ان کا حکم نہ مانوں۔ اس لیے میں جا کر اصحاب صفہ کو بلا لایا۔ سب خوشی خوشی چل پڑے۔ اب کیا ہوا کہ میں انتظار کر رہا تھا کہ کب میری باری آئے گی۔ جب سب بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ، تم اسے اب سب میں تقسیم کردو۔

بھئی مجھے تو خود اتنی بھوک لگی تھی خیر میں ہر ایک کو دودھ دیتا گیا۔ سارے مزے سے پیتے رہے۔ سب کو دینے کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا وہ مسکرا رہے تھے۔ پھر آپ مجھ سے کہنے لگے: اب تو میں اور تم ہی رہ گئے ہیں۔ میں نے کہا: جی بالکل۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا: تم پی لو۔ میں نے تو خوشی خوشی پیالے سے پینا شروع کر دیا۔ جب میں رک گیا تو آپؐ نے فرمایا: اور پیو۔ میں نے پھر پینا شروع کر دیا۔ اس طرح بار بار فرماتے رہے، اور پیو اور پیو۔ اور میں مزے لے لے کر دودھ پیتا گیا، پیتا گیا۔ آخر میرا پیٹ بھر گیا اور میں نے کہا: بس، اب میرے پیٹ میں جگہ ہی نہیں رہی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے باقی دودھ مجھ سے لے کر خود پی لیا۔ (بچوں کو مل بانٹ کر کھانے کی اہمیت بتائیں کہ اس طرح دودھ میں برکت ہوگئی)۔ (FC:9.3)

> اس واقعہ کو سناتے ہوئے خیال رکھیں کہ بچے حضرت ابو ہریرہؓ کو لالچی خیال نہ کریں۔ بلکہ اس کو بھوک کی فطری کمزوری کا اظہار سمجھیں۔ اس واقعے میں ایک دودھ کا پیالہ بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

بچو! آپ کو کیا لگتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کیوں اپنا گھر چھوڑا، ملک چھوڑا اور ایک نئی جگہ آ گئے جہاں ان کے پاس کھانے کے لیے بھی کچھ نہیں ہوتا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ وہاں رہتے تھے۔ آپ کو پتہ ہے کیوں؟ کیونکہ انہیں آپؐ سے بہت محبت تھی۔ ان کا دل چاہتا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کو اللہ تعالیٰ کی باتیں پڑھاتے رہیں اور وہ پڑھتے رہیں۔ اسی لیے جب انہیں بہت بھوک لگتی تو وہ اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے۔ تاکہ ان کا دھیان بس پڑھائی کی طرف رہے۔ ان کو پڑھنے میں بہت مزہ آتا تھا نا۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے علم سیکھتے رہتے اور پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوگئے تو آپؐ کی دی ہوئی تعلیم دوسرے لوگوں تک پہنچاتے رہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی باتیں ہم تک بھی پہنچی ہیں۔

> اس حصے کو بہت جذبے کے ساتھ سنائیں تاکہ اس واقعہ کے ذریعے بچوں کے اندر یہ احساس پیدا ہو کہ دین کا علم جو آج ہمیں اتنی آسانی سے مل رہا ہے۔ اس کے لیے حضرت ابو ہریرہؓ اور ان جیسے صحابہؓ نے کتنی قربانیاں دیں۔

ایک دفعہ کیا ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ جو کچھ میں آپؐ سے سنتا ہوں بھول جاتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا جب میں کچھ کہہ رہا ہوں تو تم اپنی چادر پھیلا دو اور جب میں اپنی بات ختم کر چکوں تو پھر چادر کو لپیٹ لو۔ ابو ہریرہؓ نے ایسا ہی کیا اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی بات نہیں بھولے۔ (FC:9.4)

اسی طرح ایک مرتبہ مسجد میں تین لوگ دعا مانگ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ بھی مسجد میں آئے اور فرمایا اپنی دعائیں جاری رکھو۔ اور

ان کی دعا پر رسول اللہ ﷺ نے آمین کہا۔ ابو ہریرہ نے دعا کی کہ ان دعاؤں کے ساتھ جو میرے ساتھی کر رہے ہیں، میں مزید علم کا سوال کرتا ہوں اور ایسا علم جو کبھی میں نہ بھولوں۔ رسول اللہ ﷺ نے آمین فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کے بعد سے ابو ہریرہؓ کی یادداشت اتنی تیز ہوگئی کہ پھر وہ کبھی کوئی بات نہیں بھولے۔ اس کے ساتھ انہوں نے لکھنے کا کام بھی شروع کر دیا۔ تاکہ باتیں اچھی طرح یاد رہیں۔

بچوں کو دعا کی اہمیت بتائیں اور اپنے لیے دعا مانگنے کا بھی کہیں۔ خصوصاً زیادہ علم اور اچھی یادداشت کی دعا۔

- ایک دفعہ ایک صحابی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی یادداشت کا امتحان لینے کے لیے پتہ کیا طریقہ سوچا؟ ان سے ایک حدیث سنی اور اس کو لکھ لیا۔ پھر وہی صحابی ایک سال بعد حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس آئے اور دوبارہ وہی حدیث سنی تو حضرت ابو ہریرہؓ نے بالکل انہی الفاظ میں سنائی جس طرح ایک سال پہلے سنائی تھی۔ کوئی لفظ بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ تھا۔ وہ صحابی بہت حیران ہوئے اور ان کو یقین ہوگیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی یاداشت بہت تیز ہے۔
- حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ کی باتیں بہت غور سے سنتے تھے کیونکہ وہ یہ بات جانتے تھے کہ آپؐ جو کچھ بھی بتاتے وہ بالکل سچ ہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بہت سارا علم سیکھا اور سب سے زیادہ احادیث روایت کیں۔
- ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک حدیث سنائی تو حضرت عائشہؓ حدیث سن کر بڑی حیران ہوئیں اور کہا کہ میں نے تو یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی آپ نے کب سن لی۔ ہم نے کل پڑھا تھا نا کہ حضرت عائشہؓ کو بھی علم حاصل کرنے کا کتنا شوق تھا اور وہ بھی جب رسول اللہ ﷺ مسجد میں صحابہ کو تعلیم دے رہے ہوتے تو گھر میں بیٹھ کر سنتی رہتیں۔ اس لیے انہیں تو حیرت ہوئی کہ یہ حدیث تو میں نے نہیں سنی ابو ہریرہؓ نے کب سنی تو حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ حدیث سنائی تھی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی تھا مگر آپ کنگھی چوٹی میں مصروف تھیں (یعنی تیار ہو رہی تھیں)۔
- یعنی حضرت ابو ہریرہؓ اپنا ایک منٹ بھی ضائع نہیں کرتے تھے نہ کھانے پینے میں اور نہ دنیاوی کاموں میں۔ وہ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے اور ان سے چیزیں سیکھتے رہتے تھے۔ آپؐ ان کے استاد تھے، ان کا دل چاہتا تھا کہ وہ ہر وقت آپؐ سے علم حاصل کرتے رہیں۔ اور آپ کو پتہ ہے حضرت ابو ہریرہؓ نے کتنی احادیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں؟ 5374۔

اس تعداد کو بچوں کے ساتھ تین بار دہرائیں تا کہ ان کو یاد ہو جائے۔ یہ بتاتے ہوئے استاد کے چہرے سے بھی ظاہر ہو کہ یہ حضرت ابو ہریرہؓ کا کتنا بڑا کارنامہ ہے۔

- حضرت ابو ہریرہؓ کی زندگی بہت سادہ تھی۔ انہوں نے کبھی کسی چیز کا لالچ نہیں کیا۔ ہم نے پڑھا ہے نا کہ شروع شروع میں تو حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس کھانے کو بھی کچھ نہیں ہوتا تھا۔ پھر کیا ہوا کہ کچھ عرصے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو امیر کر دیا۔ لیکن تب بھی جو کچھ آتا تھا اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔ صدقہ کر دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ جب میں صدقہ کرتا ہوں نا تو میرا دل بہت خوش ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کو اپنی امی سے بہت محبت تھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی بہت خواہش تھی کہ ان کی ماں بھی مسلمان ہو جائیں۔ انھوں نے اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے اسلام کو قبول نہ کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت زیادہ روئے کہ میری ماں اسلام قبول نہیں کرتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی امی کے لیے خاص دعا کی اور جب حضرت ابو ہریرہؓ گھر آئے تو دیکھا کہ ان کی امی نہا دھو کر تیار بیٹھی ہیں۔ جب ان کی امی نے حضرت ابو ہریرہؓ کو دیکھا تو بولیں: **اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ.** وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اسی وقت دوڑ کر گئے اور رسول اللہ ﷺ کو جا کر بتایا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کو اپنی امی کے اسلام لانے کی اتنی زیادہ خوشی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو بتاتے ہوئے خوشی کی وجہ سے ان کے آنسو گر رہے تھے۔ کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ کو تو پتہ تھا کہ صرف اسلام لا کر ہی سب جنت میں جا سکتے ہیں۔

یہاں پر بچوں کو کہا جا سکتا ہے کہ وہ جو بھی صحابہ کرامؓ کے بارے میں یہاں سنتے ہیں، وہ گھر جا کر اپنی امی کو بتایا کریں۔

آپ رسول اللہ ﷺ سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپؓ کے ہاتھ پر بوسہ بھی دیتے تھے۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ سے کہتے تھے کہ آپؐ کو دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ تھوڑی دیر کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ سے الگ نہیں ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ جب مجلس میں ہوتے تو سب صحابہؓ آتے۔ علم سیکھ کر پھر اپنے اپنے کاموں کے لیے نکل جاتے۔ لیکن حضرت ابو ہریرہؓ تو ادھر ہی بیٹھے رہتے۔ آپ کا صرف ایک ہی کام تھا کہ آپؐ کے پاس رہیں اور ہر وقت علم سیکھتے رہیں۔ آپؓ کو عبادت کا بھی بہت شوق تھا۔ آپؓ راتوں کو اللہ کی عبادت کرتے (شب بیداری کرتے) نہ صرف خود بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی اٹھاتے۔ پھر ان کی بیوی اور بیٹی بھی اٹھتیں اور عبادت کرتیں۔ آپؓ پر رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا بہت گہرا اثر ہوا تھا۔ **(FC:9.5)**

اور آپ کو پتہ ہے بچو! حضرت ابو ہریرہؓ کو بچے بہت اچھے لگتے تھے۔ بچوں سے تو ان کی بہت دوستی تھی۔ جب وہ بچوں کے ساتھ کھیلتے تو بچے بہت خوش ہوتے۔ اور جب سب بچے آنکھ مچولی کھیل رہے ہوتے تو حضرت ابو ہریرہؓ وہاں چپکے سے آجاتے۔ بچوں کو تو پتہ بھی نہ چلتا۔ اور پھر کھیل کھیل میں اچانک نکل آتے۔ اور پھر بچوں کو خوب ہنساتے۔

اسی طرح بچو علم حاصل کرنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

1- شوق اور دل سے خوشی خوشی علم حاصل کرنا چاہیے۔

2۔ علم حاصل کرنے کے لیے وقت لگانا ہوگا، زیادہ سے زیادہ پڑھنا ہوگا۔

3۔ قربانی دینی ہوگی۔ قربانی کا جذبہ ہونا چاہیے کہ ہمیں پڑھنے کے لیے کچھ چیزیں قربان کرنی پڑیں گی۔ مثلاً ٹی وی کم دیکھیں اور زیادہ سے زیادہ کھلے میدانوں میں کھیلیں اور ایسے لوگوں کے ساتھ وقت گزاریں جن کے پاس علم ہے۔

سبق نمبر 10 حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:

- یہ جان لے اللہ تعالیٰ حضرت خالد بن ولیدؓ سے کیوں راضی ہوئے۔
- حضرت خالد بن ولیدؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کو سمجھ پائے۔
- حضرت خالد بن ولیدؓ کی بہادری اور جنگی مہارت کا اندازہ ہو سکے۔
- حضرت خالد بن ولیدؓ کی اسلام کے لیے خدمت اور اس کو پھیلانے کی کوششیں جان سکے۔

وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:

- سیف اللہ۔
- جنگی مہارت (پلاننگ)۔
- سپہ سالار

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید

آرٹ ورک:

- **مقصد:** حضرت خالد بن ولیدؓ کی بہادری کو اجاگر کرنا۔
- **درکار اشیاء:** فوٹو کاپی شدہ کاغذ، رنگ دار پنسلیں، گوند، قینچی، موٹا چارٹ پیپر۔

رہنمائی برائے اساتذہ:

- بچوں سے اس بات پر تبادلہ خیال کر سکتے ہیں کہ اب تو اس طرح جنگیں نہیں ہوتیں تو ہم کیسے حضرت خالد بن ولیدؓ کی پیروی کر سکتے ہیں۔ (اپنے اپنے کاموں میں مہارت کے ذریعے)۔
- بچوں کو ایک بار دہرائی کرالیں کہ ہمارے رہنما رسول اللہ ﷺ ہی ہیں اور ہمیں انھیں کی اطاعت و پیروی کرنی ہے۔
- استاد اپنی معلومات کے لیے "جرنیل صحابہؓ" یا "اللہ کی تلوار" (کتب) سے مدد لے سکتی ہے۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! میں بالکل ٹھیک ہوں۔آپ لوگوں کو مسلم ہیروز کے واقعات کیسے لگ رہے ہیں؟ بھئی مجھے تو بہت مزہ آرہا ہے اور دل چاہ رہا ہے کہ میں ان جیسے کام کرنا شروع کر دوں۔

پچھلے سبق میں جس صحابی کے بارے میں پڑھا تھا بچوں سے اس کے متعلق چند سوالات پوچھ لیں۔ان بچوں سے پوچھیں جو ہاتھ کھڑا کریں۔

آج ہم جس مسلم ہیرو کے بارے میں پڑھیں گے ان کا نام ہے حضرت خالد بن ولیدؓ۔

بچو! آپ کو پتا ہے حضرت خالد بن ولیدؓ دیکھنے میں کیسے تھے؟ ان کا قد دراز تھا یعنی لمبا، مضبوط جسم، چوڑا سینہ، انتہائی پُھرتیلے (تیز) اور چُست، بارعب چہرہ اور عقاب جیسی نگاہیں، نڈر اور بے خوف اور وہ اسلام کی فوج کے ایک عظیم اور مشہور جرنیل بھی تھے ان کو نیزہ بازی میں بھی کمال حاصل تھا، تیر اندازی میں بھی ماہر تھے۔گھڑ سواری بھی ان کو بہت ہی اچھی آتی تھی۔جنگوں کی پلاننگ میں تو اتنے ماہر تھے کہ جب بھی جنگ کے لیے میدان میں اترتے تو کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکتا۔ہر وقت ان کی تلوار دشمن کے سر پر لٹکی رہتی تھی۔وہ بہت طاقت ور اور بہادر تھے۔ایک جنگ میں ان سے نو تلواریں ٹوٹیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ''سیف اللہ'' (اللہ کی تلوار) کا لقب دیا۔ (FC:10.2) (FC:10.1)

متعلقہ فلیش کارڈز ساتھ ساتھ دکھاتے جائیں۔   عموماً بچوں کو ایسی صفات بہت پسند ہیں اور بنیادی طور پر جو ان کے آئیڈیل بنے ہوئے ہیں کارٹون کریکٹرز وغیرہ، ان میں بھی یہی خصوصیات ہوتی ہیں جن کو تخیلاتی طور پر پیش کیا جاتا ہے۔اس لیے خالد بن ولیدؓ کے بارے میں بتاتے ہوئے ان کی ان صفات کو بچوں کو اچھی طرح ذہن نشین کرایا جائے۔اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ بار بار دہرائیں بلکہ جسمانی حرکات اور چہرے کے تاثرات کا زیادہ سے زیادہ استعمال کریں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ قبیلہ بنو مخزوم کے سردار ولید بن مغیرہ کے بیٹے تھے۔یہ بہت ہی امیر خاندان تھا۔ان کے والد کے طائف میں بے شمار پھلوں کے باغ تھے۔بے شمار دولت کے مالک خالد بن ولیدؓ کے بہت سے بھائی تھے۔ان کے والد بہت زیادہ سخی تھے (خرچ کرنے والے)۔حج کے دنوں میں تو ان کے والد نے کہا ہوا تھا کہ منیٰ میں جتنے خیمے لگے ہیں ان میں چولہا نہیں جلے گا بلکہ تمام لوگوں کے کھانے کی ذمہ داری ہماری ہے۔اسی طرح خانہ کعبہ کا غلاف ایک سال تمام قریش والے مل کر چڑھاتے اور ایک سال ان کے والد اکیلے چڑھاتے۔

جب انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا تو یہ اسلام کے دشمن تھے۔ ہر موقع پر مسلمانوں کے دشمن رہے۔ خالد بن ولیدؓ نے ماہر استادوں سے تربیت لی تھی اسی لیے جب بھی وہ میدانِ جنگ میں اترتے تو کوئی ان کا مقابلہ کرنے والا نہ ہوتا۔ جنگ احد میں بھلا کیا ہوا تھا؟ مسلمان پہلے جیت رہے تھے۔ خالد بن ولیدؓ کفار کی طرف سے لڑنے آئے اور اپنے دستے (ٹیم) کے سپہ سالار یعنی جرنیل تھے۔ عین اس وقت جب مسلمانوں کو فتح ملنے لگی، کفار شکست کھا کر واپس بھاگ رہے تھے۔ اور مسلمان مالِ غنیمت لوٹ رہے تھے تو انھوں نے جنگی حکمتِ عملی اختیار کی (وہ جنگی پلاننگ میں بہت تیز تھے اس لیے بچو! انھوں نے فوراً پلاننگ کی) اور درّے کا لمبا چکر کاٹ کر آئے اور پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔

ہاتھوں کے اشارے سے بات کو واضح کریں۔

جس جگہ پر مسلمانوں کو کھڑا کیا گیا تھا وہ وہاں سے جگہ چھوڑ چکے تھے۔ اچانک حملے سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور انھیں بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ (نقشے کے ذریعے سے بچوں کو تھوڑا سا سمجھائیں)۔

بچوں کو بتائیں چونکہ تب وہ مسلمان نہیں تھے اس لیے انہوں نے ایسا کیا۔ مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے پھر کافروں کے خلاف بہت سی جنگوں میں حصہ لیا اور اسلام اور مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچایا۔

خالد بن ولیدؓ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ تو بہت ہی دلچسپ ہے۔ خالد بن ولیدؓ کہتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے میں مسلمانوں کا اور رسول اللہ ﷺ کا سخت دشمن تھا۔ میں نے بہت دفعہ چاہا کہ میں جا کر رسول اللہ ﷺ کو ختم کر دوں (نعوذ باللہ) لیکن ہر دفعہ آپؐ کا رعب و دبدبہ میرے دل پر چھا جاتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کو ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے میں نے سوچا یہ بڑا مناسب موقع ہے مگر مجھے حوصلہ نہیں ہوا کہ میں آگے بڑھ کر حملہ کروں۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ کسی غیبی طاقت نے مجھے روک دیا ہے۔ پھر آپؐ نے عصر کی نماز پڑھائی میرے دل میں پھر خیال آیا کہ حملہ کر دوں لیکن میرے قدم آگے نہ بڑھ سکے۔ میں نے کہا ان کی غیب سے حفاظت ہو رہی ہے اور یہ عنقریب پورے عرب بلکہ پوری دنیا پر غالب آجائیں گے۔

اس کے بعد سے خالد بن ولیدؓ کو چین نہ آیا۔ کبھی کچھ سوچتے اور کبھی کچھ۔ کبھی سوچتے کہ کسی اور ملک چلے جائیں انھی خیالات میں گم تھے کہ خالد بن ولیدؓ کو ان کے بھائی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں پوچھا ہے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیا کہ ایک دن ضرور خالد بن ولیدؓ آپؐ کے پاس آئیں گے۔ اس پیغام سے ان کے دل میں اسلام قبول کرنے کی محبت پیدا ہوئی اور خوشی ہوئی کہ انھیں رسول اللہ ﷺ نے یاد کیا ہے۔ اسی رات خالد بن ولیدؓ نے ایک خواب دیکھا کہ وہ تنگ اور بہت ہی اندھیری جگہ سے سرسبز اور بہت ہی خوبصورت کھلے میدان کی طرف جا رہے ہیں۔ آنکھ کھلی تو فوراً مدینہ جانے کا ارادہ کیا۔ انھوں نے اپنے جانے کے بارے میں عثمان بن طلحہؓ سے ذکر کیا تو وہ بھی خوشی کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئے اور دونوں ابھی راستے

میں ہی تھے کہ عمرو بن عاصؓ ملے وہ بھی مدینہ ہی جارہے تھے۔ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اسلام قبول کرنے مدینہ جارہا ہوں۔اب یہ تینوں اکٹھے ہوکر خوشی خوشی اللہ کی محبت میں مدینہ چلے گئے۔مدینہ آکر یہ سب رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ان کو بہت ہی پیار اور محبت کے ساتھ سلام کیا اور اپنا مقصد بتایا۔اور خالد بن ولیدؓ نے کلمہ پڑھا اور پھر باقی دونوں نے بھی کلمہ پڑھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’اے مدینے والو آج مکّہ والوں نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری جھولی میں ڈال دیئے ہیں۔‘‘

یہ واقعہ بچوں کو بہت خوش کن انداز میں سنائیں۔

- رسول اللہ ﷺ نے محبت بھرے انداز میں خالد بن ولیدؓ سے ارشاد فرمایا کہ خالد! تمہاری عقل و دانش اور فہم وفراست کی بنا پر (یعنی تم بہت ہی عقلمند اور سمجھدار ہو کہ) مجھے یقین تھا کہ تم ایک نہ ایک دن ضرور اسلام قبول کرلو گے۔
- لیکن خالد بن ولیدؓ تو بہت پریشان تھے کہ میں نے تو اتنے لوگوں کو اسلام کے راستے سے روکا تھا۔اس لیے خالد بن ولیدؓ نے آپؐ سے کہا کہ میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرا یہ گناہ معاف کردے کہ میں مسلمانوں کو اسلام کے راستے سے روکتا رہا اور ان کے لیے طرح طرح کی مشکلات پیدا کرتا رہا۔

استاد خالد بن ولیدؓ کی پریشانی کے متعلق بتاتے ہوئے اپنے چہرے سے بھی ایسے تاثرات کا اظہار کرے تا کہ بچے اس بات کو محسوس کرسکیں۔

- آپؐ نے بہت ہی پیار سے بتایا کہ جب کوئی مسلمان ہوتا ہے تو اس کے دورِ جاہلیت (جب وہ کافر تھا) کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔جب وہ کلمہ پڑھتا ہے سب گناہ خود بخود مٹ جاتے ہیں۔خالد بن ولیدؓ نے آپؐ سے درخواست کی کہ آپؐ میرے لیے پھر بھی دعا کریں۔آپؐ نے خالد بن ولیدؓ کے لیے دعا کی۔’’الٰہی خالد بن ولیدؓ کو بخش دے، خالد پر رحم کر، اس کی پچھلی خطائیں معاف کردے، بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔‘‘
- اچھا بچو! اب میں آپ کو حضرت خالد بن ولیدؓ کے بارے میں ایک دلچسپ واقعہ سناتی ہوں۔حضرت خالد بن ولیدؓ نے جنگی تاریخ میں ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔سب سے مشہور جنگ جو انہوں نے مسلمانوں کی طرف سے لڑی وہ ’’جنگِ موتہ‘‘ تھی۔ہوا یہ کہ شام کی طرف رسول ﷺ نے اپنے ایک قاصد (سفیر) کو بھیجا تھا اور رومیوں نے مسلمانوں کے قاصد کو قتل کردیا۔کسی سفیر کو قتل کرنا ایک بہت بڑا جرم تھا۔

یہ بات بچوں کو اچھی طرح ذہن نشین کرائیں تا کہ بچوں کو یہ نہ لگے کہ مسلمان بغیر کسی وجہ کے لڑے۔قاصد اور سفیر کا مطلب سمجھائیں اور اس کی اہمیت آسان الفاظ میں سمجھائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بدلہ لینے کے لیے اپنے 3 ہزار مسلمانوں کا لشکر بھیجا۔مقابلے میں دشمن کی فوج ایک لاکھ تھی۔یہ پہلی جنگ تھی جس

میں اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ ایک عام سپاہی کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جنگ میں زید بن حارثہؓ کو لشکر کا سپہ سالار یعنی جرنیل بنا کر بھیجا۔ اور فرمایا کہ اگر زیدؓ شہید ہو جائے تو اس کے بعد سپہ سالار جعفرؓ ہوں گے اور فرمایا کہ اگر جعفرؓ شہید ہو جائے تو اس کے بعد عبداللہ بن رواحہؓ سپہ سالار رہوں گے۔ اور اگر عبداللہؓ بھی شہید ہو جائے تو مسلمان اپنا سپہ سالار خود چن لیں۔ یہ ایک ایسی جنگ تھی جو رسول اللہ ﷺ مدینہ بیٹھے وحی کے ذریعے دیکھ رہے تھے۔ جنگ شروع ہوئی۔۔ دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ لڑتے لڑتے زید بن حارثہؓ شہید ہو گئے۔ اس کے بعد جعفرؓ نے مسلمانوں کی قیادت کو سنبھالا۔ جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ رومیوں کے لشکر میں گھس کر تلوار سے جوہر دکھائے۔ جب دیکھا کہ گھوڑے کے ساتھ دشمن قوم میں گھسنا مشکل ہے تو وہ گھوڑے سے نیچے اتر آئے اور لڑائی شروع کر دی۔ اسی میں آپؓ کا بازو بھی کٹ گیا۔ آپؓ نے جھنڈا دوسرے بازو میں لے لیا۔ دوسرا بازو بھی کٹ گیا تو آپؓ نے جھنڈا اپنے منہ میں پکڑ لیا۔ تیسرا وار دشمن نے آپؓ کی کمر پر کیا اور آپؓ کو شہادت ملی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جعفرؓ کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں دو بازوؤں کی جگہ دو پر عطا کیے ہیں۔ (بچوں کو بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں بیٹھے آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور صحابہؓ کو بتا رہے ہیں۔ آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے بتایا جا رہا ہے)۔ اس کے بعد عبداللہؓ نے جھنڈا لیا۔ لیکن پھر عبداللہؓ بھی شہید ہو گئے۔ مسلسل تین جرنیلوں کی شہادت سے مسلمانوں کے حوصلے تھوڑے پست ہوئے۔ جھنڈا زمین پر گر چکا تھا۔ ہر طرف پریشانی تھی اس سے پہلے کے جھنڈا دشمن کے قبضے میں جاتا حضرت ثابت بن ارقمؓ نے جھنڈا اٹھا کر حضرت خالد بن ولیدؓ کو دے دیا کیونکہ خالد بن ولیدؓ کی بہادری کے متعلق وہ اچھی طرح جانتے تھے۔

> چونکہ واقعہ بہت اہم ہے۔ اس لیے اس کو سناتے ہوئے اپنے تاثرات پر بھرپور توجہ دیں۔ صحابیؓ کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے آواز میں اور چہرے پر دکھ کا تاثر لائیں اور ہر آنے والے صحابی کے ذکر کے ساتھ جوش اور ولولہ دکھائیں۔

اتنے میں رات ہو گئی اور جنگ روک دی گئی۔ آپؓ جنگی چالوں (تدبیر) میں بہت ہی ماہر تھے۔ ایسی مشکل حالت میں بھی ہمت و حوصلہ نہ ہارے اور فوراً مسلمانوں کے لشکر کو ایک نئی ترتیب دے دی۔ 50 گھڑسواروں کو حکم دیا کہ ساری رات گھوڑے دوڑاتے رہو یعنی دیکھنے والوں کو لگے کہ پیچھے سے مسلمانوں کی اور فوج آ رہی ہے۔ رومیوں نے جب مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو انھیں سامنے سب نئے لوگ نظر آئے تو وہ سمجھے کہ مسلمانوں کی مدد کے لیے نئی فوجیں آ رہی ہیں۔ دشمن کے حوصلے پست ہونے لگے۔ ادھر خالد بن ولیدؓ نے لڑائی کا آغاز کیا اور آہستہ آہستہ مسلمانوں کو پیچھے لا کر رومیوں کے نرغے سے نکال لیا۔ اس طرح خالد بن ولیدؓ مسلمانوں کو بچا کر کو مدینہ واپس لے آئے۔ یہی وہ عظیم کارنامہ تھا جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو ''سیف اللہ'' کا لقب دیا۔ سیف اللہ کا مطلب ہوتا ہے ''اللہ کی تلوار''۔ (FC:10.3)

> کہانی کا یہ حصہ سناتے ہوئے لفظوں کے اتار چڑھاؤ کا خاص خیال رکھیں کہ بچوں کی توجہ واقعے پر مرکوز رہے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کے اسلام قبول کرنے کے بعد دوسرا اہم واقعہ فتح مکہ کا ہے۔ مکہ میں کوئی معرکہ نہیں ہوا۔ دشمن بڑی تیزی سے پیچھے ہٹ گئے۔ 8 ہجری کو مکہ فتح ہوا۔ فتح مکہ کو ابھی 5 دن ہی گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولیدؓ کو 30 مجاہدین کا قافلہ دے کر نخلہ کے مقام پر بھیجا۔ وہاں مشرکین عرب کا عزیٰ نامی بت تھا جس کو ختم کرنے کو کہا گیا تھا۔ عزیٰ قریش مکہ کا مشہور اور بڑا بت تھا جس کی پوجا بڑے شوق اور اہتمام کے ساتھ کی جاتی تھی۔ جس عبادت خانے میں عزیٰ نامی بت کو رکھا گیا تھا اس کا انتظام اور اس کی دیکھ بھال ایک قبیلے کے سپرد تھی۔ اس بت کو گرانا کوئی آسان کام نہ تھا لیکن خالد بن ولیدؓ نے آگے بڑھ کے اس عزیٰ بت کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور اپنی زبان سے اونچی آواز میں کہا کہ ''اے عزیٰ میں تجھے جھٹلاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں آج تجھے رسوا کر دیا''۔ اسے توڑ کر بعد میں آگ لگا دی۔ **(FC:10.4)**

یہ بات بہت ٹھہر ٹھہر کر اور مسکراتے ہوئے کریں تا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت بچوں کو سمجھ میں آجائے۔

اور ایک بار تو خالد بن ولیدؓ سخت زخمی ہو گئے۔ چلیں میں آپ کو یہ واقعہ بھی سناتی ہوں۔ جنگ حنین کا ایک موقع تھا۔ یہ جنگ بھی بڑی مقابلے والی تھی اس میں مسلمان اپنی کثرت پر خوش تھے کہ قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں نے مسلمانوں کا منہ پھیر دیا۔ بہت مشکل مقابلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آتا ہے۔ (اس میں مسلمان 12 ہزار اور دشمن 4 ہزار تھے)۔ ''اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کی اور حنین کے دن جب تمہیں اپنی کثرت پر ناز تھا تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی۔'' اس جنگ میں خالد بن ولیدؓ نے بہت زخم کھائے۔ خالد بن ولیدؓ اپنی تلوار کے ذریعے دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے مسلسل آگے بڑھنے لگے آپؓ دشمن پر ایسے جھپٹ رہے تھے جیسے کوئی شیر ہو۔ اس جنگ میں آپؓ کو بہت ہی گہرے زخم آئے۔ فتح حاصل ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ خالد بن ولیدؓ کے پاس آئے۔ ان کے زخموں پر دم کیا اور لعاب دہن لگایا جس سے آپ بہت جلد شفایاب ہو گئے۔ خالد بن ولیدؓ کہتے تھے کہ ''آج آقا میرے پاس تشریف لائے ہیں میں کتنا خوش نصیب ہوں۔ آج میری خوش قسمتی کا کیا کہنا! میرے زخم ہی مقدر ہیں۔ جن پر پاک نورانی نگاہیں پڑ رہی ہیں۔''

آپ نے 30 سے بھی زیادہ شہروں کو فتح کیا اور 100 جنگوں میں حصّہ لیا۔ جب آپؓ کی موت کا وقت قریب آیا تو کہا کہ میں نے سو 100 جنگوں میں حصّہ لیا۔ میرے جسم کا کوئی حصّہ ایسا نہ تھا جس پر تلوار، تیر یا نیزے کا زخم نہ ہو۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ میں بستر پر مر رہا ہوں۔ مجھے شہادت نہ ملی۔ جاؤ بزدلوں سے کہہ دو کہ موت میدانِ جنگ میں نہیں آتی۔ انھیں شہید ہونے کا بہت شوق تھا مگر انھیں شہادت نصیب نہ ہوئی۔ انہیں کوئی کیسے شہید کرتا انہیں اللہ کی تلوار کہا گیا تھا اور اللہ کی تلوار کو کوئی نہیں توڑ سکتا۔

- خالد بن ولیدؓ جب فوت ہوئے تو حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا ''اللہ کی قسم خالدؓ دشمنوں کے سینے کے لیے سیدھا تیر اور دوستوں کے لیے بڑے نرم دل تھے۔ خالد بن ولیدؓ کی وفات سے اہلِ اسلام میں ایسا خلاء (خالی جگہ) پیدا ہوگیا ہے جو کبھی پُر نہ ہوگا (بھرے گا نہیں)۔''
- حمص میں ان کا انتقال ہوا۔ بہت زیادہ لوگ روئے اور ان کی والدہ بہت روئیں۔ انھوں نے کہا کہ ''میرا بیٹا شیر کی طرح بہادر اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریا سے بھی زیادہ سخی (خرچ کرنے والا تھا) تھا۔'' حضرت عمرؓ نے سن کر کہا، ''کہ ان کی ماں سچ کہتی ہیں۔ وہ ایسے ہی تھے۔''
- تو بچو! جس طرح خالد بن ولیدؓ نے اپنی صلاحیت اور بہادری اللہ تعالیٰ کی راہ میں استعمال کی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو بھی صلاحیت دی ہے ہم بھی ان سے وہی کام کریں گے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ ان شاء اللہ!

سبق نمبر 11 حضرت مُصعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ

مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:

- یہ جان لے اللہ تعالیٰ حضرت مصعب بن عمیرؓ سے کیوں راضی ہوئے۔
- حضرت مصعب بن عمیرؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت اور ان کی اطاعت کو سمجھ پائے۔
- مصعب بن عمیرؓ کی شخصیت میں نرمی اور صبر کو جان لے۔
- اپنی زندگی میں قربانی کو عملی طور پر اختیار کر سکے۔

وہ خاص الفاظ(key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:

- عیش و آرام۔
- دارارقم۔
- حبشہ۔

سبق کا دورانیہ: 45 منٹ

درکار اشیاء: فلیش کارڈز، قرآن مجید

آرٹ ورک:

- **مقصد:** بچوں میں آگاہی کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ نے اپنے کردار کے ذریعے اسلام کو بھرپور فائدہ دیا۔
- **درکار اشیاء:** فوٹو کاپی شدہ کاغذ، رنگ دار پنسلیں، قینچی، سٹار پن۔

رہنمائی برائے اساتذہ:

- اس سبق کی تیاری میں 'خورشید رسالت ﷺ کی پانچ کرنیں' استاد کے لیے مددگار کتاب ہے۔
- استاد سبق پڑھاتے ہوئے اس بات کو ذہن میں رکھے کہ بہت سے بچے حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شخصیت سے ناواقف ہوں گے تو کہانی سننے کے بعد وہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو بے چارہ نہ سمجھیں۔
- بچوں کو ایک بار پھر یاددہانی کروائیں کہ ہمیں اتباع سول اللہ ﷺ ہی کا کرنا ہے۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ بچو! آپ سب کیسے ہیں؟ الحمدللہ! جی جناب کس کس نے گھر جا کر اپنے امّی ابّو کو اپنے پسندیدہ مسلم ہیرو کے بارے میں بتایا؟ شاباش!

پچھلے سبق کے اہم نکات دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔

آج ہم جس مسلم ہیرو کی کہانی پڑھیں گے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،'' مکہ میں ان سے زیادہ حسین (پیارا)، خوش لباس (اچھے کپڑے پہننے والا) اور عیش و آرام میں پلنے والا کوئی نہیں دیکھا۔''

عیش و آرام کا مطلب بچوں کو بتائیں:۔ جس کے پاس بہت پیسے ہوں، بہت آرام اور مزے سے رہتا ہو۔

بچو آپ کو پتا ہے ان کا نام کیا ہے؟ جی ان کا نام ہے، حضرت مصعب بن عمیرؓ۔

چونکہ یہ نام کئی بچوں کے لیے نیا ہوگا اس لیے بچوں کے ساتھ اس نام کو تین بار دہرائیں۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کے والدین ان سے بے حد محبت کرتے تھے۔ خاص کر ان کی والدہ، وہ تو ان پر جان چھڑکتی تھیں اور اپنی والدہ کے وہ بہت لاڈلے تھے۔ آپؓ کے والدین بہت زیادہ امیر تھے اس لیے حضرت مصعبؓ کو بڑے لاڈ اور پیار سے پالا تھا۔ ان کا بہت ہی زیادہ خیال رکھا جاتا تھا۔ ان کے پاس بہت ہی پیارے پیارے اور اچھے اچھے کپڑے تھے، بہت پیاری پیاری خوشبو (perfumes) تھی جو وہ بڑے شوق سے لگاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ اتنی خوشبو لگاتے تھے کہ جس راستے سے گزر کر چلے جاتے اگر وہاں سے کوئی بعد میں گزرتا تو وہ جان لیتا تھا کہ یہاں سے ابھی حضرت مصعبؓ گزرے ہیں۔ اس سب کے باوجود وہ بہت اچھے اخلاق والے، بڑوں کا ادب کرنے والے اور سب کا خیال رکھنے والے تھے۔ ان میں کوئی غرور یا بڑائی نہیں تھی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت کچھ دیا تھا۔ جتنے وہ خوش شکل تھے ان کا دل بھی اتنا ہی اچھا اور صاف تھا۔ ان کی شکل رسول اللہ ﷺ سے بہت ملتی تھی۔ ان کا دل بھی صاف تھا۔ اب میں آپ کو ان کے بارے میں مزید بتاتی ہوں۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے کہ ایک دن انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ میں جا کر رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو قریب سے دیکھوں۔ یہ سوچ کر وہ اٹھے اور دارارقم کی طرف چل دیئے۔ (دارارقم کے متعلق بچوں کو بتائیں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کو اسلام کی تعلیم دیتے تھے)۔ جب وہ دارارقم پہنچے تو انہوں نے رک کر دستک دی، دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر بیٹھے تھے اور صحابہؓ ان کے اردگرد بیٹھے تھے، سب نے مصعبؓ کو دیکھا اور ان کا دل چاہا کہ کاش مصعبؓ بھی مسلمان ہو جائیں۔ خیر مصعبؓ آگے بڑھے اور چپ چاپ ایک طرف بیٹھ گئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ

قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ جیسے ہی مصعبؓ نے قرآن مجید سنا، تو ان کا دل بہت خوش ہوا۔ اور وہ فوراً اٹھے اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ مجھے اسلام قبول کرنا ہے۔ سارے صحابہؓ بہت خوش ہوئے۔

اس زمانے میں جب مسلمان بہت کم تھے اور اسلام پھیل رہا تھا تو جو لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کی بات مان لیتے تھے اور مسلمان ہو جاتے تھے تو کفار (جو اللہ اور رسول ﷺ کو نہیں مانتے) ان کو بہت زیادہ تنگ کرتے تاکہ وہ اسلام کو اور رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیں۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں جب ان کے گھر والوں کو پتا چلا تو وہ ماں جو ان سے بے حد پیار کرتی تھیں ان کی سخت دشمن ہوگئی اور حضرت مصعبؓ کو رسیوں سے باندھ کر کمرے میں بند کر دیا۔ ساتھ ہی ان سے وہ تمام چیزیں بھی لے لیں جو ان کو دی تھیں۔ (اچھے کپڑے، خوشبو، دنیاوی چیزیں)۔ لیکن اب حضرت مصعبؓ کو ان چیزوں کی کوئی پروا نہیں تھیں وہ تو بس اسلام کو چھوڑنے کو تیار نہ تھے۔ **(FC:11.1)**

اپنے چہرے کے تاثرات سے اس بات کا اظہار کریں کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ نے کتنی خوشی خوشی ان سب چیزوں کو صرف اور صرف اسلام کی خاطر چھوڑ دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ میں جو چند لوگ مسلمان ہوئے تھے ان کو حبشہ (بچوں کو حبشہ کے بارے میں بتائیں) ہجرت کرنے کو کہا تاکہ وہ یہاں مکہ والوں کے ظلم وستم سے بچ جائیں تو جو پہلی ہجرت ہوئی اس میں چار مرد اور گیارہ عورتیں شامل تھیں۔ ان میں حضرت مصعبؓ بھی شامل تھے۔ انھیں جب پتا چلا کہ مسلمان ہجرت کر کے حبشہ جا رہے ہیں تو وہ اپنے گھر سے بھاگ کر آ گئے اور ان مسلمانوں کے ساتھ حبشہ چلے گئے۔ کچھ مہینے ہی گزارے تو معلوم ہوا کہ مکہ میں اب حالات بہتر ہیں تو وہ مکہ واپس آ گئے مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر جھوٹی تھی۔ مکہ میں اب پہلے سے بھی زیادہ ظلم مسلمانوں پر کیا جا رہا تھا۔ حضرت مصعبؓ کی ماں کو جب پتا چلا کہ ان کا بیٹا آیا ہے تو وہ فوراً اس کو لینے آئیں لیکن انھوں نے جانے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح حضرت مصعبؓ دوبارہ حبشہ ہجرت کر گئے۔ یہ ان کی دوسری ہجرت تھی۔ **(FC:11.2)**

چھوٹے بچوں کو ہجرت کی کہانی مختصراً سنائیں۔ اس واقعہ کو نقشہ کی مدد سے سمجھائیں۔

لیکن رسول اللہ ﷺ کی محبت ان کو دوبارہ مکہ کھینچ لائی اور مکہ میں انہوں نے اپنا زیادہ وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزارا۔ اور علم سیکھنے لگے۔ اب جب آپؓ مکہ واپس آئے تو آپ کے کپڑوں پر جگہ جگہ پیوند (patches) لگے ہوئے تھے یعنی ان کے پاس کوئی اچھا کپڑا نہ تھا۔ موٹے کھردرے کپڑے سے آپؓ کا جسم چھل گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایسے کپڑوں میں دیکھا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا: ''چند سال پہلے اس نوجوان جیسا مکہ میں کوئی نہ تھا یعنی اچھا لباس، اچھی خوشبو، اچھا جوتا لیکن آج اللہ اور رسول کی محبت میں اس نے وہ ساری چیزیں چھوڑ دی ہیں وہ دنیا کی چیزوں سے بے نیاز ہے۔'' یعنی اسے دنیا کی چیزوں کا کوئی لالچ نہیں۔

آپؓ بہت ہی اچھی شخصیت کے مالک تھے۔ بہت خوش رہنے والے انسان تھے۔ دل کو لگنے والی باتیں کرتے تھے۔ جس کو دعوت دیتے تھے آپ کی دعوت دینا (اسلام کی طرف بلانا) اس پر اثر کرتا تھا۔ وہ جب باہر نکلتے تو سادہ کپڑے پہن کر نکلتے۔ کئی دفعہ تو جسم پر ایک کمبل ہوتا۔ ہجرت سے پہلے مدینہ میں تبلیغ کے لیے آپؓ کو ہی رسول اللہ ﷺ نے بھیجا۔

بچوں کو یہ تاثر ہرگز نہ ملے کہ اتنا سب کچھ چھن جانے کے بعد وہ غمگین ہو گئے تھے بلکہ ان پر واضح کریں کہ اپنی اس زندگی اور موجودہ حالت سے بہت خوش تھے ۔

بلکہ جو انہیں اسلام کی نعمت ملی، رسول اللہ ﷺ کی محبت ملی تو ان کا بالکل بھی دل نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنی پچھلی زندگی کی طرف لوٹیں۔ بچو! مصعبؓ کو پتہ تھا کہ یہ سب اچھی اچھی چیزیں ان کو جنت میں مل جائیں گی اس لیے ان کو وہ چیزیں اس طرح یاد بھی نہیں آتی تھیں۔

اب ان کا مقصد صرف علم حاصل کرنا تھا۔ وہ دارارقم میں بڑے شوق سے بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے خوب علم سیکھا۔ انھوں نے قرآن مجید بھی خوب یاد کر لیا تھا (یعنی حفظ کر لیا تھا)۔ اتنا علم سیکھ لیا تھا کہ اس زمانے میں بہت زیادہ علم حاصل کرنے والے بن گئے۔

اب ہوا کیا کہ مدینہ کے چند لوگ مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسا شخص دیں جو ہمیں قرآن مجید پڑھائے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کام کے لیے حضرت مصعبؓ کو مدینہ بھیجا۔ یہ آپؓ کی تیسری ہجرت تھی۔ (FC:11.3)

حضرت مصعبؓ بہت ہی اچھے الفاظ میں تعلیم دیتے۔ ان کی دعوت سے بہت لوگ مسلمان ہوئے ان میں صرف عام لوگ ہی نہیں بلکہ سردار بھی شامل تھے۔

حضرت مصعبؓ کے ایک دوست بھی تھے ان کا نام تھا اُسعدؓ۔ یہ دونوں دوست مدینہ میں گھر گھر جا کر لوگوں کو دین کا علم دیتے۔ یہ بات ان کے سرداروں کو پسند نہ آتی۔ ایک دن جب یہ دونوں دوست ایک جگہ قرآن مجید سکھا رہے تھے تو اس جگہ کے سردار نے اپنے ساتھی کو بلایا جس کا نام اُسید تھا اور اس کو کہا کہ ''دیکھو یہ تو ہمارے لوگوں کو بیوقوف بنا رہا ہے اس کو اپنے محلے سے باہر نکالو اور اس کو سختی سے کہو کہ آئندہ یہاں کبھی بھی نہ آئے''۔ اُسید غصے میں حضرت مصعبؓ کے پاس آیا اور بولا ''تمہیں کس نے کہا ہے کہ ہمارے کمزور لوگوں کو بہکاؤ۔ اگر تم مرنا نہیں چاہتے تو فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔'' حضرت مصعبؓ جو بہت ہی اچھے انسان تھے انھوں نے بڑی نرمی سے جواب دیا۔ ''اُسید بیٹھ جاؤ اور بات سنو اگر پسند آئے تو مان لینا ورنہ ہم خود یہاں سے چلے جائیں گے۔'' حضرت مصعبؓ نے انہیں اتنے اچھے طریقے سے کہا کہ اُسید بیٹھ گئے اور غور سے سننے لگے۔ حضرت مصعبؓ نے قرآن کریم کی آیات سنائیں اور اسلام کی خوبیاں اچھی طرح بیان کیں کہ اُسید تو فوراً مسلمان ہو گئے۔

اب سردار نے سوچا کہ ان کو میں نکالتا ہوں۔ وہ غصے میں ان کے پاس گئے اور سختی سے بات کی۔ بچو! حضرت مصعبؓ نے ان سے بہت پیار سے کہا کہ آپ بیٹھ جائیں اور بات سنیں۔ اگر پسند آئے تو مان لیں ورنہ چھوڑ دیں۔ تو سردار بیٹھ گئے۔ حضرت مصعبؓ نے انہیں

بھی قرآن مجید کی آیات سنائیں تو وہ بھی مسلمان ہو گئے۔

بڑے بچوں کو سردار کا نام سعد بن معاذ بتایا جاسکتا ہے اور چونکہ اُسید اور اسعد، دونوں نام ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔اس لیے چھوٹے بچوں کے ساتھ ان ناموں کی دہرائی کرالیں ۔

حضرت مصعبؓ کا طریقہ بہت ہی اچھا ہوتا کہ اگر کوئی غصّے میں ہوتا وہ بھی مان جاتا کیونکہ آپ اس سے پیار اور نرمی سے بات کرتے

اس واقعہ کو ڈرامائی انداز میں پیش کریں کیونکہ اس کا پیغام انتہائی اہم ہے کہ کس طرح حضرت مصعبؓ ہر بار غصے کا جواب نرمی سے دیتے رہے اور لوگوں پر اثر ہوتا گیا۔

- مدینہ میں جو اسلام پھیلا اس میں حضرت مصعبؓ کی ڈھیروں کوششیں شامل تھیں اور مدینہ میں مسلمانوں کے پہلے استاد بھی مصعب بن عمیرؓ ہی تھے۔ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جارہی تھی۔ جب مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تو مصعبؓ بن عمیر نے نماز اور قرآن مجید بھی پڑھانا شروع کر دیا۔ جمعہ کی نماز باجماعت بھی انہوں نے ہی پڑھانی شروع کی۔ جتنی قوت مسلمانوں کو مدینے میں ملی وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور مصعبؓ کی کوششوں سے ملی۔
- آپؓ مکہ جا کر رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں کی جانے والی اسلام کے لیے کوششوں کی ساری رپورٹ بھی دیتے تھے۔اور لوگ راتوں کو چھپ چھپ کر مکہ آکر رسول ﷺ سے بیعت کرتے رہے۔
- رسول اللہ ﷺ نے مکہ والوں کو مدینہ ہجرت کرنے کا کہہ دیا کیونکہ وہاں حضرت مصعبؓ کی کوششوں سے بہت ہی اچھا ماحول بن گیا تھا۔انھوں نے ایک سال کے اندر دین کی ایسی خدمت کی کہ مدینے کے بے شمار لوگ اسلام کے دیوانے ہو گئے۔
- بچو حضرت مصعبؓ بہت بہادر بھی تھے۔انہوں نے غزوات میں بھی حصّہ لیا۔اسلام کا پہلا غزوہ بدر میں ہوا جس میں حضرت مصعبؓ بہت بہادری سے لڑے۔
- اور احد کی جنگ میں جب حضرت مصعبؓ کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا تو بچو! وہ اس وقت بالکل نہیں ڈرے اور بہت بہادری سے انہوں نے مقابلہ کیا اور وہ اس طرح لڑ رہے تھے جس طرح شیر لڑتا ہے۔آپ کے دائیں ہاتھ میں اسلام کا جھنڈا تھا۔ایسی حالت میں ایک مشرک ابن قمہ نے تلوار کا وار کیا جس سے ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔اب انھوں نے اسلام کا پرچم بائیں ہاتھ میں تھام لیا۔

ابن قمہ نے دوسرا وار کیا تو بایاں ہاتھ بھی کٹ کر گر گیا۔اب اللہ کے اس مجاہد نے کٹے ہوئے بازو کو موڑ کر اسلام کے پرچم کو سینے سے لگا لیا۔ دشمن نے ان کے سینے پر وار کیا اور وہ شہید ہو گئے۔آپؓ کی شکل رسول اللہ ﷺ سے بہت ملتی تھی۔اس لیے دشمن سمجھے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو شہید کر دیا ہے۔ بعد میں اسلام کا جھنڈا ان کے بھائی نے پکڑ لیا۔ (FC:11.4)

جنگ جب ختم ہو گئی اور دشمن فوج واپس چلی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اور ان کے جانثاروں نے میدان میں پڑی ہوئی شہدا کی لاشوں کو دفن کرنا شروع کیا۔اور جب رسول اللہ ﷺ کی نظر مصعبؓ پر پڑی تو انہوں نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے کہ،

''مومنوں میں چند ایسے ہیں جنھوں نے اللہ سے جو کچھ عہد لیا تھا وہ سچا کر دکھایا''۔ (الاحزاب:23)

- حضرت مصعب بن عمیرؓ کو جب کفن دیا جانے لگا تو کپڑا چھوٹا تھا۔ اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا اور اگر سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ رسول اللہ ﷺ خود دفن کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے سر اور منہ ڈھانپ دیا گیا اور پاؤں پر گھاس ڈال دی گئی۔ وہ اللہ سے راضی تھے اور اللہ ان سے راضی۔

- تو بچو جب ہماری زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہو تو اس کے لیے ہمیں کوئی بھی قربانی دینی پڑے، کچھ بھی چھوڑنا پڑے ہمیں دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ جس طرح صحابہؓ نے اپنی جان، مال، اولاد سب اللہ کی راہ میں لگا دیے اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گئے۔

سبق نمبر 12 حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

- **مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:**
  - یہ جان لے اللہ تعالی حضرت فاطمہؓ سے کیوں راضی ہوئے۔
  - حضرت فاطمہؓ اور رسول اللہ ﷺ کے گہرے اور دلی تعلق کو جان لے۔
  - حضرت فاطمہؓ کا کردار بطور خدمت گزار اور محبت کرنے والی بیٹی کے سمجھ پائے۔
  - حضرت فاطمہؓ کو بچپن سے ہی پیش آنے والی مشکلات اور ان پر آپؓ کا صبر یاد رکھ سکے۔
- **وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:**
  - اوجھڑی
  - فاقہ
  - تسبیح
- **سبق کا دورانیہ:** 45 منٹ
- **درکار اشیاء:** فلیش کارڈز، قرآن مجید
- **آرٹ ورک:**
  - **مقصد:** حضرت فاطمہؓ کا آخرت میں مقام اور تسبیحات فاطمہؓ کی یاد دہانی۔
- **درکار اشیاء:** فوٹو کاپی شدہ کاغذ، رنگ دار پنسلیں، ڈوری، قینچی، پنچ مشین۔
- **رہنمائی برائے اساتذہ :**
  - حضرت فاطمہؓ کو ایک مثالی بیٹی کے روپ میں پیش کریں۔
  - سبق کے دوران حضرت فاطمہؓ کے کردار کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے بچوں کو یاد دہانی کرائیں کہ یہ جنت میں عورتوں کی سردار کی خوبیاں ہیں۔ اور ہمیں بھی اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کرنی ہیں۔
  - اس سبق کے ذریعے بچوں کی کردار سازی اور ان کا والدین سے برتاؤ اور حسن سلوک پر توجہ دیں
  - اس سبق کی تیاری کے لیے ''صحابیات مبشرات'' سے مدد لیں۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! آپ کے جو دوست منارالاسلام کی کلاسوں میں نہیں آتے ،آپ ان کوصحابہ کے واقعات سنایا کریں۔اچھا ہم نے کل کس ہیرو کے بارے میں پڑھا تھا؟ جی حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بارے میں۔اچھا وہ مدینہ کیوں گئے تھے۔بالکل ٹھیک! دوسروں کو اسلام کی باتیں بتانے۔

اس طرح بچوں سے حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بارے میں چند اور سوالات پوچھ لیں تاکہ یاددہانی ہوجائے۔

بچو! آج ہم ایک لڑکی کے بارے میں جانیں گے۔ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’ایک روز ایک فرشتہ نازل ہوا(آیا)۔اس نے مجھے خوشخبری سنائی کہ وہ (فاطمہؓ) اہل جنت کی خواتین کی سردار ہوگی۔‘‘ یعنی لیڈر رہو گی۔بتائیں کون جنت کی لیڈر رہوگی؟ کسی کو یاد آیا۔ ’’جی حضرت فاطمہؓ ‘‘۔ (FC:12.1)

حضرت فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی تھیں ان کی تین بہنیں تھیں۔حضرت علیؓ جن کے بارے میں ہم پڑھ چکے ہیں حضرت فاطمہؓ ان کی بیوی تھیں۔جنتی نوجوانوں کے سردار، حسنؓ اور حسینؓ کی والدہ (امّی) تھیں۔حضرت خدیجہؓ کی آنکھوں کا نور اور دل کی ٹھنڈک تھیں (ان کی بیٹی تھیں)۔جن کو بہت چھوٹی عمر میں ہی ایک بہت ہی محبت کرنے والا خاندان اور اسلامی ماحول ملا۔

جب پہلی وحی نازل ہوئی اس وقت حضرت فاطمہؓ 5 سال کی تھیں۔حضرت فاطمہؓ نے بالکل شروع ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ آپؓ نے عظیم ماں باپ کی محبت ،شفقت اور رحمت کے سائے میں پرورش پائی۔

رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ سے بہت پیار کرتے۔ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون پسند ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’میری بیٹی‘۔حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ ملتی جلتی تھی آپؓ کی گفتگو، بولنے کا طریقہ بالکل رسول اللہ ﷺ جیسا تھا۔چال اور رفتار بھی رسول اللہ ﷺ سے ملتی تھی۔حضرت فاطمہؓ کو بہت سے القاب ملے جیسے ’’زہرہ (تازہ پھول کی طرح حسین وجمیل)، بتول (اللہ کی سچی بندی) اور طاہرہ (پاکیزہ)۔

بچپن میں ایک دفعہ انھوں نے اپنے والدین سے پوچھا کہ ’’ہمیں تو ہر چیز میں اللہ کی قدرت نظر آتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کیوں نظر نہیں آتے؟‘‘ ان کی والدہ (خدیجہؓ) نے کہا کہ ’’جو دنیا میں اچھے کام کرے گا، اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنا دیدار اپنے پسندیدہ لوگوں کو کرائیں گے۔ان کو اللہ تعالیٰ نظر آئیں گے۔‘‘ چھوٹی سی عمر میں ان کی اتنی اچھی تربیت ہوئی تھی کہ وہ اتنی اچھی اچھی باتیں کرنا سیکھ گئیں تھیں۔

آپؓ رسول اللہ ﷺ یعنی اپنے ابو سے بے حد پیار کرتی تھیں۔ایک مرتبہ آپ ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔اس وقت کفار اور قریش نے آپ ﷺ کو گھیر لیا۔اور ہنس کے کہنے لگے کہ کون ہے جو ان کے اوپر اونٹ کی اوجھڑی لاکر ڈال دے؟

اوجھڑی کی وضاحت کریں کہ وہ جانور کا معدہ ہوتا ہے اور کھانے اور چارے سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور ہاتھ کے اشارے سے اس کا سائز بھی بتائیں کہ وہ اتنی بڑی ہوتی ہے۔

ایک کافر نے عین اس وقت اوجھڑی آپؐ کے اوپر ڈال دی جب آپؐ سجدے کی حالت میں تھے۔ کسی نے جا کر فاطمہؓ کو اس کی خبر دی۔ جب انہوں نے سنا تو وہ دوڑتی ہوئی آئیں۔ حالانکہ وہ چھوٹی سی تھیں لیکن وہ بھاگتی ہوئی آئیں اور رسول اللہ ﷺ پر سے اوجھڑی اتاری۔ وہ ساتھ ساتھ روتی جاتی تھیں اور کفار کو بددعا بھی دیتی جاتی تھیں۔ پھر انہوں نے اپنے پیارے ابا جان کے جسم کو اپنے معصوم ہاتھوں سے دھویا۔ اسی طرح ایک دفعہ آپؐ بازار سے گزر رہے تھے کہ کسی نے آپؐ پر کیچڑ ڈال دیا جب وہ گھر آئے تو حضرت فاطمہؓ نے آپؐ کے سر سے مٹی اتاری اور سر دھویا۔

یہاں پر حضرت فاطمہؓ کا بحیثیت بیٹی کے، رسول اللہ ﷺ سے گہرا تعلق نظر آتا ہے۔ حالانکہ وہ ابھی بہت کم عمر تھیں۔

- جب شعب ابی طالب میں 3 سال مسلمانوں کو رہنا پڑا (جس کے بارے میں ہم نے پڑھا تھا) تب بھی حضرت فاطمہؓ نے وہ وقت بڑے حوصلے کے ساتھ گزارا حالانکہ آپؓ ابھی بہت چھوٹی تھیں۔ صرف بارہ سال کی تھیں۔ وہاں پر نہ انہیں کھانے کو کچھ ملتا نہ پینے کو۔ اس لیے حضرت فاطمہؓ بہت کمزور ہوگئی تھیں۔ لیکن انہوں نے تب بھی صبر سے کام لیا۔
- مدینہ آنے کے بعد (ہجرت کے دوسرے سال) رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی (فاطمہؓ) کی شادی ان سے کر دی۔ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ دونوں ایک دوسرے سے بے حد پیار کرتے تھے ایک دوسرے کا خیال رکھتے تھے۔ حضرت علیؓ ان کی بہت عزت کرتے۔ ایک مرتبہ شادی کے بعد علیؓ اور فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ایک برتن میں پانی منگوایا۔ اپنے دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر ان پر چھڑکا اور فرمایا۔ ''اے فاطمہ! میں نے تمہاری شادی اپنے خاندان کے بہترین شخص سے کی ہے۔''
- حضرت علیؓ بہت ہی سادہ انسان تھے۔ حضرت فاطمہؓ کا خیال رکھتے ان کی بہت عزت کرتے۔ وہ محنت مزدوری کرتے اور جو کچھ ملتا وہ لا کر حضرت فاطمہؓ کو دے دیتے۔ ایک رات دیر تک مزدوری کی تو ان کو کچھ رقم ملی۔ اس سے انہوں نے جو خریدے اور گھر آئے انھیں بہت رات ہوگئی تھی لیکن حضرت فاطمہؓ نے اٹھ کر اسی وقت جو اپنے ہاتھوں کے ساتھ چکی میں پیسے اور روٹی پکائی۔ پہلے حضرت علیؓ کو کھلائی خود بعد میں کھائی حالانکہ سارے دن سے بھوکی تھیں۔
- حضرت فاطمہؓ اپنے ابو سے بہت پیار کرتی تھیں اور آپؐ بھی حضرت فاطمہؓ سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپؐ جب بھی سفر سے واپس آتے تو فاطمہؓ سے ملنے جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ کے گھر روٹی کا ایک ٹکڑا آیا۔ انہوں نے سوچا کیوں نہ میں اور ابو مل کر کھائیں۔ وہ روٹی لے کر اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوئیں پھر دونوں نے مل کر اسے کھایا۔ فاطمہؓ نے کہا کہ میں 2 دن سے فاقہ میں تھی یعنی میں نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے 3 دن کا فاقہ تھا۔ باپ، بیٹی دونوں ایک دوسرے کا بہت خیال رکھتے تھے۔

اسی طرح ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے۔ وہ فاقہ سے تھے یعنی انہوں نے کچھ نہیں کھایا ہوا تھا۔ حضرت علیؓ ملے وہ بھی فاقہ سے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ ملے وہ بھی فاقہ سے تھے۔ پھر یہ ایک انصاری کے گھر گئے جنھوں نے دعوت دی تھی۔ کھانا کھانے لگے تو رسول ﷺ نے روٹی پر بوٹی رکھ کر کہا کہ یہ فاطمہؓ کو دے آؤ وہ کئی دن سے بھوکی ہے۔ دیکھا بچو کیسے حضرت فاطمہؓ اور رسول اللہ ﷺ ایک دوسرے کا خیال رکھتے۔ جب خود کچھ ملتا تو دوسرے کی بھی فکر کرتے۔

ایک اور واقعہ سناؤں؟ پہلے سب بچے میری طرف دیکھیں (بچے اگر ادھر ادھر دیکھ رہے ہوں تو انہیں یہ تنبیہہ کی جا سکتی ہے۔)

حضرت فاطمہؓ کے ہاتھوں میں کام کرنے سے چھالے پڑ گئے۔ اور وہ چکّی چلانے اور پانی لانے کی وجہ سے بہت تھک جاتی تھیں۔ کیونکہ اس دور میں پانی گھروں میں ایسے نہیں آتا تھا جیسے ہمارے گھروں میں آتا ہے بلکہ پانی بھرنے کے لیے بہت دور جانا پڑتا تھا۔ اور آٹا بھی گھر میں خود پیسنا پڑتا تھا۔ اس طرح وہ بہت تھک جاتیں۔ حضرت علیؓ نے ان کو مشورہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ غلام آئے ہوئے ہیں۔ کیوں نہ ہم جا کر ایک ملازم مانگ لیں۔ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس ملازم مانگنے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹا! یہ جو مال تمھیں نظر آ رہا ہے یہ اصحاب صفہ میں تقسیم ہوگا۔ اور میں تمھیں اس سے بھی بہتر چیز دیتا ہوں۔''

رسول ﷺ نے ان سے کہا کہ رات کو سونے سے پہلے 33 بار سبحان اللہ، 33 بار الحمدللہ اور 34 بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ اس سے تمھاری دن بھر کی تھکاوٹ اتر جائے گی۔ آپ نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے تھکاوٹ کے لیے تسبیح بتائی اب ہم بھی جب کام کر کے تھک جائیں گے تو کیا کریں گے؟ جی یہی تسبیح کریں گے۔ **(FC:12.2)**

بہت ضروری ہے کہ بچے اس کو یاد رکھیں اور اس کی پریکٹس بھی کریں۔ اس کے لیے جہاں یہ بات اہم ہے کہ استاد کے بتانے کا انداز پر اعتماد ہو وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ خود بھی اس پر عمل کرتی ہو۔

اچھا بچو! آپ کو جنگ احد یاد ہے۔ اس دن کیا ہوا تھا؟ جی کئی مسلمان زخمی ہو گئے تھے۔ تو حضرت فاطمہؓ باقی عورتوں کے ساتھ مل کر زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور زخمی مجاہدین کو پانی پلاتیں۔ اس جنگ میں رسول اللہ ﷺ بھی زخمی ہوئے تھے۔ تو حضرت فاطمہؓ بہت پریشان ہو گئیں۔ لیکن انہوں نے ہمت نہ ہاری۔ آپؐ کے زخموں کو پانی سے صاف کیا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کا خون تو رک ہی نہیں رہا تھا۔ اب حضرت فاطمہؓ نے کیا کیا کہ بوری کو جلا کر راکھ اکٹھی کی پھر اس کی پٹی کی۔ اب رسول اللہ ﷺ کا خون نکلنا بند ہو گیا۔ آپ نے دیکھا حضرت فاطمہؓ کتنی بہادر تھیں۔ انہوں نے بالکل بھی ہمت نہیں ہاری اور کیسے رسول اللہ ﷺ کی مرہم پٹی کی۔

ایک دن کیا ہوا کہ حضرت فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ سے ملنے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خوش آمدید کہا اور اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ پھر آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کے کان میں سرگوشی کی یعنی آہستہ سے کچھ فرمایا۔ تو حضرت فاطمہؓ رونے لگیں۔ اب رسول اللہ ﷺ نے پھر ان کے کان میں سرگوشی کی یعنی پھر آہستہ سے کچھ فرمایا اس بار وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں تو بہت حیران ہوئی۔ آخر

میں نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ میں نے تو آپ کو اس سے پہلے کبھی اس طرح ایک ہی وقت میں ہنستے اور پھر روتے نہیں دیکھا۔ حضرت فاطمہؓ بولیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے راز کی بات کی ہے۔ میں اپنے والد کا راز ظاہر نہیں کروں گی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو ایک روز حضرت عائشہؓ نے پھر حضرت فاطمہؓ سے پھر پوچھا کہ آپ اس روز ایک ہی وقت میں ہنسی اور پھر روئی کیوں؟ تو حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا کہ چونکہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں اس لیے اب میں ساری بات بتا دیتی ہوں۔ پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اس پر میں رونے لگی۔ دوسری مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی۔ یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔

- تو بچو یہ تھیں حضرت فاطمہؓ، رسول اللہ ﷺ کی چہیتی اور لاڈلی بیٹی۔ اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد ہی فاطمہؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔ رضی اللہ عنہا۔
- اچھا بچو! آپ بھی جب پڑھ پڑھ کر تھک جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے جو چیز حضرت فاطمہؓ کو تھکاوٹ کے علاج کے لیے بتائی آپ بھی وہ کریں گے تو بالکل فریش ہو جائیں گے اور آپ کی تھکن فوراً اتر جائے گی، یعنی 33 بار سبحان اللہ، 33 بار الحمدللہ اور 34 بار، اللہ اکبر کہنا ہے۔

سبق نمبر 13 حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا

- **مقاصد: اس سبق کے اختتام پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:**
  - جان لے اللہ تعالیٰ حضرت ام ایمنؓ سے کیوں راضی ہوئے۔
  - ام ایمنؓ اور رسول اللہ ﷺ کی ایک دوسرے سے محبت کو جان لے۔
  - ملازمین کے ساتھ اچھے سلوک کو اسلام کا ادب سمجھے۔
  - ظاہری شکل وصورت کی بجائے کردار کی خوبصورتی کی اہمیت کو جانے۔
- **وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:**
  - لکنت
  - ننھیال
  - صدمہ
- **سبق کا دورانیہ:** 45 منٹ
- **درکار اشیاء:** فلیش کارڈز، قرآن مجید
- **آرٹ ورک:**
  - **مقصد:** حضرت ام ایمنؓ کی خصوصیات بچوں کے ذہن میں بٹھانا۔
  - **درکار اشیاء:** فوٹو کاپی شدہ کاغذ، رنگ دار پنسلیں، قینچی، گوند۔
- **رہنمائی برائے اساتذہ:**
  - اس سبق کو ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے سنایا جائے کیونکہ یہ سبق چھوٹا ہے۔ بچوں کو سبق میں شامل کریں۔
  - اسلام میں غلاموں کے ساتھ حسن سلوک بچوں کو ذہن نشین کرائیں۔
  - استاد حضرت ام ایمنؓ کے متعلق جاننے کے لیے کسی کتاب سے مدد لیں۔ اس سلسلے میں 'صحابیات مبشرات' مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! سکول کا ہوم ورک بھی ساتھ ساتھ کر رہے ہیں! شاباش۔ اچھا کل ہم نے کس کے بارے میں پڑھا تھا؟ جی! حضرت فاطمہؓ۔ اچھا حضرت فاطمہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے کس چیز کی خوشخبری دی تھی؟ بالکل ٹھیک۔ کہ وہ جنت میں عورتوں کی سردار ہوں گی۔ اچھا جب وہ کام کر کر کے تھک جاتی تھیں تو پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو تھکاوٹ دور کرنے اور تازہ دم (fresh) ہونے کے لیے کیا بتایا تھا؟ جی، تسبیحات بتائی تھیں۔ جوان شاء اللہ ہم نے بھی پڑھتے رہنا ہیں۔

تمام اسباق کی مختصر دہرائی کرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔

آج ہم جن صحابیہ کے بارے میں پڑھیں گے ان کا نام ہے ام ایمنؓ۔ام ایمنؓ کا نام برکۃ بنتِ ثعلبہ تھا۔ جو بعد میں ام ایمنؓ کے نام سے مشہور ہوئیں۔ ام ایمنؓ رسول اللہ ﷺ کے والد عبداللہ کی کنیز (ملازمہ) تھیں۔ یہ حبشہ کی رہنے والی تھیں۔ ام ایمنؓ کا رنگ کالا تھا۔ موٹے نقوش کی حبشی عورت تھیں۔

بچوں کے لیے لفظ 'موٹے نقش' کو واضح کریں۔

ان کے سادہ سے کپڑے ہوتے تھے۔ ان کی زبان میں لکنت تھی۔ آپؓ بعض الفاظ کو زبان سے صحیح طور پر ادا نہ کرسکتی تھیں۔ اکثر رسول اللہ ﷺ مسکراتے ہوئے ان کے غلط لفظ کی اصلاح کر دیتے۔ ام ایمنؓ دل کی بہت صاف تھیں۔ ہر ایک سے ہمدردی اور پیار سے پیش آتیں اور رسول اللہ ﷺ سے بہت پیار کرتی تھیں۔

ام ایمنؓ افریقہ سے مکہ آئیں۔ ان کو رسول اللہ ﷺ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب نے خرید لیا۔

بچوں کو حضرت بلالؓ کے سبق کا حوالہ دے کر یاد دہانی کروائیں کہ پہلے زمانے میں عرب کے سردار اپنے کاموں کے لیے غلام خرید لیا کرتے تھے۔

جب عبداللہ کی شادی (آمنہ) رسول اللہ ﷺ کی امّی سے ہوئی تو اُمّ ایمنؓ ان کے ساتھ ان کے گھر میں آ گئیں ابھی رسول اللہ ﷺ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور ام ایمنؓ ان کے والدین (امی ابو) کے ساتھ رہتی تھیں۔ وہ ان کی ملازمہ تھیں۔

رسول اللہ ﷺ جب پیدا ہوئے تو ان کے والد عبداللہ فوت ہو چکے تھے۔ ان کی پرورش ان کی ماں (آمنہ) نے کی اور دائی حلیمہ نے بھی ان کو پالا اور دودھ پلایا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ پانچ سال کے تھے تو دائی حلیمہ ان کو واپس ان کی امی کے پاس مکہ چھوڑ آئیں۔ رسول اللہ ﷺ چھ برس کی عمر کو پہنچے تو اپنی امی کے ساتھ مدینہ منورہ گئے۔ اس وقت ام ایمنؓ بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ وہ اپنے

ننھیال والوں سے ملے۔ جب مدینہ سے واپس لوٹ رہے تھے تو ابواء کے مقام پر آپؐ کی والدہ کی طبیعت خراب ہوگئی اور وہ فوت ہو گئیں۔ ان کو وہیں دفن کر دیا گیا۔ اس وقت ام ایمنؓ نے آپؐ کو گود میں اٹھالیا۔ دلاسہ دیا۔ ماں جیسا پیار دیا تا کہ ان کو ماں کی کمی محسوس نہ ہو۔ ام ایمنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پیار کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی اماں جان کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ بھی ان کی بہت عزت کرتے تھے۔

اس واقعے کو اتنے بہترین انداز سے سنائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کی وفات کے بعد ام ایمنؓ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گود لینا بچوں کے ذہن پر مثبت اثر چھوڑے۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمنؓ کا بے حد احترام کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے کہ ''میرے بڑوں میں صرف ام ایمنؓ ہی رہ گئی ہیں۔'' جب کبھی بھی انہوں نے کسی چیز کی فرمائش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔
- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہوئی تو تب آپؐ نے ام ایمنؓ کو آزاد کر دیا۔ ان کا نکاح عبید بن زید خزرجی سے کر دیا۔ ان سے ایک بیٹا پیدا ہوا جو بہت مشہور اور بہادر صحابہ کرامؓ میں سے تھا ان کا نام ایمنؓ تھا۔ وہ جنگِ حنین میں شہید ہوئے۔ اس بیٹے کی وجہ سے ان کی کنیت، ام ایمنؓ (ایمن کی ماں) مشہور ہوئی۔ اور سب ان کو ام ایمنؓ کہنے لگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو ام ایمنؓ فوراً مسلمان ہوگئیں۔ اور ان کے شوہر (عبید بن زید) مسلمان نہ ہوئے تو وہ ان کو چھوڑ کر مدینہ آ گئیں۔
- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی تو ان کے گھر میں زیدؓ بن حارثہ بھی رہتے تھے۔ ام ایمنؓ بہت نیک خاتون تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمنؓ کے اچھے اخلاق، بلند کردار، نیک نیتی اور پاکیزہ سیرت کو سامنے رکھتے ہوئے فرمایا تھا: ''جو کوئی کسی جنتی خاتون سے شادی کرنا پسند کرتا ہے تو وہ ام ایمن سے شادی کرلے''۔ یعنی آپؐ نے ام ایمنؓ کی اتنی تعریف کی تو ان کے جنتی ہونے کی وجہ سے زید بن حارثہؓ نے ان سے شادی کر لی۔ ان سے اسامہ بن زیدؓ پیدا ہوئے، جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت پیار کرتے تھے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن کا بہت زیادہ احترام کرتے۔ کئی دفعہ آپؐ ان سے ملنے ان کے گھر جاتے۔ انہیں پیار سے دیکھتے اور کہتے تھے، ''کہ یہ میرے اہل بیت کی نشانی ہے (گھر والوں کی نشانی ہے)۔ یہ میری قابل احترام اماں جان ہیں۔''
- حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام ایمنؓ کے گھر ان سے ملنے جاتا۔ وہ ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوتی تھیں۔ کھانے پینے کی چیزیں لاتیں، ہمارے آگے رکھتیں۔ کبھی کبھار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ ہوتا تو اس لیے وہ کچھ نہ لیتے تو بہت بے چین ہو جاتیں اور کہتیں: ''آپ کھاتے کیوں نہیں؟ آپ پیتے کیوں نہیں؟'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے۔ کیونکہ وہ تو اس لیے نہیں کھاتے تھے کہ ان کا روزہ ہوتا۔ ام ایمنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت خیال رکھتی تھیں۔

اس کہانی کو مسکراتے ہوئے اور بہت فطری انداز میں سنائیں۔

حضرت ام ایمنؓ بہت بہادر تھیں۔انہوں نے بہت ساری جنگوں میں بھی حصّہ لیا۔رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی میں جہاد کیا۔ جنگِ احد میں مجاہدین کو پانی پلانے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے کے کام سرانجام دیے۔ جنگ خیبر میں 20 خواتین نے حصّہ لیا جن میں ام ایمنؓ بھی شریک تھیں۔ام ایمنؓ کا بیٹا جنگ حنین میں شہید ہوا اور ان کے شوہر حضرت زید بن حارثہؓ جنگ موتہ میں شہید ہوئے لیکن ام ایمنؓ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو سمجھتے ہوئے صبر سے کام لیا۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ پانی پی رہے تھے۔ام ایمنؓ بھی وہاں موجود تھیں انہوں نے دیکھتے ہی کہا :''مجھے بھی پانی پلایئے۔'' میں (عائشہؓ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے پانی پلانے کا مطالبہ کر رہی ہو؟ ام ایمنؓ نے کہا:''کیوں نہیں، میرا حق بنتا ہے۔میں نے ان کی بہت خدمت کی ہے۔''

بچوں کو بتائیں کہ چونکہ ام ایمنؓ رسول اللہ ﷺ کی ماں کی جگہ تھیں،ان سے ماں جیسا پیار کرتی تھیں،اس لیے انہوں نے ایسا کہا

رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سن کر فرمایا:''یہ سچ کہتی ہیں۔''اور پھر آپؐ نے ادب واحترام سے ان کی خدمت میں پانی پیش کیا۔

وہ آپؐ کی ملازمہ تھیں لیکن ہمارے پیارے رسول ﷺ ملازمہ کا بھی کتنا خیال رکھتے تھے،عزت دیتے تھے،ان کا احترام کرتے تھے تو بچو ہم سب کو بھی اپنے ملازم کے ساتھ کیسا سلوک کرنا ہے؟ جیسے رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ ہمیں بھی آپؐ کی ہی پیروی کرنی ہے۔اپنے ملازموں کا صرف خیال ہی نہیں رکھنا (پیسے دے دیئے، کپڑے لا دیے، مدد کر دی) بلکہ ہم نے ان کی عزت بھی کرنی ہے۔ ہمارے دل میں ان کی عزت ہو، احترام ہو، ہمدردی ہو۔اچھا! کس کس کے گھر میں ملازم ہیں؟ بس سب نے گھر جا کر ان سے اچھا سلوک کرنا ہے اور ان کی عزت کرنی ہے۔

بچوں کو عزت کرنے کا طریقہ بھی بتائیں،خاص طور پر گھر کے ملازمین سے۔مثلاً نام کے ساتھ بلائیں: باجی، ماسی، خالہ۔تو کی بجائے آپ کہنا۔نرم لہجہ اور اگر وہ کوئی آپ کا ذاتی کام کریں تو شکریہ اور جزاک اللہ کہنا۔

ام ایمنؓ اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتیں۔ بہت زیادہ عبادت کرتیں۔روزے رکھتیں، راتوں کو جاگ کر نمازیں پڑھتی تھیں۔

کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتی تھیں، اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے اچھے اچھے کام کرتی تھیں۔اس لیے ان کو اللہ تعالیٰ پر یقین تھا کہ وہ ان کو ہر مشکل سے نکالے گا۔

جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے چلے گئے (فوت ہو گئے) تو ام ایمنؓ کے لیے یہ صدمہ بہت بڑا تھا۔وہ بہت زیادہ اداس ہو گئی تھیں کیونکہ وہ تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بچپن سے تھیں۔ام ایمنؓ نے رسول اللہ ﷺ کا بچپن دیکھا، گود میں کھلایا، ان کی جوانی دیکھی آپؐ کو نبی بنتے دیکھا۔حضرت خدیجہؓ سے شادی دیکھی، کفارِ مکہ کا ظلم وستم دیکھا، نزولِ وحی دیکھی اس لیے رسول اللہ ﷺ ان کو بہت یاد

آتے تھے۔

- آپؐ کی وفات کے چند دن بعد حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ حضرت ام ایمنؓ کے پاس آئے ان کے گھر تشریف لائے دیکھا کہ آپ بہت رو رہی ہیں۔ پوچھا اماں جان آپ اتنا کیوں رو رہی ہے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے پاس زیادہ آرام دہ جگہ پر ہیں۔ فرمایا: ''یہ میں جانتی ہوں، لیکن مجھے افسوس اور غم اس بات کا ہے کہ وحی کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔'' یہ بات سن کر حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔
- بچو! آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ام ایمنؓ کی عزت اپنی ماں کی طرح کرتے تھے اسی طرح ام ایمنؓ بھی آپؐ کا بہت خیال رکھتیں ہمیں بھی اپنے بڑوں کی عزت کرنی ہے اور احترام سے پیش آنا ہے خواہ ہمارا ان سے کوئی بھی رشتہ ہو۔

آرٹ ایکٹوٹی کو فلیش کارڈ کے طور پر استعمال کریں۔

سبق نمبر 14 صحابہ بچے

- **مقاصد: اس سبق کے ختم ہونے پر بچہ اس قابل ہو جائے کہ:**
  - جان لے اللہ تعالیٰ ان صحابہ سے کیوں راضی ہوئے۔
  - ان کم عمر صحابہ کرامؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کو سمجھ پائے
  - ان صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سنت کی اہمیت کو جان سکے۔
- **وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:**
  - سنت کی پیروی
- **سبق کا دورانیہ:** 45 منٹ
- **درکار اشیاء:** فلیش کارڈز، قرآن مجید۔
- **آرٹ ورک:**
  - **مقصد:** ان صحابہؓ کے کردار سے آگاہ کرنا جو نبی کریم ﷺ کے دور میں بچے تھے۔
  - **درکار اشیاء:** فوٹو کاپی شدہ کاغذ، رنگ دار پنسلیں، گوند، قینچی۔
- **رہنمائی برائے اساتذہ :**
  - اس سبق کے ذریعے بچوں کو اس بات کا احساس دلانا ہے کہ بچے بھی سنت پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتے ہیں۔
  - اگر یہ سبق لمبا لگے تو دو دن میں بھی کیا جا سکتا ہے۔
  - اس سبق کے سے واقعات سے وہ پہلو بچوں کے سامنے نمایاں کریں جن سے ان کی بہترین کردار سازی ہو۔

سبق

سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ بچو! آپ سب کیسے ہیں؟ الحمدللہ! جی جناب کس کس نے گھر جا کر اپنے پسندیدہ مسلم ہیرو کی طرح کام کرنے شروع کیے ہیں؟ (بچوں کو بولنے کا موقع دیں)۔

پچھلے سبق کے اہم نکات دہرائیں اور اگلے سبق کی طرف بڑھیں۔

بچو! آپ کو پتا ہے کہ آج ہم کس صحابیؓ کے بارے میں پڑھیں گے؟ (بچوں کو بولنے دیں، اس سے استاد کو اندازہ ہو گا کہ بچے کتنے صحابہؓ کے نام جانتے ہیں)۔ آج ہم ایسے صحابہؓ کے بارے میں پڑھیں گے جو باقی صحابہؓ سے بہت چھوٹے تھے، یعنی بچپن سے ہی وہ رسول اللہ ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے، ان کی پیروی کرتے اور ایسے کام کرتے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے۔

یہ بتاتے وقت بچوں کی آنکھوں میں دیکھیں کہ ان کو اس بات سے اپنے اندر سنت کو اپنانے کی خواہش پیدا ہو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

ابھی تک تو آپ بڑے صحابہؓ کے بارے میں پڑھ رہے تھے۔ لیکن بچو! آج ہم آپ کو ایسے صحابیؓ کے بارے میں بتائیں گے جو عمر میں چھوٹے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی طرح سب کام کر رہے تھے۔ آپ سب بھی چھوٹے بچے ہیں نا۔ اب آپ نے غور سے سننا ہے کہ یہ چھوٹے صحابی کس طرح رسول اللہ ﷺ کی طرح سب کام کرتے تھے اور ہم سب نے بھی یہی کوشش کرنی ہے کہ ان صحابہؓ کی طرح ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی پیروی کریں۔

- بچو! کیا آپ نے ''عبداللہ بن عمرؓ'' کا نام سنا ہوا ہے؟ یہ کس کے بیٹے تھے؟ جی! یہ حضرت عمرؓ کے بیٹے تھے۔
- حضرت عمرؓ اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ جب مدینہ منورہ آئے تو اس وقت عبداللہ بن عمرؓ کی عمر 10 سال تھی۔

اگر کوئی کلاس میں اس عمر کا بچہ ہے تو اس کو کھڑا کر کے بتائیں (کہ وہ اتنے تھے)۔

حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کو بچپن سے ہی ایک اسلامی ماحول ملا۔ آپ نے اپنا گھر جو مکہ میں تھا وہ اس لیے چھوڑا کہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ رہتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے مدینہ ہجرت کا حکم دیا۔ آپؓ کو رسول اللہ ﷺ سے بہت ہی زیادہ محبت تھی۔ آپؓ اپنا زیادہ وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گزارتے تھے۔ جب کبھی بھی مکہ جاتے تو اپنے گھر میں نہ ٹھہرتے بلکہ اگر اس کے پاس سے گزرتے تو آنکھیں بند کر لیتے کہ کہیں ان کا دل اپنے گھر میں نہ لگ جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے بہت ساری خوبیاں دے رکھی تھیں۔ آپؓ بہت زیادہ سخی اور رحم دل تھے۔ سخی یعنی بہت زیادہ دینے والے۔ کسی مانگنے والے کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہترین چیز خرچ کرتے۔

- بہت زیادہ متقی تھے یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق کام کرنے والے۔ان کی راتیں عبادت میں گزرتیں۔رات کو تھوڑا سوتے پھر اٹھتے نماز پڑھتے پھر سوتے پھر اٹھتے نماز پڑھتے۔روزے رکھنا بھی ان کے کاموں میں شامل تھا۔
- بازار کچھ خریدنے کے لیے نہ جاتے بلکہ لوگوں کو سلام کرنے کے لیے نکلتے تاکہ ثواب حاصل کرسکیں۔
- حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ان کی محبت دوسرے صحابہ کرامؓ سے مختلف تھی۔وہ تمام صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا احترام کرتے تھے۔فرمانبرداری کرتے۔آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم کو فوراً پورا کرتے اور رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں سے منع کیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس سے باز رہتے۔

بچوں کو یہ بتاتے وقت خاص طور پر احساس دلائیں کہ وہ چھوٹے تھے،مگر عمل میں کتنے آگے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ دیکھتے کہ جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی ہوتی تو یہ بھی اسی جگہ پر بیٹھ کر دعا مانگتے،اگر رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر دعا مانگی ہوتی تو یہ بھی کھڑے ہو کر دعا مانگتے۔جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی ہوتی حضرت عبداللہ بن عمرؓ وہیں اسی جگہ پر نماز ادا کرتے۔جس درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ سائے کے لیے تشریف رکھتے حضرت عبداللہ بن عمرؓ وہیں بیٹھتے اور صرف بیٹھتے ہی نہیں بلکہ اس درخت کو پانی دیتے اس کا خیال رکھتے۔یہ تھی ان کی محبت کہ ہر لمحہ دیکھتے رہتے کہ رسول اللہ ﷺ کیا کر رہے اور دل میں ارادہ کر لیتے کہ میں نے بھی ویسا ہی کرنا ہے۔ **(FC:14.1)**

یہ بتاتے وقت استاد بچوں کے سامنے تمام کاموں کے ایکشن کر کے دکھائے اور پُر جوش انداز میں بتائے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جس طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ کی سنت کے مطابق کام کرتے تھے،اس طرح کوئی اور صحابیؓ نہیں کرتا تھا۔ایک خاص حدیث بیان کرتے تو اپنے گریبان کا بٹن کھول لیتے،پوچھا تو بتایا کہ جب میں نے نبی ﷺ سے حدیث سنی تو آپ کا یہ بٹن کھلا ہوا تھا۔

- حضرت نافعؒ سے کسی نے پوچھا ''ابن عمرؓ اپنے گھر میں کیا کرتے ہیں''؟ تو انھوں نے کہا ''وہ ایسا کام کرتے ہیں کہ شاید تم نہ کرسکو۔وہ ہر نماز کے لیے وضو کرتے ہیں۔پھر وضو اور نماز کے درمیان قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں''۔
- حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو جہاد کا بھی شوق تھا۔جنگ بدر میں بھی جانے کے لیے آئے لیکن اس وقت ان کی عمر 12 سال تھی تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں واپس بھیج دیا اور جنگ احد کے موقع پر بھی ان کو واپس بھیج دیا اور جنگ خندق کے موقع پر جب ان کی عمر 15 سال تھی تب ان کو جنگ میں شامل ہونے کی اجازت ملی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ کی سنت پر اسی طرح عمل کیا جیسے آپ ﷺ کی زندگی میں کیا کرتے تھے۔ اور جب کبھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر ان کے سامنے ہوتا تو وہ فوراً رو پڑتے۔ آنکھیں بھیگ جاتیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھی کہا کرتے تھے کہ ''اے اللہ! تو عبداللہ بن عمر کو اس وقت تک زندہ رکھ جب تک ہماری زندگی ہے تاکہ ہم ان کی پیروی کرتے رہیں۔ کیونکہ ان سے بڑھ کر نبی ﷺ کی سنت پر چلنے والا کوئی نہیں''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ

اب جو دوسرے چھوٹے صحابی ہیں، جن کے بارے میں آج میں آپ کو بتاؤں گی وہ رسول اللہ ﷺ کے ایک خادم تھے۔

> یہ بتاتے وقت بچوں پر واضح کریں کہ جس طرح اب ہمارے گھروں میں ملازمین ہماری مدد کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں غلام ہوتے تھے۔ غلاموں کی حیثیت کو بھی اچھی طرح واضح کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کو بڑے پیار اور محبت کے ساتھ اپنے گھر میں رکھا اور ان کو دین کا علم دیا۔ پتا ہے بچو! ان کا نام کیا ہے؟ ان کا نام ہے انسؓ۔

مدینہ منورہ میں ایک خاتون تھیں جن کا نام تھا اُمِّ سُلَیمؓ۔ وہ مسلمان ہوگئی تھیں اور دین (اسلام) پر مضبوطی کے ساتھ قائم تھیں۔ انسؓ ان ہی کے بیٹے تھے۔ ام سلیم ایک اچھی ماں تھیں۔ انھوں نے اپنے بیٹے کو بہت اچھی تعلیم دی۔ ان کے دل میں اسلام کی محبت پیدا کی۔ پڑھنا لکھنا سکھایا اور جتنی سورتیں آتی تھیں حضرت انسؓ کو بھی یاد کرائیں۔ احادیث بھی یاد کرائیں۔ ان کے دل میں علم حاصل کرنے کا شوق پیدا کیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت انسؓ کی عمر 7 یا 8 سال تھی۔ وہ چھوٹے سے تھے (بالکل آپ لوگوں کی طرح) اور ان کو اسلام کے بارے میں بہت کچھ پتا تھا۔

> بچوں میں حضرت انسؓ کی شخصیت کے ذریعے مزید علم حاصل کرنے کا شوق پیدا کریں۔

حضرت انسؓ کی امی جانتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے رہنما ہیں اور ہمیں ان کی اطاعت اور پیروی کرنی ہے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک مکمل دین ہے۔ اس لیے حضرت انسؓ کی ماں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس علم سیکھنے کے لیے بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

حضرت انسؓ کی عمر 8 سال تھی جب ان کی امّی ان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں۔ اور کہنے لگیں ''میرے پاس میرا یہ لاڈلا بیٹا ہے لکھ پڑھ سکتا ہے اور میری ساری دولت یہ ہی ہے۔ یہ آپ ﷺ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ اس کو اپنے پاس رکھ لیں۔ یہ آپ ﷺ کی خدمت کرے گا''۔ رسول اللہ ﷺ اُمِ سُلَیم (انسؓ کی امّی) کا مطلب سمجھ گئے اور اس کو اپنی خدمت کے لیے قبول کر لیا۔

حضرت انسؓ ایک خاموش طبیعت کے بچے تھے جو بہت سوچ کر اور کم بولا کرتے تھے۔ تھوڑے سے شرمیلے بھی تھے۔ اور اپنی امّی سے بہت پیار کرتے تھے۔

- رسول اللہ ﷺ حضرت انسؓ کی ہر طرح سے دیکھ بھال فرماتے۔ بات چیت کرنے کا اور نماز پڑھنے کا عمدہ طریقہ سکھایا۔ اور یوں حضرت انسؓ کے لیے دین اور دنیا کی بھلائی کے دروازے کھلتے گئے یعنی ان کو دین کی باتیں اور دنیا میں کیا کرنا ہے سب سمجھ آنے لگا۔ وہ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہتے اور علم سیکھتے۔
- حضرت انسؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اتنی اچھی نماز سیکھی کہ جب وہ نماز پڑھتے تو دوسروں کو رشک آتا کہ اتنی اچھی نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز سے بہت زیادہ ملتی جلتی ہوئی نماز پڑھتے ہوئے انسؓ ہی کو دیکھا ہے“۔ حضرت انسؓ نماز پڑھتے تو اس قدر لمبا قیام کرتے کہ ان کے پاؤں سوج جاتے۔ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے جس جس طریقے سے عبادت کی۔ حضرت انسؓ نے بھی اسی طریقے سے عبادت کی۔
- حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیمؓ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا۔ ”اے اللہ کے رسول ﷺ یہ آپ کا خادم انس حاضر ہے۔ اس کے لیے دعا کیجیے“۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسی وقت دعا کی۔ ”اے اللہ! انس کے جان و مال میں برکت فرما“۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی۔ حضرت انسؓ کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ مال و دولت دیا۔ ہر سال ان کا باغ دو دفعہ پھل دیتا۔

(FC:14.2)

- حضرت انسؓ ہر وقت اس بات سے ڈرتے تھے کہ ان سے کوئی غلط کام نہ ہو جائے کہ ان کی نیکی ضائع ہو جائے۔ حضرت انسؓ نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ان دس سالوں میں آپ ﷺ نے انھیں خادم سمجھ کر کبھی نہیں مارا اور نہ ہی کبھی ان کو اونچی آواز میں ڈانٹا۔ بلکہ آپ ﷺ حضرت انسؓ کے ساتھ مذاق بھی کرتے اور ان کا خیال بھی رکھتے۔ حضرت انسؓ رسول اللہ ﷺ کے خادم (ملازم) تھے لیکن آپ ﷺ نے اتنا اچھا سلوک کیا کہ لگتا ہی نہیں ہے کہ حضرت انسؓ ایک خادم ہیں۔
- حضرت انسؓ بڑے خالص محبت کرنے والے اور نرم دل رکھنے والے تھے۔ رسول ﷺ کی محبت ان کی رگوں میں خون بن کر دوڑ رہی تھی۔ وہ فرماتے ہے کہ میں نے رسول ﷺ کے ہاتھ مبارک کو چھوا جو ریشم سے بھی زیادہ نرم تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے بہتر خوشبو کوئی نہیں پائی۔
- آپ ﷺ کی وفات پر انسؓ بہت زیادہ روئے اور زندگی میں جب کبھی بھی رسول ﷺ کا ذکر آتا تو بہت زیادہ رونے لگتے۔
- حضرت انسؓ کا جب آخری وقت آیا تو انھوں نے یہی دعا کی کہ ”جس طرح مجھے آپ ﷺ سے دنیا میں محبت تھی مرنے کے بعد بھی یہ محبت جاری رہے“۔ 90 سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ ”انسؓ جب فوت ہوئے تو اس وقت مؤرخ عجلیؒ کہتے ہیں کہ آج دنیا سے آدھا علم رخصت ہو گیا ہے“۔ (آدھا علم دنیا سے چلا گیا)

حسنؓ، حسینؓ

- اب ہم جن صحابہؓ کے بارے میں پڑھیں گے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”ایک دن ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے خوش خبری دی کہ یہ دونوں جنت میں نوجوانوں کے سردار ہیں“۔ اب بچو! آپ کو پتہ چل گیا ہوگا کہ وہ کون

ہیں؟ (بچوں کو سوچنے دیں)۔ جی ''حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ''۔

- ان ؓ کے نانا رسول اللہ ﷺ اور نانی حضرت خدیجہؓ اور ابو حضرت علیؓ اور امّی حضرت فاطمہؓ ہیں۔ یہ بچے بہت پیارے تھے۔ حسنؓ کی شکل رسول اللہ ﷺ سے بہت ملتی جلتی تھی۔ حسنؓ اور حسینؓ میں ایک سال کا فرق تھا لیکن دیکھنے میں دونوں جڑواں لگتے تھے۔ آپؐ کو ان کے پیدا ہونے کی بہت خوشی ہوئی۔ آپؐ نے دونوں کو گھٹی دی۔ عربی میں گھٹی دینے کے عمل کو تحنیک کہتے ہیں۔

بچوں تحنیک کے عمل کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیوں اور کیسے کی جاتی ہے۔

- پھر ان کے نام بھی آپؐ نے رکھے۔ اور ساتویں دن ان کا عقیقہ بھی کیا۔ اور سر کے بال منڈوائے (کٹوائے) اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی تقسیم کی۔ 2 مینڈھے (بکرے)، ہر ایک کے لیے الگ الگ ذبح کیے۔ **(FC:14.3)**
- رسول اللہ ﷺ ان سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علیؓ کو رسول اللہ ﷺ نے بیٹے کی طرح پالا تھا۔ اور حضرت فاطمہؓ بھی آپؐ کی لاڈلی بیٹی تھیں۔ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ کو بچوں سے بہت محبت تھی۔
- بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''حسنؓ اور حسینؓ دونوں میری دنیا کی خوشبو ہیں۔''
- ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ اور حسینؓ دونوں کو اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا ''یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور ان سے محبت کرنے والوں کو بھی محبوب بنا لے''۔
- اسی طرح ایک دفعہ آپؐ نے حضرت حسنؓ کو کندھے پر بٹھایا ہوا تھا ایک آدمی نے دیکھ کر کہا ''اے صاحب زادے کیا خوب سواری ہے تمہاری''۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''سوار بھی کیا خوب ہے''۔
- جب یہ دونوں چھوٹے تھے تو ان کی آپس میں تھوڑی لڑائی ہوگئی (بچے جس طرح آپس میں لڑ پڑتے ہیں)۔ حضرت حسنؓ نے جو عمر میں ایک سال بڑے تھے، حضرت حسینؓ کو پیغام دیا کہ ''اگر میرا چھوٹا بھائی آکر معافی مانگے تو میں فوراً صلح کرلوں گا''۔ حضرت حسینؓ نے کہا کہ بھائی جان سے کہہ دو کہ ''میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے اور معافی مانگنے کو تیار ہوں لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص روٹھے ہوئے کو منانے جائے اور معافی مانگنے میں پہل کرے تو وہ معافی دینے والے سے پہلے جنت میں جائے گا اور میں پسند نہیں کرتا کہ میں آپ سے پہلے جنت میں داخل جاؤں۔'' حضرت حسنؓ نے سنا تو بہت ہنسے اور جا کر اپنے بھائی کو منا لیا۔

ان کہانیوں کے ذریعے بھائیوں کا آپس میں تعلق بھی واضح کریں۔

- ایک مرتبہ اسی طرح گھر میں ان کی آپس میں لڑائی ہوئی۔ یہ دونوں اپنی امّی کے پاس آئے۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا ''میں نہیں جانتی تم میں سے غلط کون ہے مگر میں یہ جانتی ہو کہ اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

اس کہانی کے ذریعے بچوں کو واضح کریں کہ مسلمان کو لڑائی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

ایک دفعہ یہ دونوں مسجد میں کھیل رہے تھے کہ ادھر ایک (اعرابی) بدو آیا۔ وہ ابھی نیا نیا مسلمان ہوا تھا اس لیے ساری چیزیں صحیح طرح نہیں جانتا تھا۔ مسجد نبوی میں وضو کرنے بیٹھا اور ان بچوں نے کھیلتے کھیلتے دیکھا کہ اس کے وضو کی ترتیب درست نہیں ہے۔ اس کو کچھ نہیں کہا بلکہ دونوں اس کے پاس چلے گئے اور بیٹھ گئے اور ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے کہا کہ میں وضو کرنے لگا ہوں غلطی ہو جائے تو بتا دینا۔ اور پھر وضو کرنے لگا۔ اور جان بوجھ کر وہی غلطی کرنے لگا جو اس بوڑھے (اعرابی) شخص نے کی تھی۔ دوسرے نے روکا اور درست طریقہ بتایا۔ انھوں نے چھوٹی سی عمر میں بڑی حکمت سے اچھے طریقے سے بوڑھے شخص کو وضو سکھا دیا۔

حضرت حسنؓ اپنے نانا سے اکثر کھیلا کرتے تھے۔ آپؐ ان کے کھیلنے سے بہت ہی زیادہ لطف اندوز ہوتے تھے۔ کھیلتے وقت بچے جو شرارتیں کرتے تھے۔ جس طرح ناز دکھاتے ہیں اسی طرح حضرت حسنؓ بھی کیا کرتے تھے۔ اور آپؐ اس سے خوش بھی ہوتے اور برداشت بھی کرتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ عشاء کی نماز میں ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپؐ سجدے میں گئے تو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ آپؐ کے اوپر آ کر بیٹھ گئے۔ آپؐ سجدے سے سر اٹھاتے تو وہ دونوں اُتر جاتے پھر جب وہ دوبارہ سجدے میں جاتے تو دونوں دوبارہ آپؐ کی پشت مبارک پر چڑھ جاتے۔

رسول اللہ ﷺ اکثر حضرت حسنؓ کو بوسہ بھی دیتے تھے اور اپنے کندھے پر اٹھا لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو حضرت حسنؓ سے محبت کی دعوت دی۔ اور فرمایا ''جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے وہ حسن سے بھی محبت کرے۔ جو لوگ حاضر ہیں وہ دوسرے لوگوں کو جو غیر حاضر ہیں ان تک بات کو پہنچا دیں''۔

حضرت حسنؓ بہت بردبار اور نرم مزاج کے مالک تھے۔ جو کوئی ان کو تنگ کرتا تھا وہ اس کو معاف کر دیتے تھے۔ اسی نرمی اور درگزر کی بنا پر آپ لڑائی جھگڑے سے بچتے تھے۔

حضرت حسینؓ اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ عبادت کرتے اور ہر وہ کام کرنے کی فکر کرتے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتا۔ وہ بہت زیادہ روزے رکھتے، حج ادا کرتے۔ جب کبھی حضرت حسینؓ خانہ کعبہ کا طواف کرتے لوگ سلام کے لیے ان کی طرف ٹوٹ پڑتے، ایک ہجوم اکٹھا ہو جاتا۔ صحابہ کرامؓ کی یہ محبت ان کے بچپن سے لے کر بڑی عمر تک یکساں انداز میں تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ ان میں رسول اللہ ﷺ کی طرح کی اچھی باتیں دیکھتے تھے۔

معوذؓ اور معاذؓ

بچو! آپ کو پتا ہے کہ جب مکہ میں لوگ مسلمان ہو رہے تھے تو اس وقت ان کے دشمن بھی بہت زیادہ تھے۔ اور جو کوئی مسلمان ہوتا تو اس کو طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتیں۔ اس وقت مسلمانوں کا ایک بہت بڑا دشمن ابو جہل تھا جو بہت ہی برا انسان تھا۔ اس نے اپنے ساتھ لوگوں کو ملا کر رسول اللہ ﷺ کو مارنے کا منصوبہ بھی بنایا کہ جب رسول اللہ ﷺ اللہ کا پیغام دینے کے لیے آئیں تو ان کے

اوپر پتھر پھینک کر مار دیا جائے۔لیکن آپ کو پتا ہے نا بچو کہ رسول اللہ ﷺ کی مدد اللہ تعالیٰ کرتے تھے کیونکہ آپؐ اللہ تعالیٰ کا کام کر رہے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وحی کے ذریعے بتا دیا کہ وہاں سے جلدی سے نکل جائیں۔

جب مسلمان مدینہ چلے گئے اور وہاں رہنے لگے تو بھی ابو جہل کو چین نہ آیا۔ وہ ہر وقت مسلمانوں کو اور رسول اللہ ﷺ کو مارنے کے منصوبے بناتا رہتا۔اب مدینہ میں بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ابو جہل کی ہر وقت کوشش ہوتی تھی کہ کسی طرح وہ مسلمانوں سے جنگ کرے اور ان کو مارے۔اللہ تعالیٰ نے یہ موقع جنگ بدر کی شکل میں دے دیا۔

جنگ کی تیاری میں جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کا انتخاب (selection) کیا تو اس جنگ میں جانے کے لیے دو بچے معوذؓ اور معاذؓ بھی کھڑے تھے۔جن کی عمر اس وقت (14-13) سال تھی۔رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ تم لوگ ابھی چھوٹے ہو لیکن وہ نہ مانے۔انھیں جنگ میں لڑنے کا بہت ہی شوق تھا۔

بچو! آپ کو پتا ہے وہ جنگ میں کیوں جانا چاہتے تھے؟ اس لیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے اور جو آپؐ کا دشمن تھا اس کو وہ بہت ناپسند کرتے تھے۔ان دونوں کو ابو جہل پر بہت ہی زیادہ غصہ تھا کیوں کہ وہ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کو تنگ کرتا تھا اور پریشان کرتا ہے۔اس لیے ان دونوں نے فیصلہ کیا کہ ہم دونوں مل کر اس کو قتل کریں گے۔اس لیے ان دونوں نے جنگ میں شریک ہونے کا ارادہ کیا اور صرف جانے کا ہی نہیں بلکہ جا کر ابو جہل کو قتل کرنے کا ارادہ بھی کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کا اتنا شوق دیکھا تو ان کو اپنے ساتھ جنگ پر لے گئے۔جنگ کے لیے پیدل گئے اور 80 میل کا سفر کیا۔گرمی بھی سخت تھی۔لیکن یہ بچے حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ ذرا بھی نہیں گھبرائے۔ان کے اندر بس یہ شوق تھا کہ وہ جلدی سے جا کر ابو جہل کو قتل کر دیں۔

جب جنگ شروع ہوئی تو یہ دونوں بچے بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور ابو جہل کو تلاش کر رہے تھے۔بچو! آپ کو پتہ ہے کہ انھوں نے ابو جہل کو دیکھا بھی نہیں تھا۔اس جنگ میں ایک صحابی عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی تھے۔انہوں نے دیکھا یہ دونوں لڑکے کچھ تلاش کر رہے ہیں۔ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہم ابو جہل کو تلاش کر رہے ہیں۔حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان کو ابو جہل کا بتایا۔

ابو جہل اپنے گھوڑے پر تھا اور یہ بچے پیدل۔یہ دونوں آگے بڑھے ایک نے اس کے گھوڑے کی ٹانگوں پر تلوار ماری اور ساتھ ہی دوسرے نے ابو جہل کی ٹانگ پر تلوار ماری۔اس طرح ابو جہل اور گھوڑا دونوں نیچے گر گئے۔ابو جہل ایک بڑا آدمی تھا اور طاقت ور بھی اس لیے فوراً کھڑا ہو گیا کیوں کہ بچوں کی تلوار سے اس کو چھوٹے سے زخم آئے۔ابو جہل کا بیٹا بھی مدد کے لیے آیا اور اس نے آ کر معاذؓ کے بازو پر وار کیا کہ ان کا بازو کٹ کر لٹکنے لگا۔وہ اس بازو کے ساتھ ہی لڑائی کرتے رہے۔دوسری طرف معوذؓ نے بھی ابو جہل پر حملے کیے اور اس کو اتنا مارا کہ اس کی سانس آنا بند ہو گئی۔تب ان بچوں کی مدد کو ایک صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آ گئے اور آگے بڑھ کر

جو کام حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ نے شروع کیا ہوا تھا اس کو ختم کیا اور ابو جہل ختم ہو گیا۔ **(FC:14.4)**

- معاذؓ اور معوذؓ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ابو جہل کو ختم کر دیا اور وہ مر گیا۔ اس لڑائی میں یہ چھوٹے بچے بھی بہت زیادہ زخمی ہو گئے۔ بہت بہادری سے لڑے، دونوں کو شہادت ملی۔ انھوں نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے دشمن کو قتل کرنے کا جو منصوبہ بنایا اس کو پورا کیا۔

- بچو! آپ نے دیکھا کہ ان تمام کم عمر صحابہؓ نے اپنے عمل سے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا۔ اور سب سے خاص بات یہ کہ وہ بچپن ہی سے بڑوں کی طرح بہترین عمل کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہر وقت اور ہر عمر میں ایسے عمل کی توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکیں۔ آمین

سبق نمبر 15 رسول اللہ ﷺ کا ایک دن

- **مقاصد:** اس سبق کے ختم ہونے پر بچہ یہ جاننے کے قابل ہو جائے کہ:
  - رسول اللہ ﷺ اپنا دن کیسے گزارتے تھے۔
  - اپنے دن کے ہر کام کو سنت کے مطابق گزارنے کا طریقہ کیا ہے۔
- **وہ خاص الفاظ (key words) جو اس سبق میں استعمال کیے جائیں گے:**
  - سنت کی پیروی
- **سبق کا دورانیہ:** 45 منٹ
- **درکار اشیاء:**
  - فلیش کارڈز، قرآن مجید
- **آرٹ ورک:**
  - **مقصد:** بچوں کو رسول اللہ ﷺ کے روزمرہ کے کاموں سے روشناس کرانا۔
  - **درکار اشیاء:** فوٹو کاپی شدہ کاغذ، رنگ دار پنسلیں، قینچی، گوند۔
- **رہنمائی برائے اساتذہ:**
  - اس سبق کے ذریعے پچھلے بہت سے اسباق کی باتیں دہرائیں، تاکہ اختتام پر بچوں میں یہ تصور پختہ ہو جائے کہ تمام مسلم ہیروز رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے تھے۔ ان سب کی طرح ہم بھی ہر دن، ہر لمحے کو سنت کے مطابق گزار کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔

سبق

- سلام اور دعا سے کلاس کا آغاز کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ لوگ کیسے ہیں؟ الحمدللہ! میں بالکل ٹھیک ہوں۔
- بچوں کے ساتھ مل کر پچھلے اسباق کے ہیروز کی خصوصیات دہرائیں۔ ان سے پوچھیں ہمیں یہ خصوصیات کیوں اچھی لگتی ہیں؟ (بچوں کو بولنے دیں)۔
- اگر ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور اطاعت کرنی ہوگی اور اپنے اندر رسول اللہ ﷺ جیسی خصوصیات لانی ہوں گی۔ ہمیں بھی آپؐ کی طرح ہی کے کام کرنا ہوں گے۔
- آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا دن کیسے گزارتے تھے؟

بچوں کو بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا دن کیسے گزارتے تھے اس کے لیے ایک کاغذ پر گھڑی بنائیں اور اپنے ہاتھ کے اشارہ سے نماز کے اوقات بتائیں۔ اس سے متعلق تصویریں بھی چارٹ پیپر پر لگا دیں اور پھر رسول اللہ ﷺ کے اور اپنے کاموں کا موازنہ کریں۔

رسول اللہ ﷺ کا روزنامچہ (Daily Time Table)

مصروف زندگی: رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہت مصروف تھی۔ وہ اپنا تمام وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے، تعلیم دینے، لوگوں کے کام گھر کے کام اور کچھ وقت آرام کرنے میں گزارتے تھے۔ انہوں نے ہمارے لیے ایک زندہ مثال چھوڑی ہے۔ وہ اپنا زیادہ وقت عبادت میں گزارتے خاص طور پر رات کے وقت بہت عبادت کرتے تھے کیونکہ رات کے وقت انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت بہت یکسوئی کے ساتھ کرسکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں کی طرح کام کیا کرتے تھے اور اپنے ان اوقات (Time Table) میں حالات کے مطابق تبدیلی کر لیتے تھے۔ لیکن ایک کام جس کو آپؐ کبھی نہیں چھوڑتے تھے اور ہمیشہ اس کو وقت پر کرتے تھے، وہ آپؐ کی نماز تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام مسلمانوں کے لیے لازم ہے کہ اپنی نمازوں کو رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کریں تاکہ پورا دن سکون کے ساتھ گزر سکے۔

گھڑی کی طرف اشارہ کرکے بچوں کو تمام نماز کے اوقات بتائیں۔ (FC:15.1)

صبح سوکر اٹھنے کے بعد کی دعا: رسول اللہ ﷺ اس دعا کے ساتھ جاگتے تھے: (FC:15.2)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ (بخاری ومسلم)

"تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ جس نے ہمیں مارنے (سونے) کے بعد زندہ کیا (اٹھایا) اور اس کی طرف ہی (ہمیں)

لوٹ کر جانا ہے''

❓ کیا ہمیں یاد رہے گا کہ صبح اٹھتے ہی دعا پڑھنی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ کے صبح کے کام: رسول اللہ ﷺ فجر کی اذان کے بعد مسجد جاتے نماز پڑھنے کے بعد اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ بیٹھتے اور باتیں کرتے۔ ان کو دینی معاملات میں ہدایات دیتے۔ آپؐ صحابہؓ کے ہر طرح کے سوالوں کے جوابات دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کی صبح کی مجلس میں ہر موضوع پر بات کی جاتی تھی جیسے دینی معاملات، ماضی کے واقعات، شاعری، صدقات خیرات، زمینی معاملات، اور خراج (tax) وغیرہ۔ بعض اوقات صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ سے اپنے خوابوں کی تعبیر بھی پوچھا کرتے تھے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ اپنے خواب بھی صحابہ کرامؓ کو سناتے تھے۔ آپؐ کے خواب سچے اور سبق آموز ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو خواب کی شکل میں وحی بھیجتے تھے۔ سورج نکلنے کے بعد رسول اللہ ﷺ چار یا آٹھ رکعات نفل نماز پڑھا کرتے تھے پھر اپنے گھر واپس آ کر گھر کے کام کرتے تھے۔

❓ کیا ہم کوشش کریں گے کہ ہم تھوڑا سا جلدی سکول چلے جائیں اور اپنے دوستوں کے ساتھ باتیں کریں اور جو کچھ ہمیں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے بارے میں معلوم ہے، وہ دوسروں کو بھی بتائیں۔

خاندان والوں سے ملاقات: رسول اللہ ﷺ وقت پر اپنے گھر واپس جاتے اور ''السلام علیکم'' کہہ کر گھر میں داخل ہوتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ خَیۡرَ الۡمَوۡ لِجِ وَ خَیۡرَ الۡمَخۡرِجِ بِسۡمِ اللّٰہِ وَ لَجۡنَا وَ عَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلۡنَا (ابوداؤد)

''اے اللہ! میں آپ سے گھر میں داخل ہونے اور گھر سے باہر نکلنے کی بھلائی مانگتا ہوں ہم اللہ (تعالیٰ) کے نام سے داخل ہوئے اور اللہ (تعالیٰ) کی ذات پر جو ہمارا رب ہے بھروسہ کیا''۔ **(FC:15.3)**

❓ کیا گھر میں داخل ہوتے وقت ہم ''السلام علیکم'' کہیں گے؟ جی!

گھر والوں کے ساتھ نرمی: رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ جب وہ اپنی ازواج (wives) اور بچوں کے ساتھ بیٹھتے تو خوب ہنسی مذاق کرتے، ان کے ساتھ گھر کے معاملات اور روزانہ کی خبریں بیان کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کا گھر ہمیشہ امن وسکون کا گہوارہ رہا۔ وہ ہمیشہ اپنے گھر والوں سے نرمی اور عزت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ ہر کام میں ان کی مدد بھی کرتے تھے۔

❓ کیا ہم اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں یا صرف کارٹون دیکھتے یا ویڈیو گیمز کھیلتے رہتے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ کے وقت کی تقسیم: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا وقت تین حصوں میں تقسیم تھا ایک حصہ اپنے گھر والوں کی ذمہ داری پوری کرنے میں، دوسرا حصہ ملاقات کرنے آرام اور سونے میں اور تیسرا حصہ عبادت میں گزرتا تھا۔

❓ کیا ہم نے اپنے وقت کو تقسیم کیا ہوا ہے کہ ہم اس میں وہ کام کر سکیں، جن سے ہم بھی اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکیں؟

گھر کے کاموں میں مدد کرنا: حضرت عائشہؓ بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر کے کاموں میں بھی مدد کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے کپڑوں میں پیوند خود لگا لیا کرتے تھے۔ جوتوں کی مرمت کر لیا کر لیتے تھے۔ دودھ دوہ لیا کرتے، گھر کی صفائی کر لیا کرتے، کھانا بنانے میں مدد فرماتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ گھر والوں کے لیے بازار سے سودا سلف بھی لے آیا کرتے تھے۔ (FC:15.4)

یہ خصوصیات ہمارے پیارے نبی ﷺ کی عاجزی کو ظاہر کرتی ہیں۔

❓ کیا ہم اپنے گھر کا کام کرتے ہیں یا اپنی امی اور ملازم کو آوازیں دیتے رہتے ہیں؟

اہم مہمان: رسول اللہ ﷺ کے کچھ خاص دوست، خاندان کے لوگ وغیرہ جنہوں نے کچھ مسئلہ پوچھنا ہوتا تو وہ آپؐ سے گھر پر ملنے بھی آتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان نبی ہیں اور وہ ہر مسئلے کا حل بتا سکتے ہیں۔ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس علم سیکھنے آتے تھے اور ظہر کی نماز تک آپؐ لوگوں کی تعلیم و تربیت کیا کرتے تھے۔ پھر ظہر کی نماز پڑھنے چلے جاتے ۔(FC:15.5)

❓ کیا ہم اپنے بہن بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ پڑھنے میں مدد کرتے ہیں؟

بازار جانا: رسول اللہ ﷺ پورے مدینے کے مسائل حل کرنے کے لیے ظہر کی نماز کے بعد بازاروں اور مارکیٹوں میں گھومتے تھے۔ آپؐ خرید و فروخت دیکھتے، تولنے و ماپنے کا پیمانہ چیک کرتے۔ اس طرح آپؐ کا گھومنا پھرنا لوگوں میں یقین اور اعتماد پیدا کرتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ بازار جاتے تھے تو لوگ آسانی سے آپؐ سے اپنی شکایتیں اور مسئلے حل کراتے تھے۔ آپؐ لوگوں کی باتیں اور مسئلے غور سے سنتے تھے اور ان کو حل بتایا کرتے تھے۔

❓ کیا ہم لوگوں کے معاملات سنتے اور حل کرتے ہیں؟ کیا ہم کوشش کرتے ہیں کہ اپنے والدین کو تنگ نہ کریں اور بہن بھائیوں کے ساتھ نہ جھگڑیں؟ اور اگر کسی کو کوئی مدد چاہیے ہو، تو ہم مدد کر دیں؟

آرام (قیلولہ): کھانا کھانے کے بعد یا عصر کی نماز سے پہلے رسول اللہ ﷺ آرام کیا کرتے تھے۔ اس طرح مختصر آرام کرنا 'قیلولہ' کہلاتا ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے پھر آپؐ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے جاتے تھے۔ (FC:15.6)

❓ کیا ہم اپنے بڑوں کو اس سنت کا بتائیں گے؟ کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے آنکھیں بند کر کے قیلولہ کریں گے؟

اپنی ازواج کے پاس جانا: نماز پڑھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی تمام ازواج کے گھر ملنے جاتے اور ہر ایک سے ان کی صحت کے متعلق پوچھتے۔ ان کے مسئلوں کو حل کرتے۔ اپنی ازواج سے ملنے کے لیے آپؐ اپنے وقت کا خاص خیال رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ ہر بیوی رسول اللہ ﷺ کو خوش آمدید کہنے کے لیے تیار رہتی تھیں۔

نمازِ مغرب: آپؐ مغرب کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد جاتے تھے۔

عورتوں کو تعلیم دینا: مغرب کی نماز کے بعد نبی ﷺ اپنی بیوی کے گھر جاتے (جس کی باری ہوتی) وہاں پر تمام خواتین جمع ہو جاتیں اور رسول اللہ ﷺ سے علم حاصل کرتیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کو مذہبی اور گھریلو ذمہ داریوں کے بارے میں تعلیم دیتے۔ کچھ خواتین عورتوں کے اہم مسائل بھی رسول اللہ ﷺ سے پوچھتی تھیں۔ کچھ مسئلوں کے جواب رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج کو دیتے جو آگے پھر دوسری خواتین کو بتا دیتی تھیں۔

سونے اور جاگنے میں اعتدال: رسول اللہ ﷺ سونے اور جاگنے میں اعتدال رکھتے تھے۔ نہ زیادہ سوتے اور آرام کرتے تھے اور نہ ہی ہر وقت کام کرتے تھے بلکہ آپؐ نے اپنی رات کو تقسیم کیا ہوا تھا کچھ دیر سوتے اور کچھ دیر عبادت کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد سو جایا کرتے تھے اور آدھی رات کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے جب آپؐ جاگتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے پھر وضو کر کے نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر آرام کرتے اور پھر نماز فجر کے لیے جاگتے تھے۔ نماز فجر میں سنت پڑھ کر دائیں کروٹ پر سو جاتے اور پھر دوبارہ وضو کر کے فرض نماز ادا کرتے۔

رات کو سونے سے پہلے وضو کرنا: رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ آپؐ رات کو سونے سے پہلے وضو کر کے سوتے تھے۔

❓ کیا ہم روزانہ رات کو وضو کر کے سونے کی کوشش کرتے ہیں؟

رات کو سونا رسول اللہ ﷺ اپنے بستر کو جھاڑ کر سوتے تھے۔

❓ کیا ہم اس سنت پر عمل کریں گے؟

سونے سے پہلے بات چیت کرنا: نماز عشاء کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں سے ذاتی، گھریلو، سماجی اور مذہبی موضوعات پر بات چیت کر کے سوتے تھے۔

❓ کیا ہم سونے سے پہلے اپنے گھر والوں سے بات چیت کرتے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ کر سوتے تھے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَ اَحْیَاءِ (بخاری) (FC:15.6)

''اے اللہ! آپ کے نام کے ساتھ ہی مرتا (سوتا) اور زندہ ہوتا (جاگتا) ہوں''۔

آپؐ رات کو سونے سے پہلے آیۃ الکرسی بھی پڑھا کرتے تھے

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ۵ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ

وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝

- بچو! آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنا اچھا دن گزارتے تھے؟ کیا کیا کام کرتے تھے؟ (بچوں سے دہرائی کروائیں)۔ کیا یہ کام مشکل ہیں؟ بالکل بھی نہیں! اگر ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں، تو ہمیں بھی ایسے ہی کام کرنے ہوں گے۔
- آج ہماری مسلم ہیرو کی آخری کلاس ہے۔ اب آپ کا کام کیا ہے؟ بہت سی کتابیں لیں، اور ایسے صحابہ کرامؓ کے بارے میں پڑھیں، جنھوں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا، اور ان جیسے کام کرنے کی کوشش کریں، کیونکہ ہماری زندگی کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے معمولات پر جب سوالات کریں تو بچوں کو اظہار خیال کا موقع دیں تاکہ ان کا ذہن کھلے اور سنت پر عمل کرنے کے مختلف طریقے سامنے آئیں۔ اس سبق کے لیے 'رسول اللہ ﷺ کے معمولات اور معاملات' سے مدد لیں۔

مسلم ہیروز

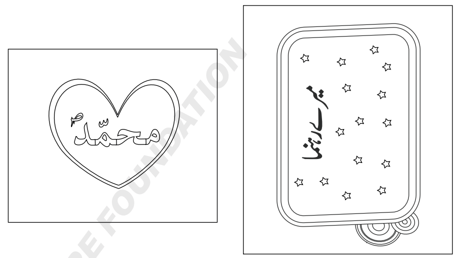
آرٹ ایکٹیوٹی

فہرست

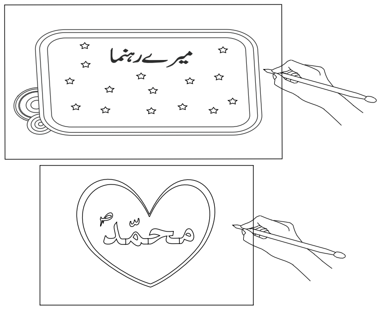


درکار اشیاء

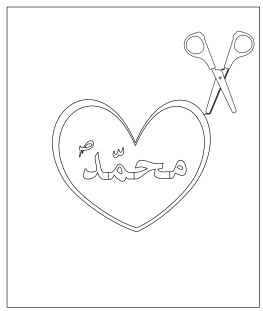
طریقہ کار:



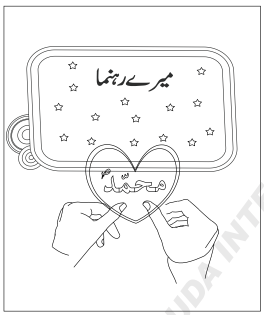
1	فوٹو کاپی شدہ کاغذ دیں۔



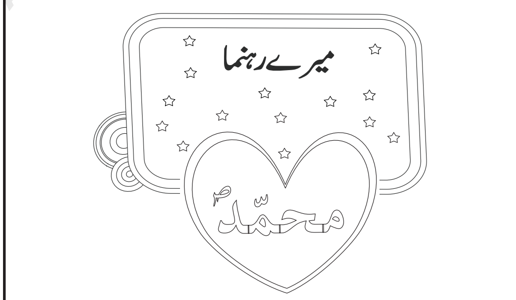
2	رنگ بھریں ۔



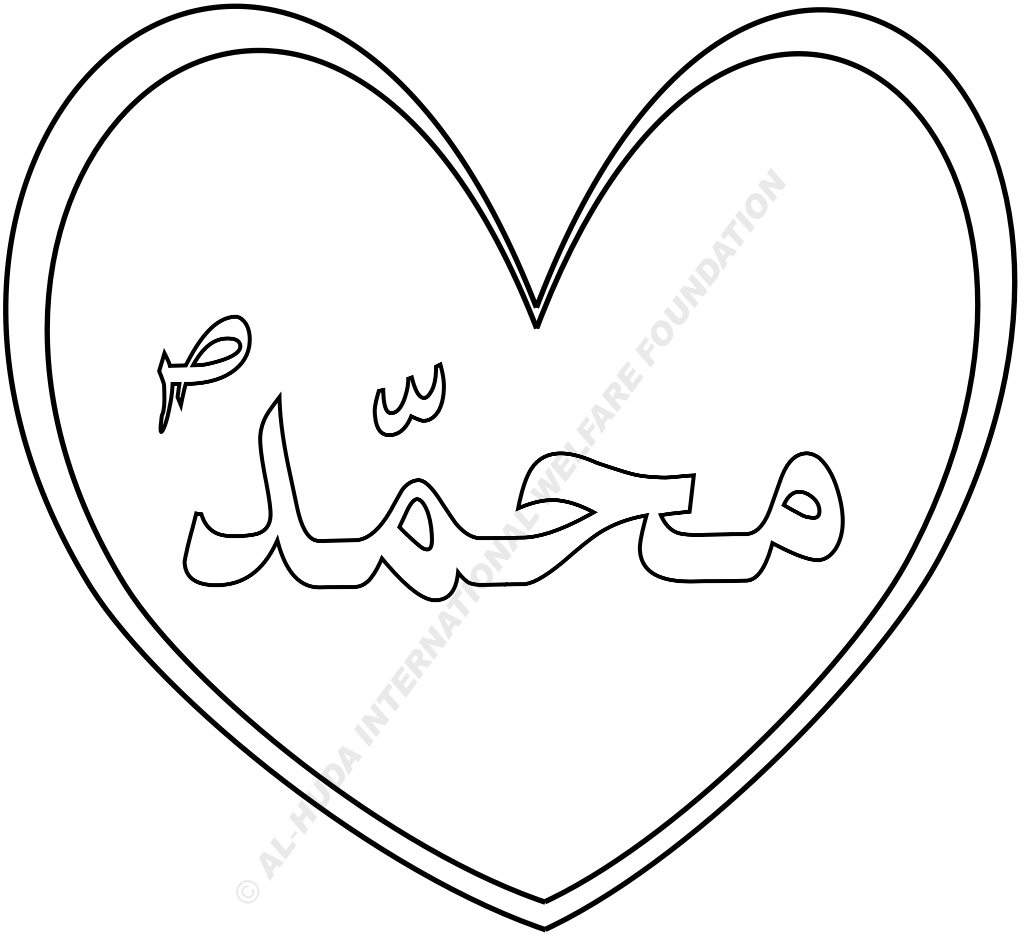
3	کاغذ کاٹیں۔



4	دوسرے کاغذ پر چپکائیں۔



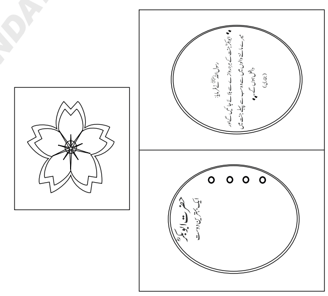
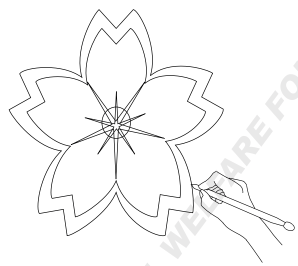
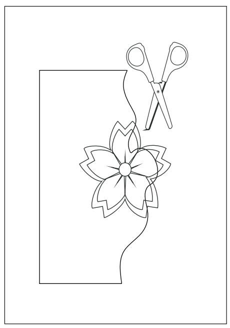
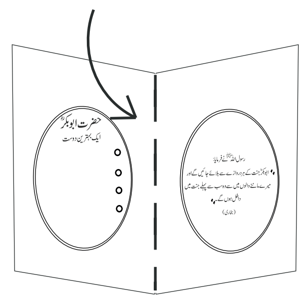
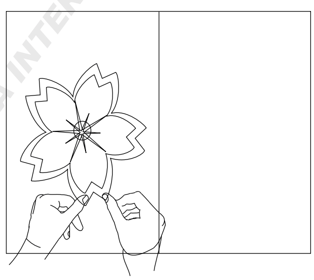
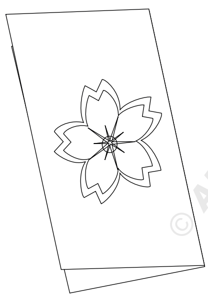
5	مکمل خاکہ

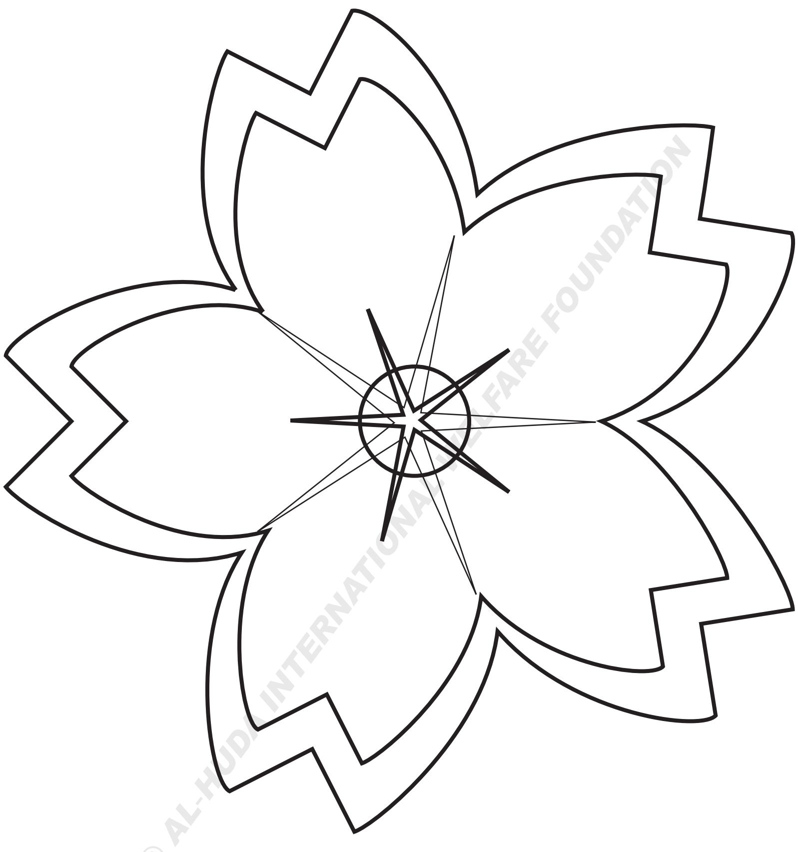

محمّد ص


میرے رہنما



طریقہ کار:

		
1 فوٹو کاپی شدہ کاغذ دیں۔	2 رنگ بھریں۔	3 کاغذ کاٹیں۔
		
4 کاغذ کو دوہرا کریں۔	5 پھول کاغذ کے باہر چپکائیں۔	6 مکمل خاکہ



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابوبکرؓ جنت کے ہر دروازے سے بلائے جائیں گے اور میرے ماننے والوں میں سے وہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔"

(بخاری)

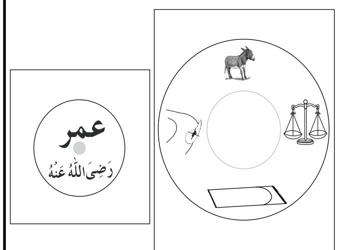
حضرت ابوبکرؓ

ایک بہترین دوست

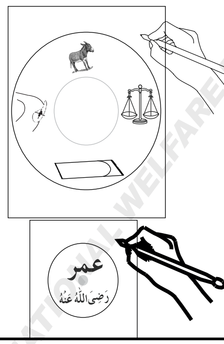
سبق نمبر 3 : حضرت عمر رضی اللہ عنہ



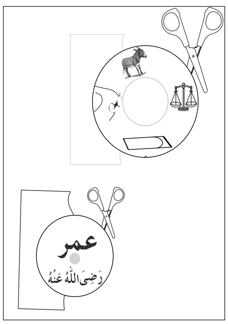
طریقہ کار:



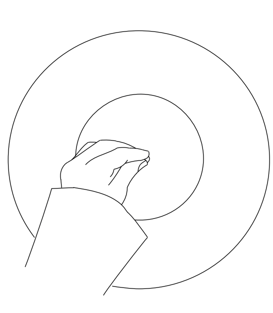
1 فوٹو کاپی شدہ کاغذ دیں۔



2 رنگ بھریں۔



3 کاغذ کاٹیں۔



4 کاغذوں کو سٹار پن سے جوڑیں۔



5 مکمل خاکہ

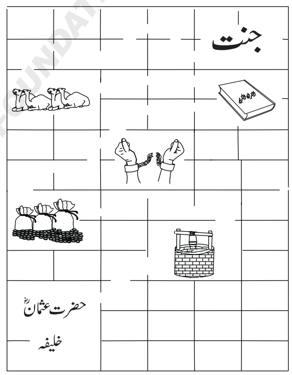


عمر

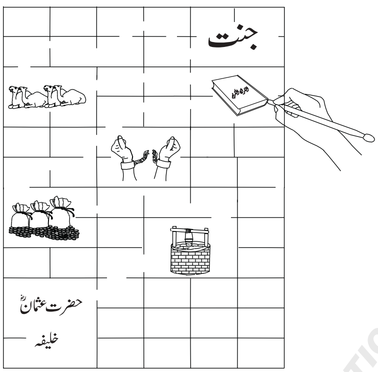
رَضِيَ اللهُ عَنهُ



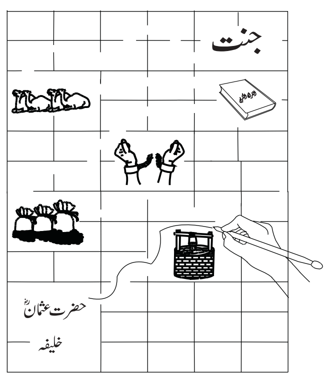
طریقہ کار:



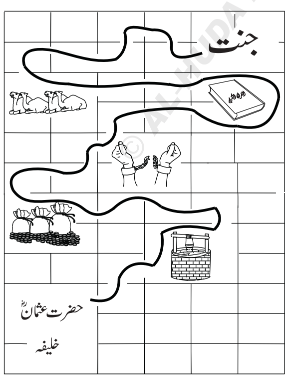
1 فوٹو کاپی شدہ کاغذ دیں۔



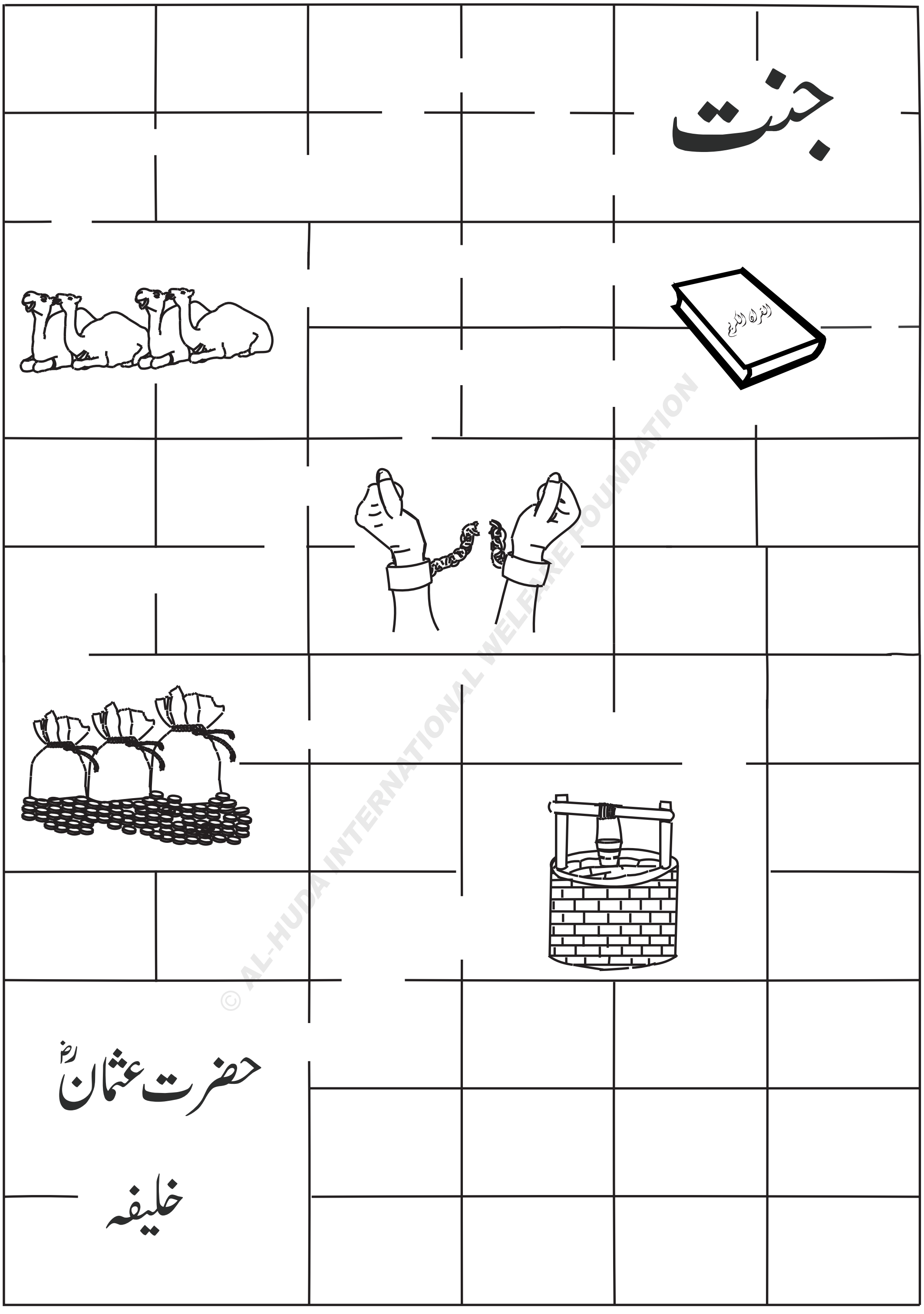
2 رنگ بھریں ۔



3 راستہ تلاش کریں۔



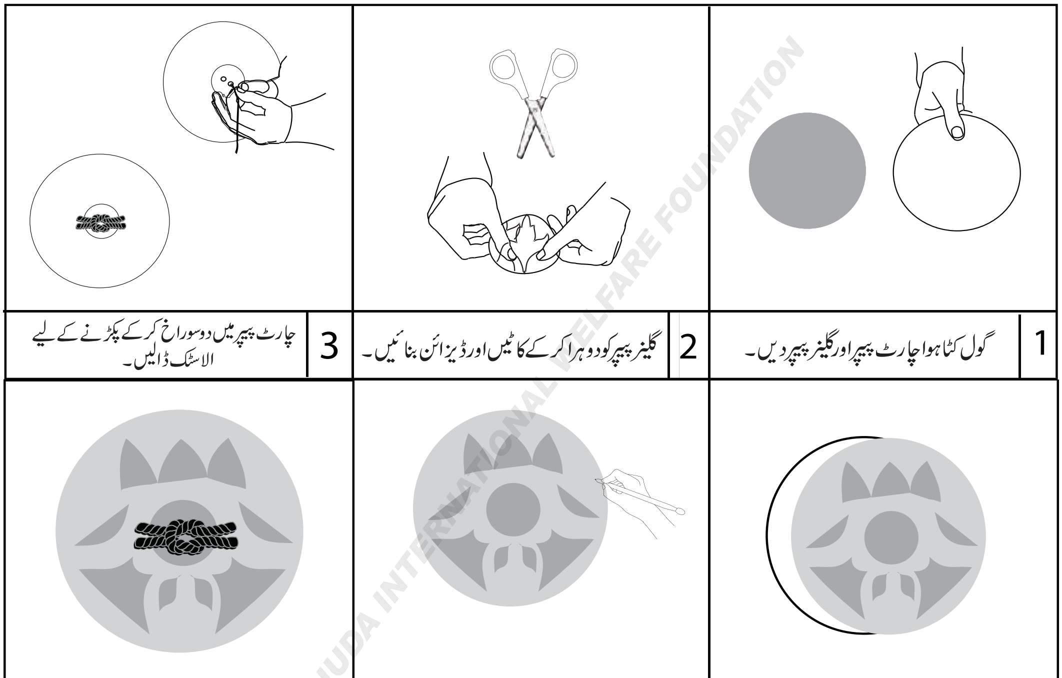
4 مکمل خاکہ


جنت
القرآن الكريم
حضرت عثمانؓ
خلیفہ



درکار اشیاء

طریقہ کار:



1 گول کٹا ہوا چارٹ پیپر اور گلیز پیپر دیں۔	2 گلیز پیپر کو دوہرا کر کے کاٹیں اور ڈیزائن بنائیں۔	3 چارٹ پیپر میں دو سوراخ کر کے پکڑنے کے لیے الاسٹک ڈالیں۔
4 دونوں کاغذ آپس میں چپکائیں۔	5 اس کو سجائیں۔	6 مکمل خاکہ Back

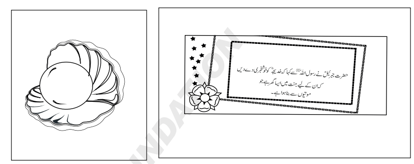


6 مکمل خاکہ Front

سبق نمبر 6 : حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا



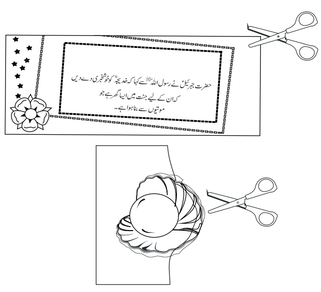
طریقہ کار:



1 ہر بچے کو فوٹو کاپی شدہ کاغذ دیں۔



2 سجائیں۔



3 کاٹیں۔

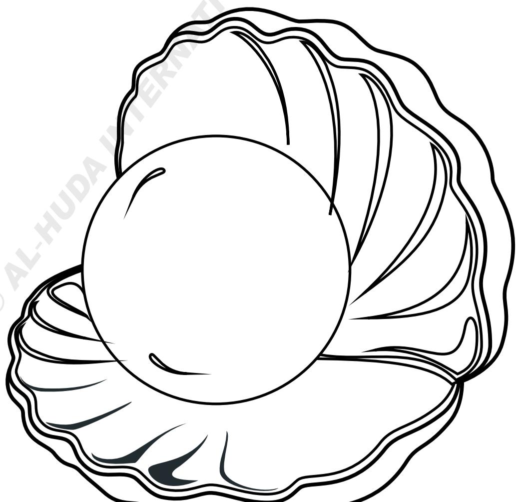


4 چپکائیں۔



5 مکمل خاکہ

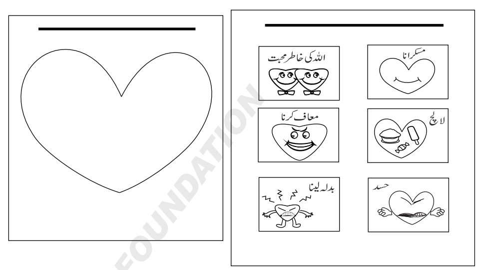
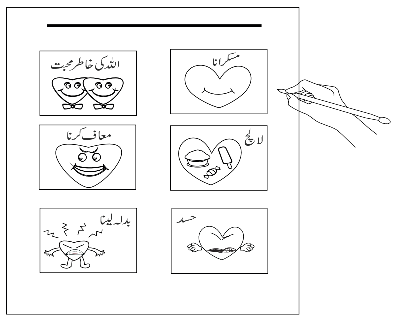
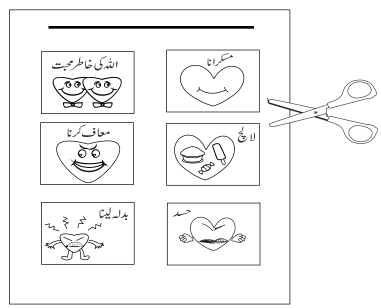
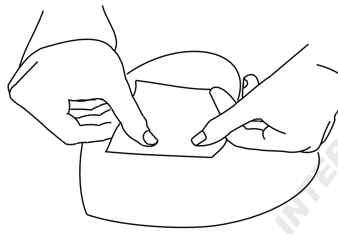
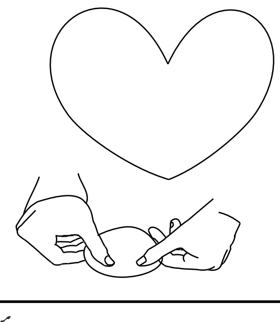
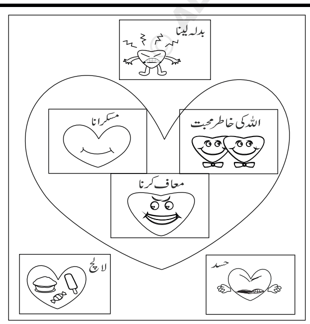
حضرت جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ خدیجہؓ کو خوشخبری دے دیں
کہ ان کے لیے جنت میں ایسا گھر ہے جو
موتیوں سے بنا ہوا ہے۔





درکار اشیاء

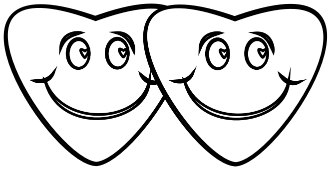
طریقہ کار:

	
1 فوٹو کاپی شدہ کاغذ دیں۔	2 رنگ بھریں۔
	
3 ڈبوں کو کاٹیں۔	4 مطلوب جذبات دل کے اندر چپکائیں۔
	
5 غیر مطلوب جذبات دل کے باہر چپکائیں۔	6 مکمل خاکہ

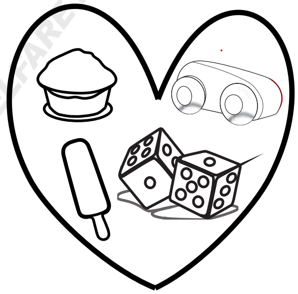
مسکرانا



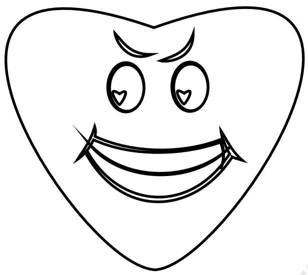
اللہ کی خاطر محبت



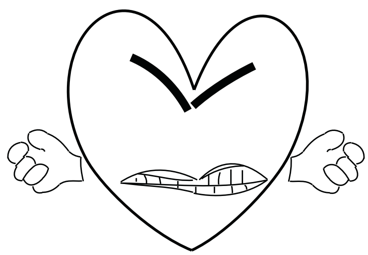
لالچ



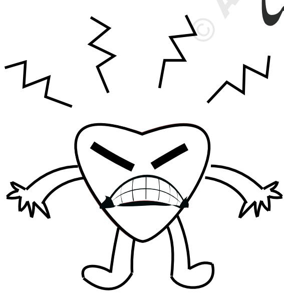
معاف کرنا

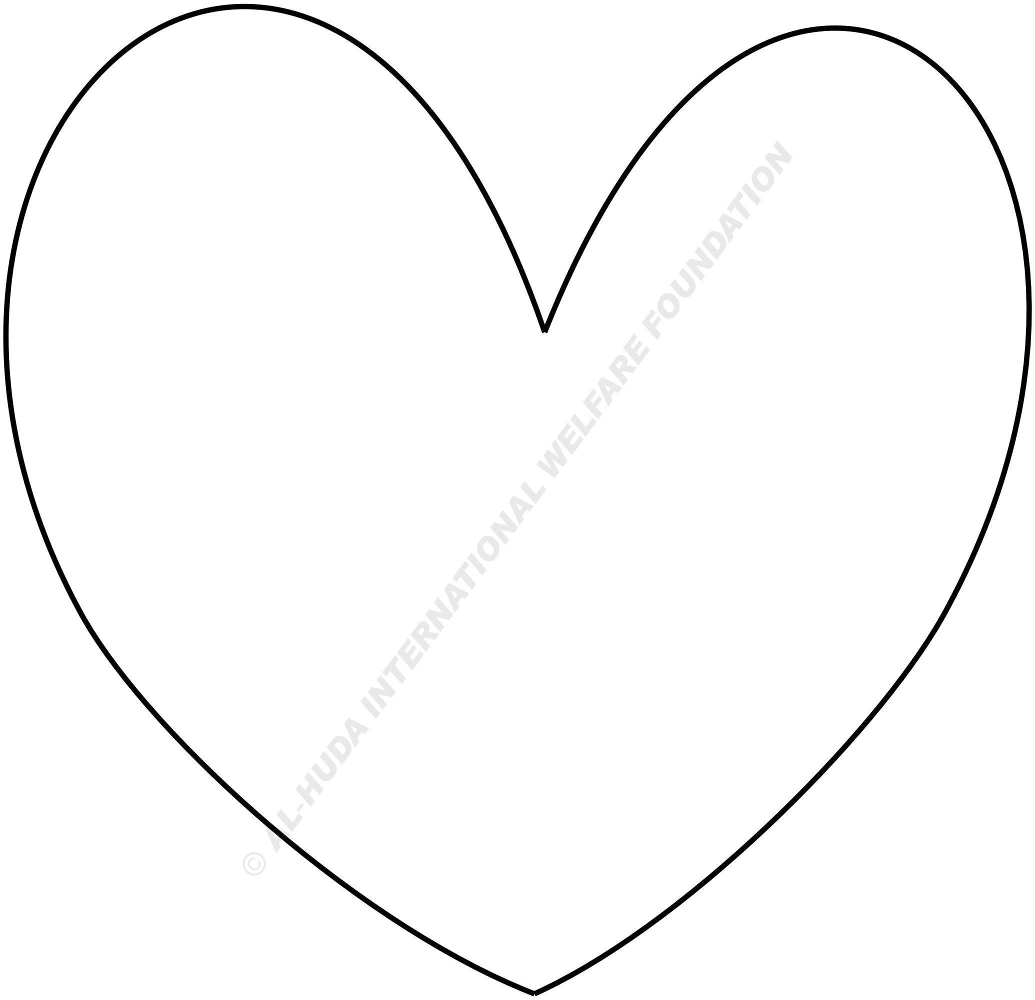


حسد



بدلہ لینا

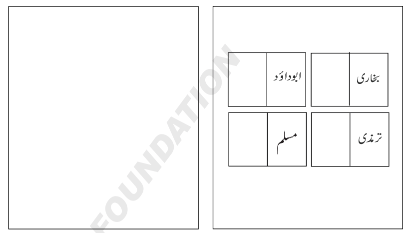




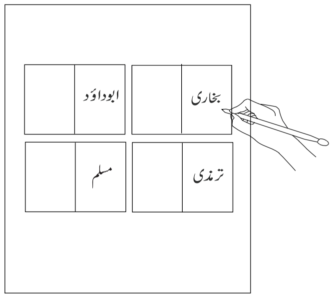
سبق نمبر 8 : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا



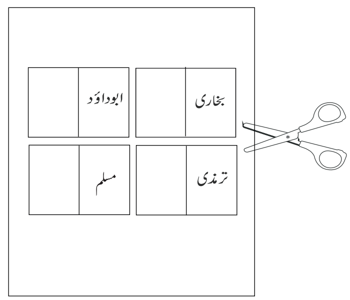
طریقہ کار:



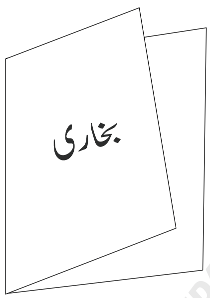
1 سادہ اور فوٹو کاپی شدہ کاغذ دیں۔



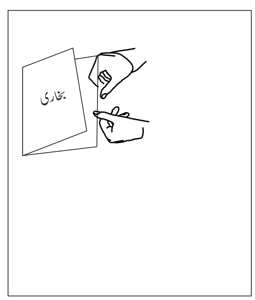
2 رنگ بھریں۔



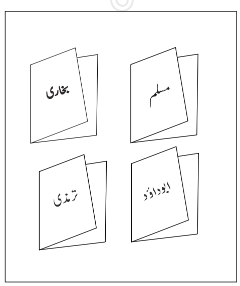
3 کاٹیں۔



4 دوہرا کریں۔



5 سادے کاغذ پر چپکائیں۔



6 مکمل خاکہ

بخاری

مسلم

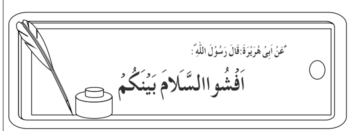
ابوداؤد

ترمذی

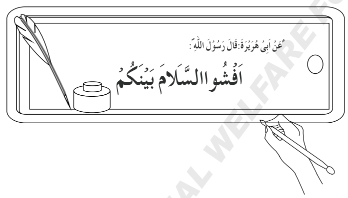
سبق نمبر 9 : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ



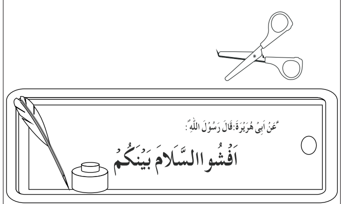
طریقہ کار:



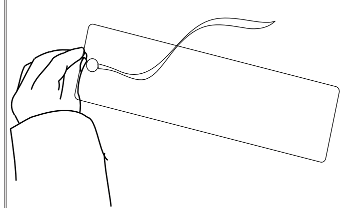
1 فوٹو کاپی شدہ کاغذ دیں۔



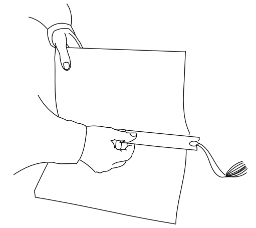
2 رنگ بھریں۔



3 کاٹیں۔



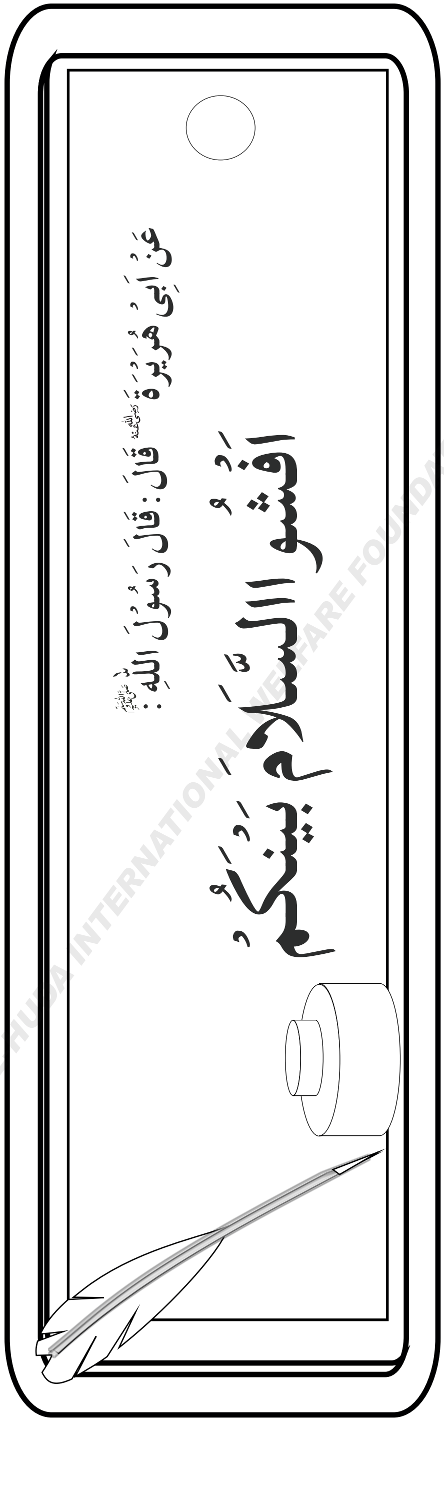
4 پنچ کر کے اندر ربن ڈالیں



5 بک مارک کے طور پر استعمال کریں۔

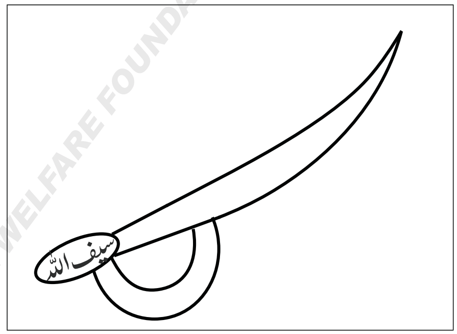


6 مکمل خاکہ

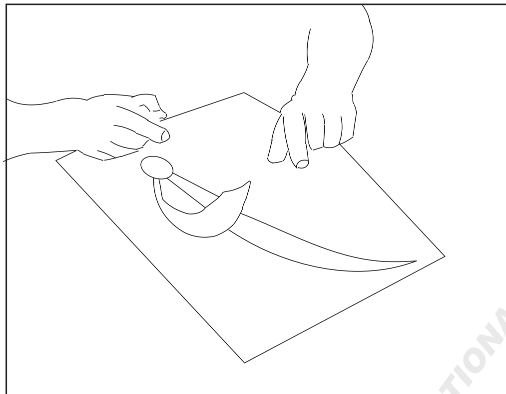

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:
أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ



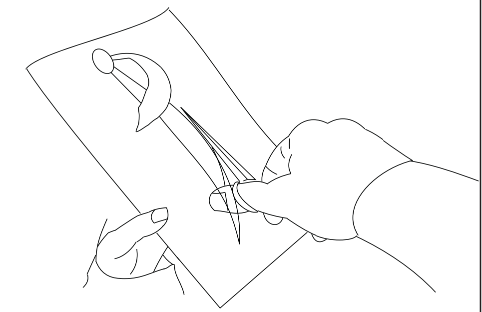
طریقہ کار:



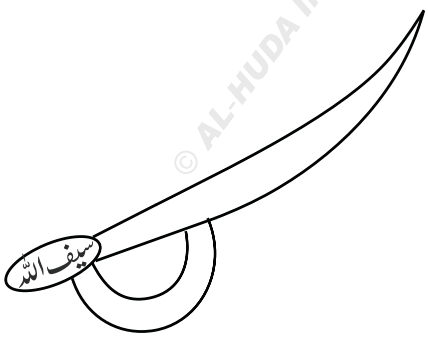
1 اس کاغذ کو A3 سائز پر کاپی کرائیں۔



2 موٹے چارٹ/کارڈ بورڈ پر اس کو چپکائیں

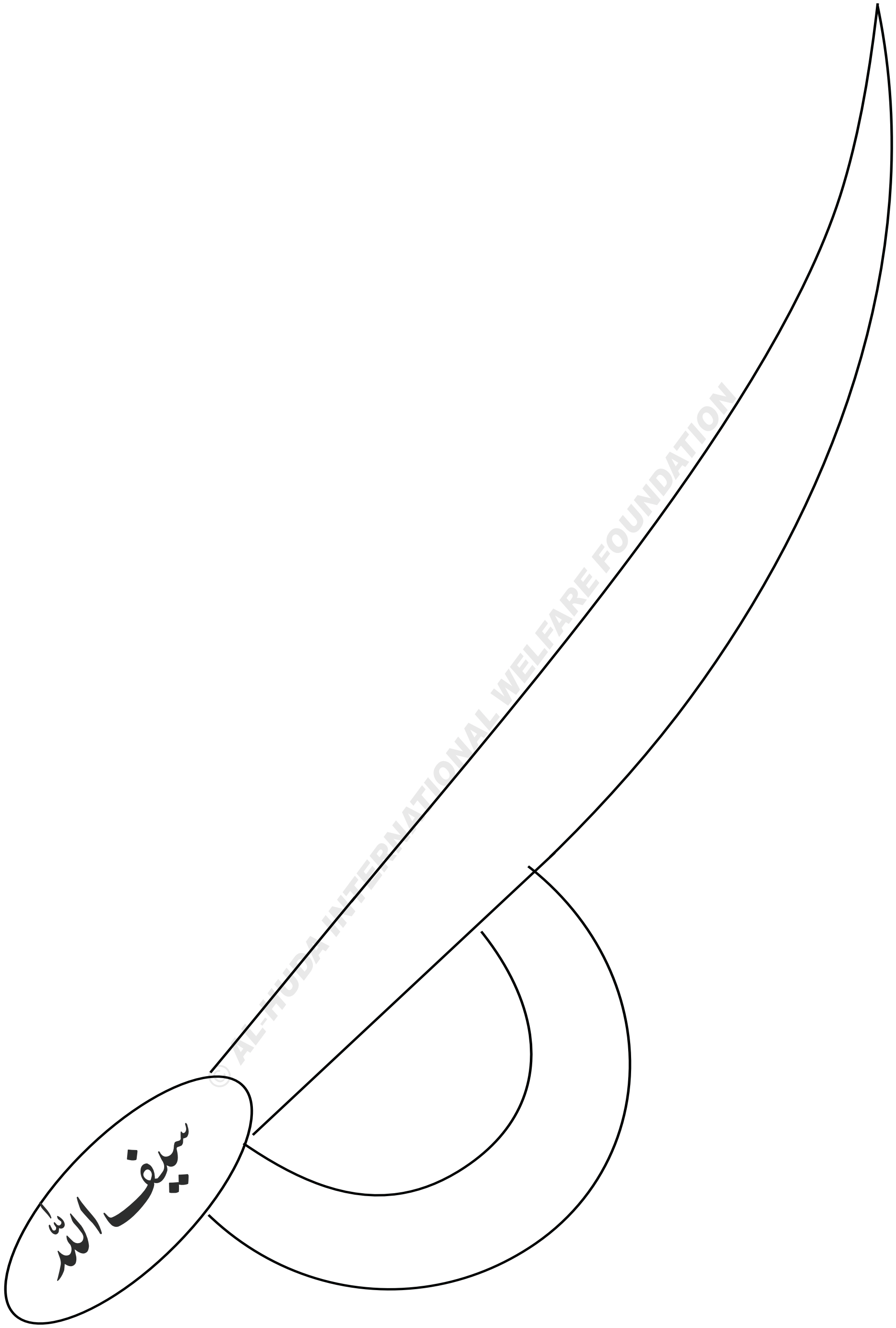


3 کاٹیں۔



4 مکمل خاکہ

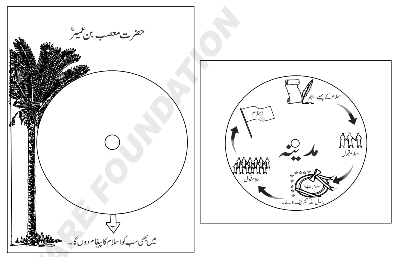
سبق نمبر10 : حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ



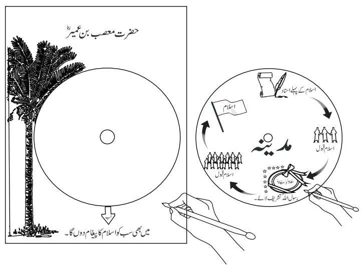
سبق نمبر11 : حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ



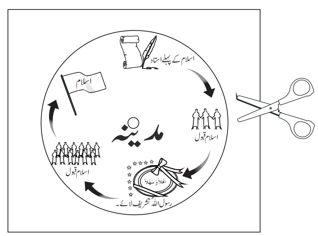
طریقہ کار:



1 فوٹو کاپی شدہ کاغذ دیں۔



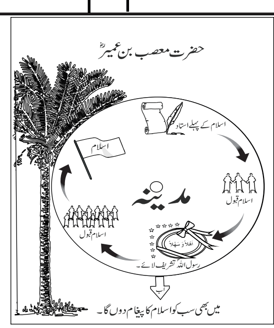
2 رنگ بھریں۔



3 کاٹیں۔

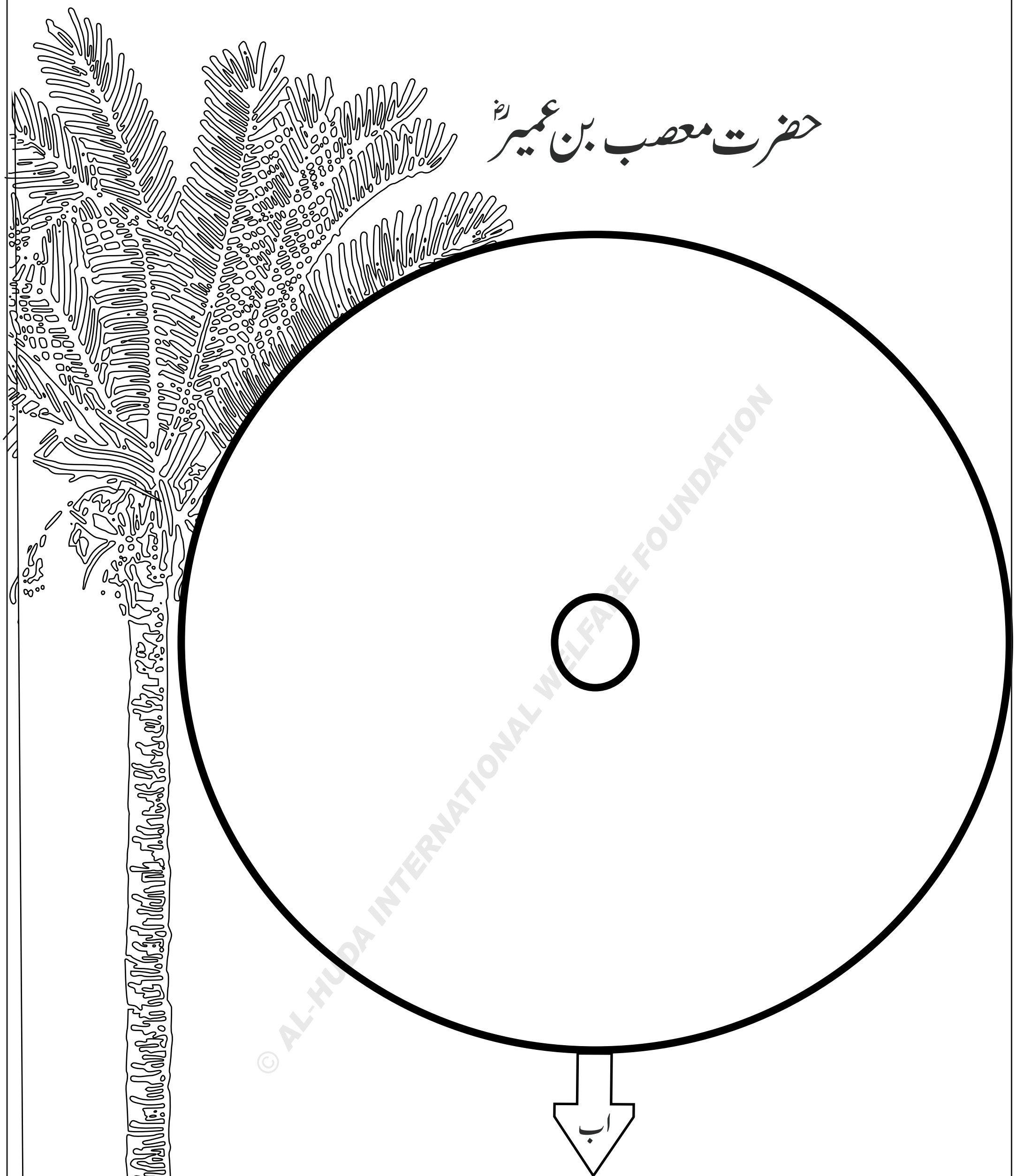


4 سٹار پن کے ذریعے دونوں کاغذ جوڑیں۔

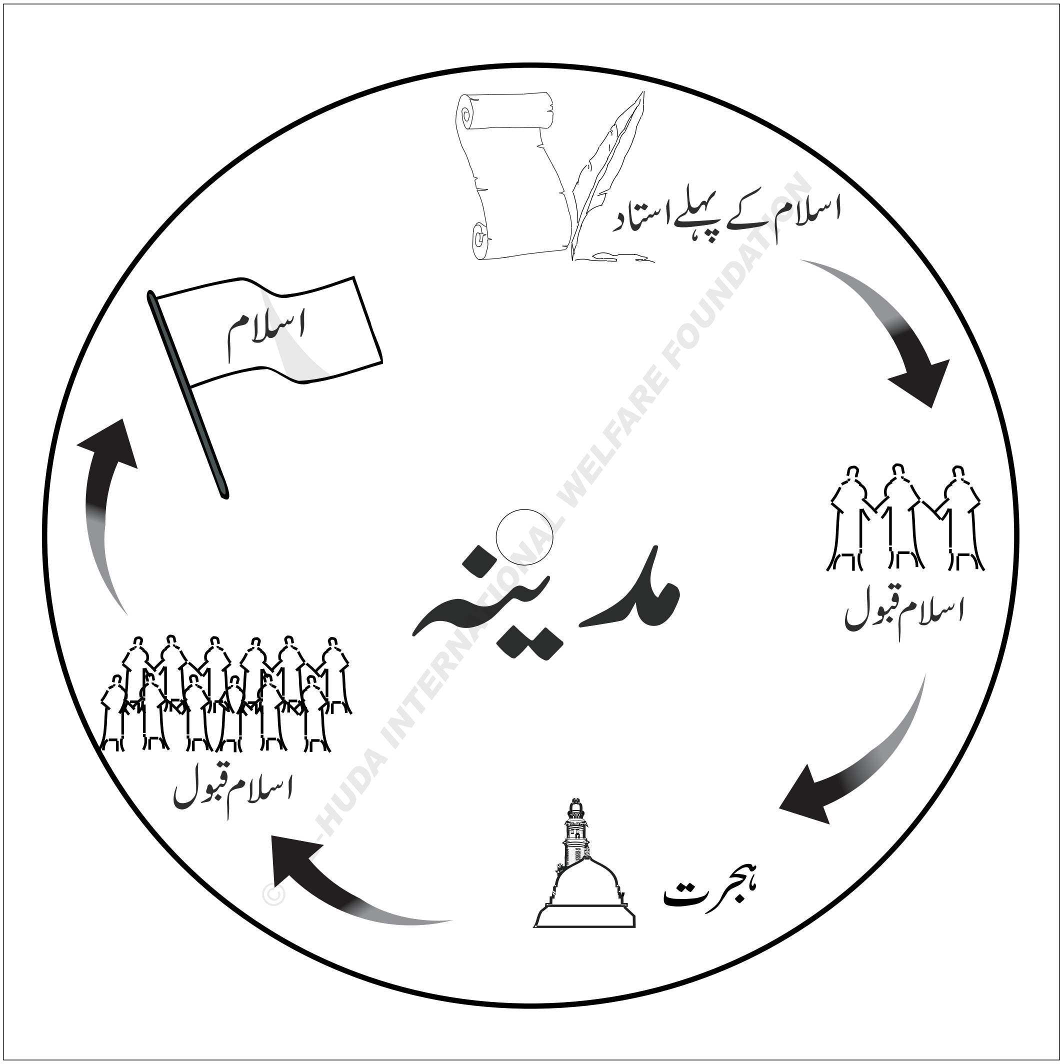


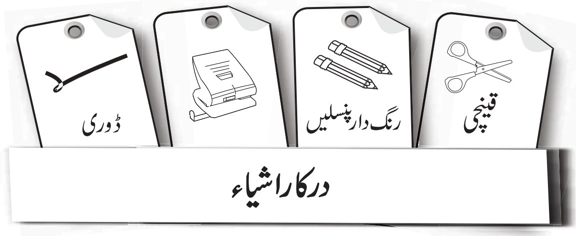
5 مکمل خاکہ

حضرت مصعب بن عمیرؓ

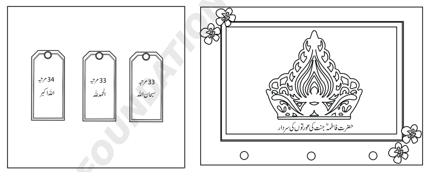


میں بھی سب کو اسلام کا پیغام دوں گا

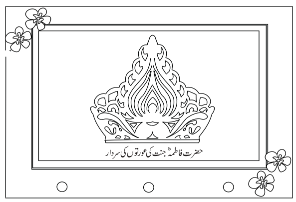

اسلام کے پہلے استاد
اسلام قبول
ہجرت
اسلام قبول
اسلام
مدینہ
© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION



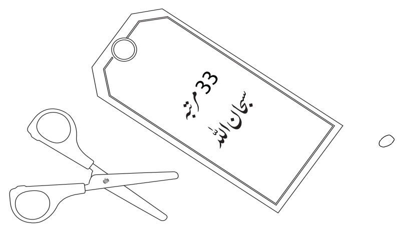
طریقہ کار:



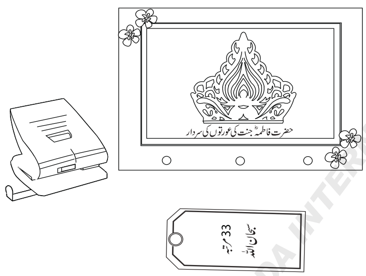
1 فوٹو کاپی شدہ کاغذ دیں۔



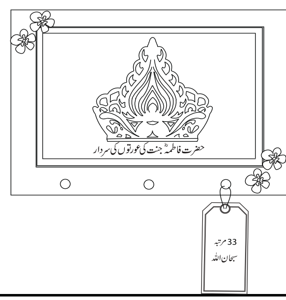
2 رنگ بھریں



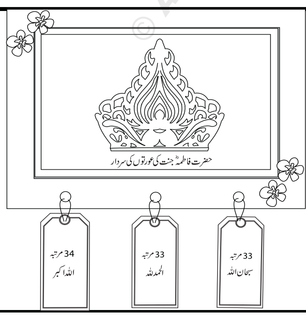
3 تسبیحات کاٹ لیں۔



4 دونوں کو پنچ کریں۔



5 ڈوری کے ذریعے لٹکالیں۔

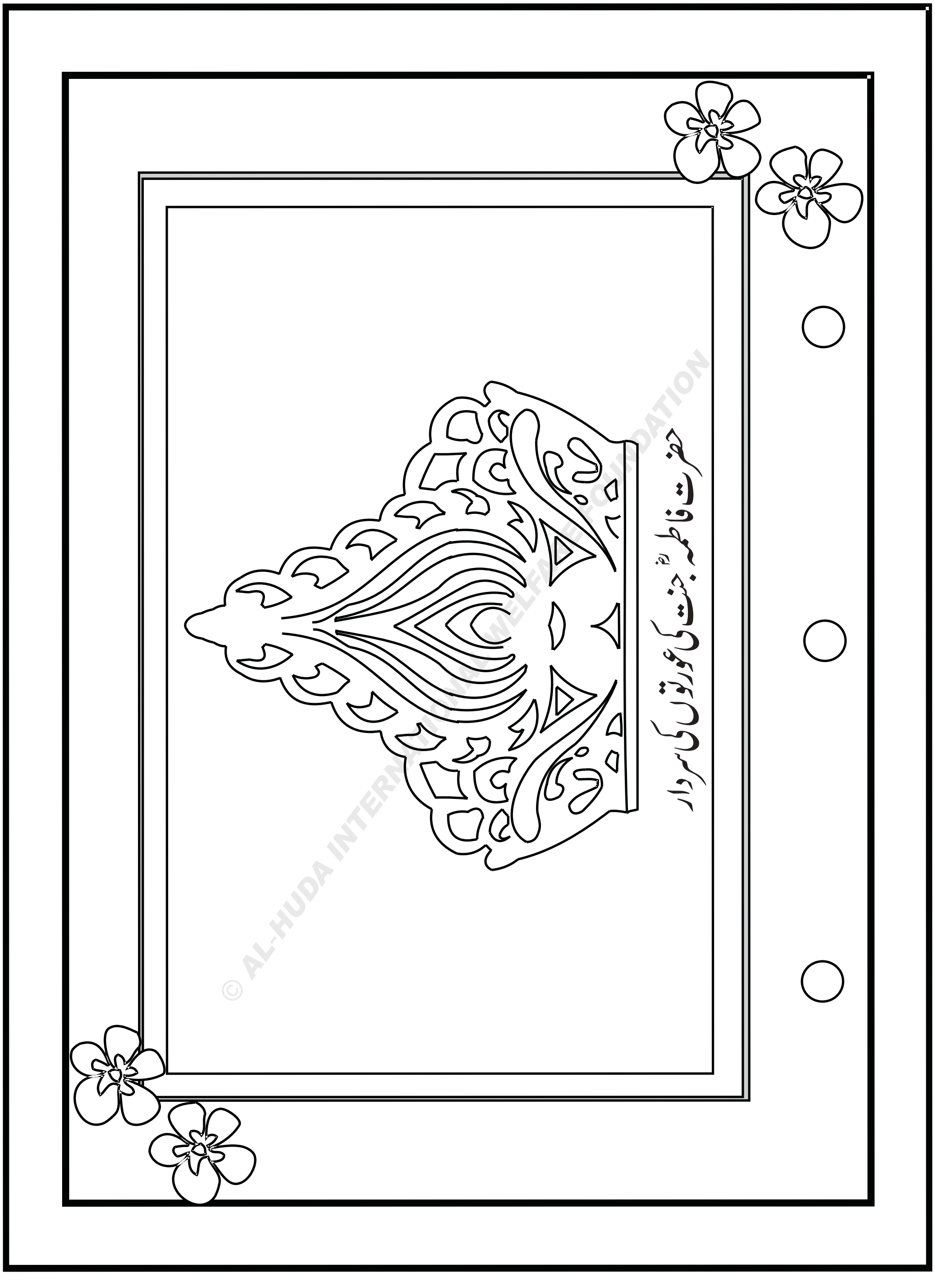


6 مکمل خاکہ

33 مرتبہ
سبحان اللہ

33 مرتبہ
الحمدللہ

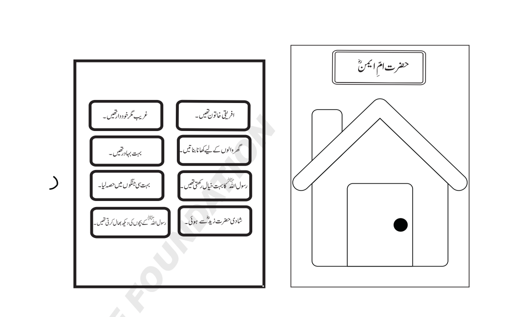
34 مرتبہ
اللہ اکبر


حضرت فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار

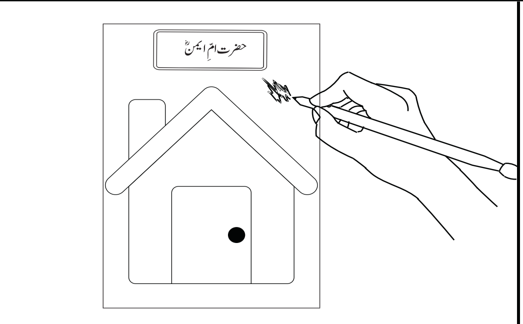
سبق نمبر13: حضرت امّ ایمن رضی اللہ عنہا



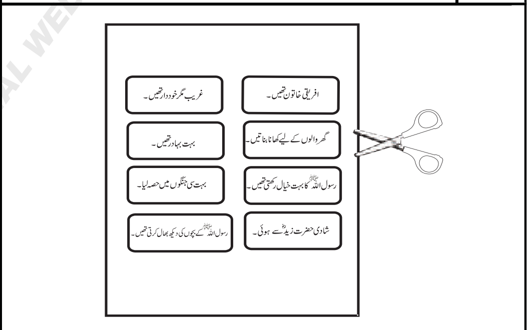
طریقہ کار:



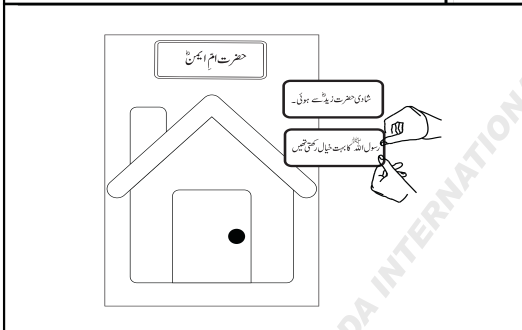
1	ہر بچے کو فوٹو کاپی شدہ کاغذ دیں۔



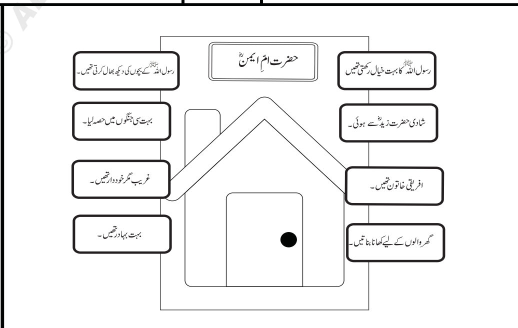
2	رنگ بھریں۔



3	امِ ایمنؓ کی خوبیوں والے ڈبے کاٹ لیں۔

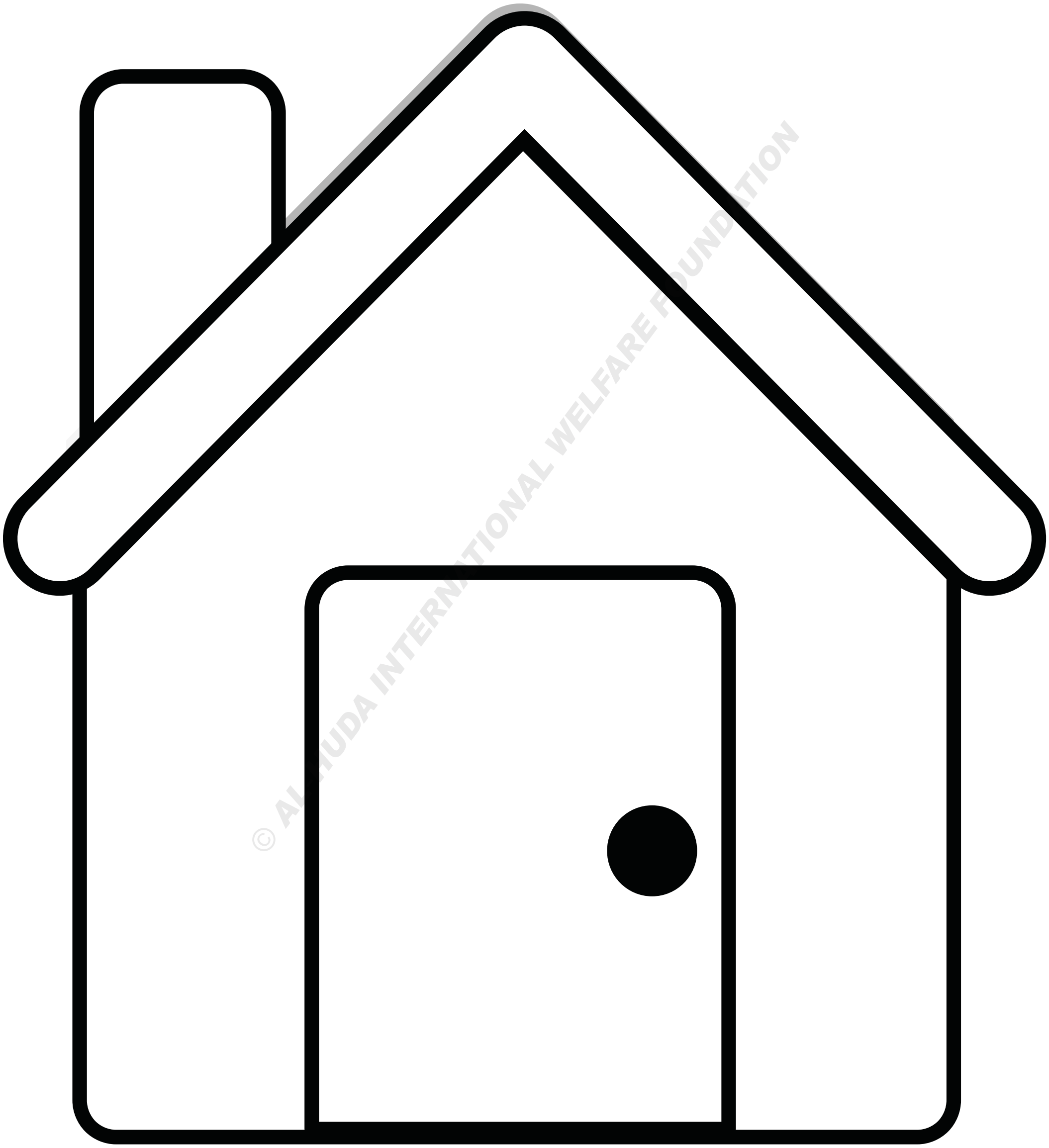


4	بنے ہوئے گھر کے اوپر ڈبوں کو چپکائیں۔



5	مکمل خاکہ

حضرت امِّ ایمن رضی اللہ عنہا

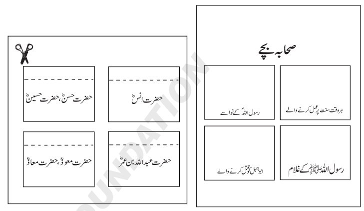


افریقی خاتون تھیں۔	غریب مگر خوددار تھیں۔
گھر والوں کے لیے کھانا بناتیں۔	بہت بہادر تھیں۔
رسول اللہ ﷺ کا بہت خیال رکھتی تھیں۔	بہت سی جنگوں میں حصہ لیا۔
شادی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔	رسول اللہ ﷺ کے بچوں کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔

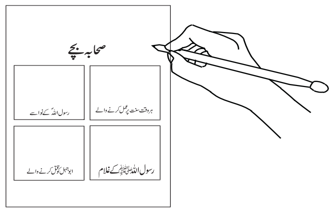
سبق نمبر 14: صحابہ بچے



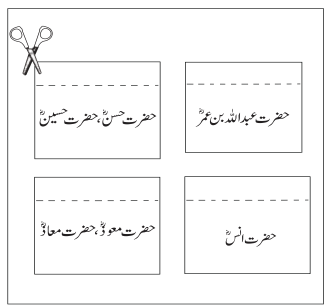
طریقہ کار:



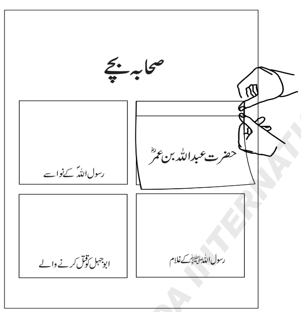
1 فوٹو کاپی شدہ کاغذ دیں۔



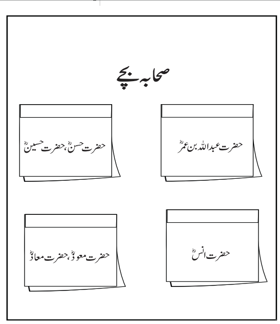
2 کاغذ کو سجائیں



3 ڈبوں کو کاٹیں۔



4 ناموں والے ڈبوں کو دوسرے کاغذ پہ بنے ڈبوں پر چپکائیں۔



5 مکمل خاکہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ	حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ
حضرت انسؓ	حضرت معوذؓ، حضرت معاذؓ

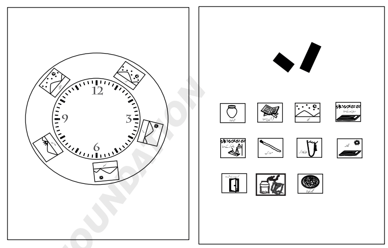
صحابہ بچے

ہر وقت سنت پر عمل کرنے والے	جنت کے سردار
رسول اللہ ﷺ کے غلام	ابو جہل کو قتل کرنے والے

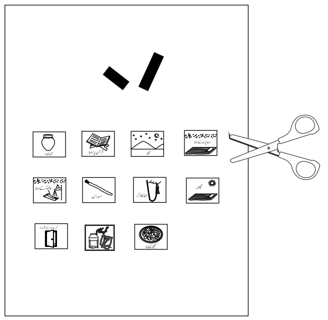
سبق نمبر 15: رسول اللہ ﷺ کا ایک دن



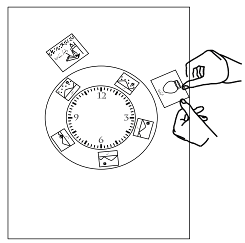
طریقہ کار:



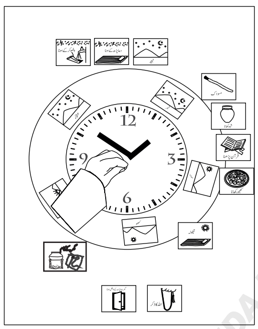
1 فوٹو کاپی شدہ کاغذ دیں۔



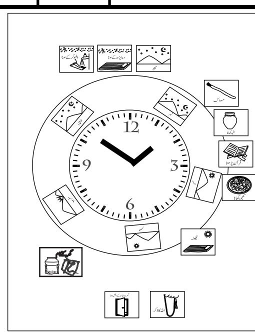
2 کاٹیں۔



3 نمازوں کے دوران والے کام گھڑی کے باہر چپکائیں۔



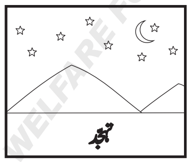
4 سوئیوں کو ستار پن کے ساتھ گھڑی کے ساتھ جوڑیں۔



5 مکمل خاکہ

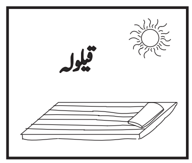
سبق نمبر 15: رسول اللہ ﷺ کا ایک دن

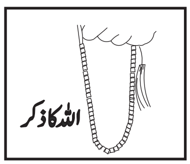


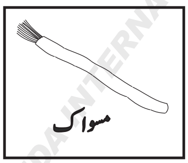






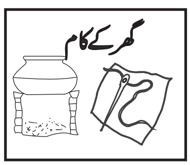


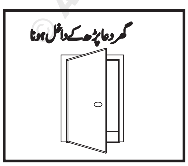


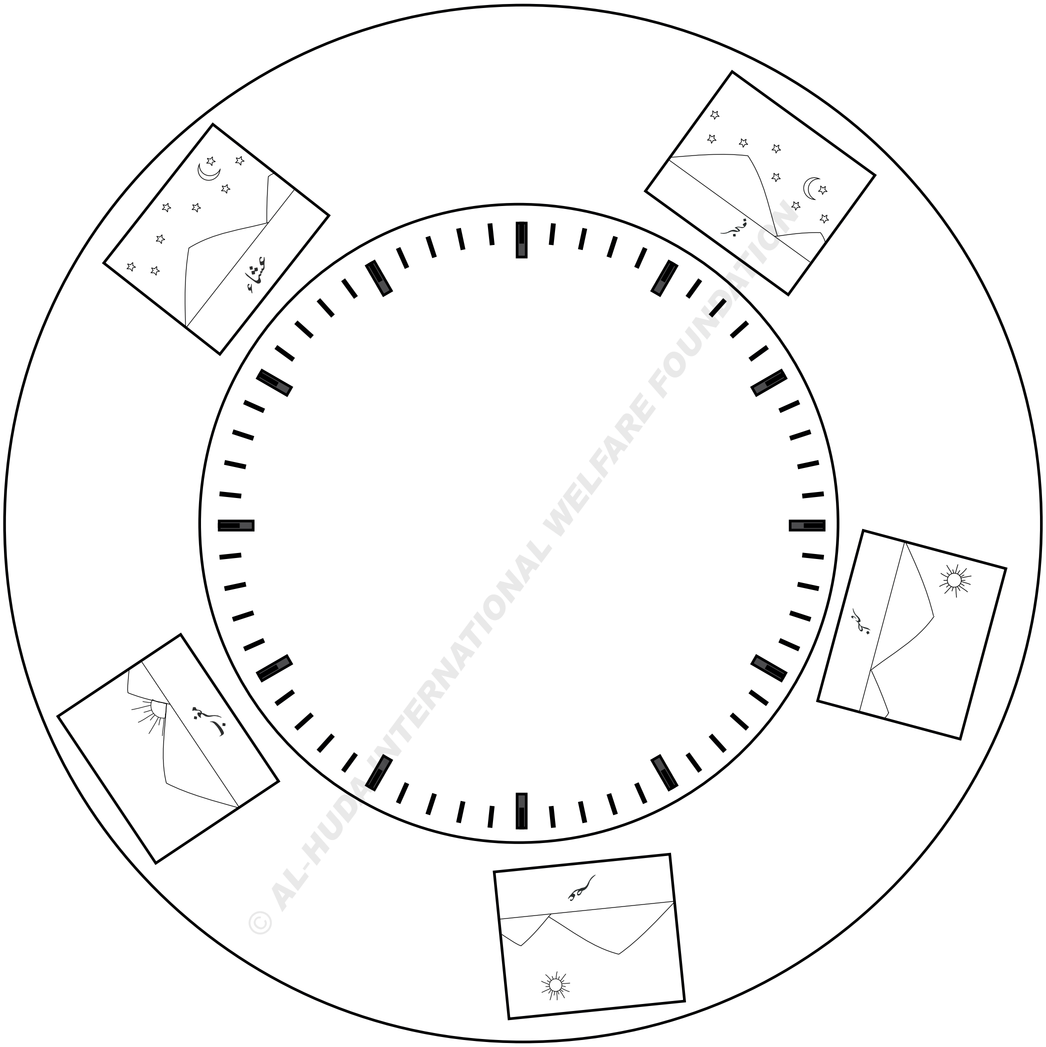











عشاء
فجر

منارالاسلام: ایک تعارف

''منارالاسلام'' ہمارے بچے کے تحت چار سے دس سال کی عمر کے بچوں کا تربیتی اور اصلاحی پروگرام ہے۔ جس میں بچوں کو اسلام کی حقیقی خوبصورتی سے روشناس کرایا جاتا ہے تا کہ وہ مستقبل کے بہترین انسان بنیں اور معاشرے کے لیے مفید شہری ثابت ہوں۔
الھدیٰ کی کچھ فارغ التحصیل ماؤں نے چند سال پیشتر یہ بات شدت سے محسوس کی کہ ہمارے بچوں کا اسلام سے مضبوط تعلق قائم ہونا چاہیے۔ اس سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انھوں نے اس ابتدائی تربیتی کورس کی بنیاد رکھی نیز بچوں کی ماؤں کے لیے انہی اوقات میں ''امہات'' کے نام سے ایک پروگرام ترتیب دیا گیا تا کہ ایسی مائیں جو الہدیٰ سے فارغ التحصیل نہ ہوں وہ بھی مستند اسلامی علم سے محروم نہ رہیں۔
اس کورس میں اسلامی عقائد و آداب پر مشتمل تعلیم بچوں کی ذہنی سطح کو مدِ نظر رکھتے ہوئے موثر انداز میں دی جاتی ہے۔ بچوں کے معصوم ذہنوں تک رسائی بذاتِ خود ایک مشکل مرحلہ تھا جسے اللہ تعالیٰ کی مدد اور ایک پُر خلوص ٹیم نے آسان بنا دیا۔ یہ ساری ٹیم رضا کارانہ طور پر پوری لگن اور محنت کے ساتھ کام کرتی ہے۔ جس سے یہ پروگرام بہت کامیاب اور مقبول ہوا۔
پروگرام کی کامیابی کے ساتھ ساتھ اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ پروگرام کے اسباق کو باقاعدہ نصاب کی شکل دی جائے اور اس کا باقاعدہ طریقہِ کار وضع کیا جائے۔ الحمدللہ، آج ہم اس مقام پر پہنچے ہیں کہ اس پروگرام کو بہتر بنانے اور مزید آگے بڑھانے کے لیے کتابی شکل دے سکیں۔
چونکہ آج کے بچے کل کے معمار ہیں۔ لہذا بچوں کو اصل اسلامی اقدار سے متعارف کرانے سے ہی قوم ترقی کرے گی اور ایک بہترین معاشرے کا حصول ممکن ہو جائے گا۔ ان شاءاللہ!

ہمارے بچے تعلیمی پروگرام:

مفتاح القرآن: ناظرہ قران تعلیم پروگرام

منارالاسلام : 3 سے 10 سال کے بچوں کی کردار سازی پر مشتمل پروگرام

مصباح القرآن : 10 سے 13 سال کے بچوں کی کردار سازی پر مشتمل پروگرام

امہات کلاس : اسلامی طریقہ تربیت پر مشتمل ماؤں کے لیے پروگرام

تربیتی ورک شاپ برائے اساتذہ : اساتذہ کی صلاحیت و استعداد کو بہتر بنانے کے لیے پروگرام

بچوں کی مطبوعات

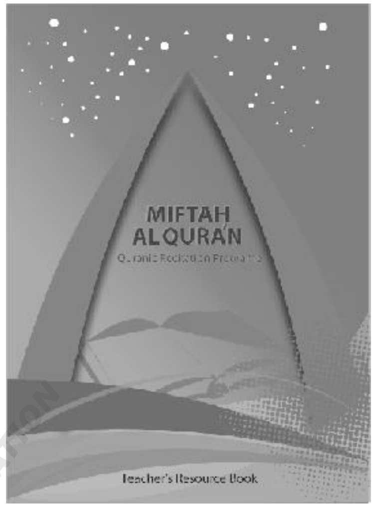
میری نماز (رہنمائے اساتذہ)



Miftah Al Qur'an (Student's Diary)



Miftah Al Qur'an (Teacher's Resource Book)



رمضان سے ذوالحجہ (رہنمائے اساتذہ)



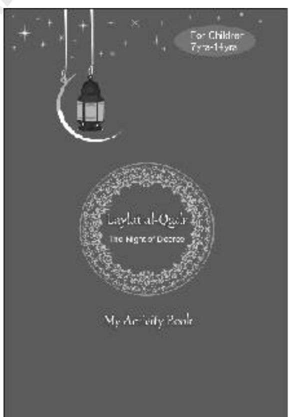
چھٹیاں! بچے کیا کریں؟ (پمفلٹ)



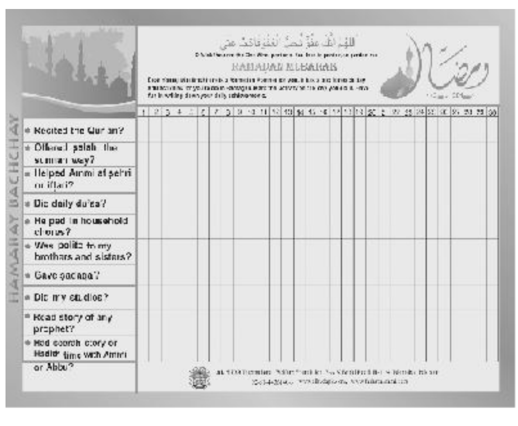
رمضان سے ذوالحجہ (فلیش کارڈز)

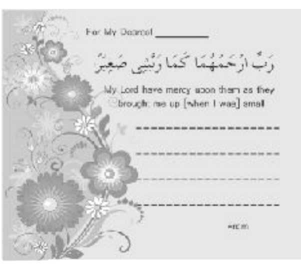


Laylat al Qadr (Activity Book)



Ramadan Planner





Card for Parents

الھدیٰ پبلی کیشنز کی مطبوعات

کتب

- تعلیم القرآن القراء ۃ و الکتابۃ
- قرآن مجید کی منتخب آیات اور سورتیں
- قرآن کریم اور اس کے چند مباحث
- حدیث رسول ﷺ ایک تعارف ایک تجزیہ
- قال رسول اللہ ﷺ
- قرآنی اور مسنون دعائیں
- و ایاک نستعین
- فقہ اسلامی ایک تعارف ایک تجزیہ
- اسلامی عقائد
- عربی گرامر
- رب زدنی علما
- صدقہ وخیرات
- حج بیت اللہ
- حسن اخلاق
- ابوبکر صدیق
- میرا جینا میرا مرنا
- بیوگی کا سفر
- فتنوں کے دور میں کیا کرنا چاہیے
- Al-Huda Student Guide

کتابچے

- رسول اللہ ﷺ سے میرا تعلق
- لبیک عمرہ
- زادراہ
- و ایاک نستعین
- قرآنی اور مسنون دعائیں
- سفر کی دعائیں
- آخری سفر کی تیاری
- رمضان مبارک (ذاتی ودعوتی لائحہ عمل)
- رمضان مبارک اور خواتین
- رجب اور شب معراج
- صفر کا مہینہ اور بدشگونی
- جب آفات آئیں
- صلوٰۃ ٹائم
- Labbaik Umrah
- Prayers for Traveling
- Prophet ﷺ Mercy for Children

پمفلٹس

- نماز باجماعت کا طریقہ
- نمازِ فجر کے لیے کیسے بیدار ہوں؟
- نماز استسقاء
- روزے کے احکام
- عیدالفطر
- عشرہ ذوالحجہ، عیدالاضحیٰ اور قربانی
- اجتماعی قربانی برائے مستحقین
- لبیک عمرہ
- غسل میت اور کفن پہنانا
- جمعہ کا دن مبارک دن
- درود وسلام الصلاۃ علی النبی ﷺ
- محرم الحرام
- اظہارِ محبت کیسے؟
- ان حالات میں کیا کریں
- True love
- Hidden Pearls

کارڈز

- نماز کے بعد کے مسنون اذکار
- قرآنی دعائیں
- نبی کریم ﷺ کے لیل ونہار کی روشنی میں
- صبح وشام کے اوراد
- تکبیرات
- رہبر حج
- آیات شفا
- تلاوت اور اس کے بعد کی دعائیں
- حصول علم کی دعائیں
- میت کی بخشش کی دعائیں
- دعائے استخارہ ودعائے حاجات
- نظر اور تکلیف کی دعائیں
- دعائے قنوت وقنوتِ نازلہ
- عید کارڈز
- رشتوں کو جوڑیے
- الاسماء السور (قرآن پاک کی سورتوں کے نام)
- بارک اللہ لک (شادی مبارک کاڈز)
- بچے کی پیدائش پر مبارکباد

اسٹکرز

- نمازِ فجر کے لئے کیسے بیدار ہوں؟
- رمضان المبارک کی مسنون دعائیں
- نمازِ تہجد کے لئے دعائے استفتاح
- تکبیرات
- صالح اولاد کے لئے دعائیں
- مقبول دعائیں
- نظر بد کی حقیقت
- دشمن کے شر سے حفاظت کی دعائیں
- سوتے میں وحشت کی دعائیں
- Opening supplication of Tahajjud

پوسٹرز

- پینے کے آداب
- سچ بولو! اللہ سن رہا ہے
- خبردار! اللہ دیکھ رہا ہے
- یوم الدین
- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
- رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ
- من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ

پبلی کیشنز
AL-HUDA PUBLICATIONS
www.alhudapk.com

سنیئے اور سنوائیے

عبادات

- نماز فرض ہے۔
- نماز کیا سکھاتی ہے؟
- نماز میں خشوع کیسے؟
- نماز تہجد قرب الٰہی کا ذریعہ
- آیئے نماز سکھیے

اللہ میرا رب

- آیۃ الکرسی
- اللہ تیرا شکر
- اللہ کے محبوب بندے
- اللہ ہی کے ہو کر رہو
- اللہ کا رنگ بہترین رنگ
- اللہ کی قدر پہچانو
- انسان اللہ کا محتاج
- ذکر و تسبیح
- شکر گزاری کے طریقے
- دوڑو اپنے رب کی طرف

باہمی تعلقات

- صلہ رحمی
- ہمارے معاملات ہماری پہچان
- السلام علیکم
- حقوق العباد
- رشتوں کو جوڑیے
- عدل، احسان، صلہ رحمی
- مسلمان کیسا ہوتا ہے؟
- خوشگوار باہمی تعلقات
- دوستی

پردہ

- لباس و حجاب
- پردہ کیوں کریں؟

اخلاقی خوبیاں

- اچھی نیت اچھا پھل
- اجنبی لوگ
- دل کی باتیں
- جب حیا نہ رہے
- نیکی کیا ہے؟
- نرم مزاجی
- صبر بہت ضروری ہے
- سچے مومن
- سادگی میں آسانی
- توکل علی اللہ
- قوی مومن، کمزور مومن
- ارادے جن کے پختہ ہوں
- رحمان کے بندے

اخلاقی برائیاں

- غیبت، بدگمانی اور تجسس
- فضول باتیں کس کے لیے؟
- غصہ جانے دو
- حسد کی آگ
- حرص و ہوس دین کے دشمن
- اتراؤ مت
- خود فریبی
- خود پسندی
- منافق کون؟
- منافقت دل کی بیماری
- مذاق نہ اڑاؤ
- شہرت کے طالب
- شراب اور جوا

انفاق فی سبیل اللہ

- صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا
- محبوب کے لیے محبوب چیز
- فائدہ مند تجارت

بچوں کی تربیت

- بچوں کی تربیت میں ماں کا کردار
- فتنۂ اولاد
- بچوں کی تربیت کیسے کریں
- آگ سے بچاؤ خود کو اور گھر والوں کو
- مجھے جینے دو
- بچوں کی تربیت پہلا قدم

دعوت و تبلیغ

- آؤ جھک جائیں
- اللہ کے مددگار
- اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں
- برائی کو روکو
- چنے ہوئے لوگ
- امتحان تو ہوگا
- انسان اللہ کی نظر میں
- اتحاد کیسے ممکن ہے؟
- اب بھی نہ جاگے تو

جادو اور جنّات

- جادو حقیقت اور علاج
- آسیب، جادو نظر بد کا شرعی علاج
- شیطان کھلا دشمن
- شیطان کے ہتھکنڈے

مالی معاملات

- وراثت کی تقسیم فرض ہے
- سود حرام کیوں؟

آداب

- گفتگو کا سلیقہ
- مہمان نوازی
- سفر کیسے کریں؟
- دعوتیں اور تحفے

نوٹ: ڈاکٹر فرحت ہاشمی کے یہ لیکچرز کیسٹس، سی ڈیز اور ویب سائٹ پر سنے جا سکتے ہیں

قرآن سب کے لیے ہر ہاتھ میں، ہر دل میں

الھدیٰ انٹرنیشنل تعلیم، سماجی بہبود اور نشر و اشاعت کے میدان میں سرگرم عمل

تعلیمی پروگرامز

ہر طبقۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے الھدیٰ مندرجہ ذیل تعلیمی پروگرامز پیش کرتا ہے

ڈپلومہ کورسز

- **تعلیم الاسلام** خواتین اور لڑکیوں کے لیے ایک اور ڈیڑھ سالہ کورس
- **تعلیم القرآن** خواتین اور لڑکیوں کے لیے اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں ایک اور ڈیڑھ سالہ کورس
- **علم الکتاب** اسکول و کالج کی طالبات اور ورکنگ ویمن کے لیے شام میں کورس
- **نور القرآن** گھریلو خواتین کے لیے ہفتہ میں کم دورانیہ کا کورس

پوسٹ ڈپلومہ کورسز

- **تعلیم الحدیث کورس** قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ کے علم میں مزید پختگی اور غور و فکر کے لیے تین سے چار ماہ دورانیے کا کورس

سرٹیفکیٹ کورسز

- تفہیم دین کم پڑھی لکھی خواتین کے لیے پروگرام۔
- صوت القرآن ''ہر گھر مرکز قرآن ہو'' کی سوچ کے تحت گلی محلوں میں چھوٹی چھوٹی صوت القرآن کلاسز کا قیام

خط و کتابت کورس

- تعلیم القرآن خط و کتابت کے ذریعے گھر بیٹھے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر کا پروگرام
- تعلیم الحدیث صحیح بخاری اور ریاض الصالحین کے ابواب پر مبنی پروگرام

ہفتہ وار پروگرام

- **درسِ قرآن** تلاوتِ قرآن مجید، ترجمہ و تفسیر اور سوال و جواب کی ہفتہ وار نشست
- **ریالٹی چیک** لڑکیوں کے لئے انگریزی میں ہفتہ وار کلاس
- **منار الاسلام** ۳ سے ۱۰ سال کی عمر کے بچوں کے لیے ہفتہ وار تعلیمی و تربیتی پروگرام
- **مصباح القرآن** ۱۰ سال سے زائد عمر کے بچوں اور بچیوں کے لیے الگ الگ ہفتہ وار تدریس قرآن پروگرام
- **مفتاح القرآن** ۱۰ سے ۱۳ سال کے بچوں کے لیے ناظرہ قرآن پروگرام

آن لائن کورسز

- تعلیم القرآن ڈپلومہ کورس (اردو)
- تعلیم القرآن ڈپلومہ کورس (انگلش)
- تعلیم القرآن سرٹیفکیٹ کورس (اردو)
- حدیث کورس (صحیح بخاری)
- حدیث اور تربیتی کورس

تفصیلات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں

www.farhathashmi.com www.alhudapk.com

www.alhudainstitute.ca

اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی
فرماں برداری کرے وہ ان لوگوں کے
ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام
کیا جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور
نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں۔

(النساء : 69)

04010072

AL-HUDA
Publications (Pvt) Ltd.